اقوام کی تاریخ پر وسیع نظر ہو، اور اس کے ساتھ زبان و قلم میں اتنی قوت ہو کہ مافی الضمیر کو خوش اسلوبی کے ساتھ لوگوں کے سامنے اثر انداز میں پیش کیا جا سکے، اس ضرورت کی تکمیل کے لئے انجمن الاصلاح کا وجود بہت کارآمد ثابت ہوا، مقاصد کے لحاظ سے یہ مختلف شعبوں میں تقسیم ہے تقریر وتحریر، عام اور علمی معلومات کے واسطے اردو عربی اور انگریزی اخبارات و رسائل، اور عام مطالعہ و تحقیق کے لئے اردو و عربی کی مستند کتابوں کی ایک لائبریری جو تقریباً ایک ہزار کتابوں پر مشتمل ہے انجمن کے سالانہ اخراجات دو ڈھائی سو ہیں، مستقل آمدنی ایک سو سے کچھ زیادہ ہی آمدنی کی بقیہ کمی پوری کرنے کے لئے ہماری جد وجہد برابر جاری رہتی ہے، دارالعلوم جیسے علمی ادارہ کے لئے اس قسم کی علمی ادبی اور اجتماعی انجمن کی جو ضرورت ہے اس کا احساس ہم سے آپ کو زیادہ ہوگا، اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے پیش رو حضرات نے اس کو قائم کیا تھا، اگرچہ سرمایہ کی قلت کی وجہ سے ہم اسے پورے طور پر کامیاب نہ بنا سکے لیکن اپنی بساط کے مطابق اس کو ترقی دینے میں اپنی ناچیز کوشش صرف کر رہے ہیں۔

آخر میں آپ کی تشریف آوری اور زحمت فرمائی کا مکرر شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی اس طرح ہماری گزارشوں کو شرف قبولیت بخشا جائے گا۔

ہم ہیں آپ کے خادم اراکین جمعیت الاصلاح

سید انوار احمد (ناظم) فضل اللہ فاروقی (نائب ناظم) ہارون جعفری، عبد الحفیظ، مطیع الرحمٰن، محمد عزیر مہدی، عزیز احمد، مشتاق احمد، عبد اللطیف، عبد الکافی، حشمت اللہ، نور الکبیر، اعجاز احمد، محمد شریف، خادم حسین (اراکین جمعیت الاصلاح)

تمت

سپاسنامہ

بگرامی خدمت عالیجناب نواب صدیار جنگ مولٰنا حبیب الرحمن خاں شروانی سابق صدر الصدور امور مذہبی مملکت نظام ادام اللہ دولتہ

عالیجاہا ! آج ہم آپ جیسی بزرگ اور محترم ہستی کو اپنے درمیان دیکھ کر اپنے سینوں میں جذبات مسرت وامتنان کی ایک خاص لہر پاتے ہیں اور ہمارے دل اس وقت انبساط سے معمور ہیں۔ آپ نے ہماری ناچیز درخواست کو قبول فرماکر ہماری جو عزت افزائی فرمائی اس کا شکریہ حد اظہار سے باہر ہے۔

عالیجاہا ! آپ کے فضل وکمال ملکی وقومی خدمات، اسلامی ہمدردی ومحبت وحسن اخلاق، خلوص وایثار اور کرم وفیاضی کے متعلق ہمارا کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، آپ نے شروع سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ساتھ جس خلوص ومحبت اور ایثار وخدمت کا نمونہ پیش فرمایا ہو وہ اس کے لئے باعث فخر ہے، آپ نے ندوہ کی ہر چیز سے دلچسپی لی، ندوہ کے ہر اڑے وقت پر کام آئے، اور حال ہی میں ندوہ کی مسجد کے سلسلہ میں اپنے گراں قدر عطیہ اور انتھک کوششوں سے ندوہ کے ساتھ اپنی دلی محبت کا اظہار فرمایا ہے، اگر کہا جائے کہ آپ کو ندوہ کے ذرہ ذرہ سے اُنس ومحبت ہو تو شاید بیجا نہ ہو !

عالیجاہا ! انجمن الاصلاح طلباء کی مرکزی جمعیت ہو۔ اس کا مقصد طلباء کی دماغی نشوونما، دینی اصلاح اور اخلاقی بلندی کے لئے سعی وکوشش ہے، اور ساتھ ہی ان میں علمی، وادبی، اخلاقی اور معاشرتی روح اور آیندہ زندگی کے لئے علمی وعملی جدوجہد کا سلیقہ پیدا کرنا ہے قوم وملک کے حالات سے آگاہی، سلف صالحین کے کارہائے نمایاں سے باخبری، قوموں کے عروج وانحطاط کے اسباب سے واقفیت، تبلیغ اسلام کا جذبہ، اعلائے کلمۃ اللہ کا ولولہ اور اصلاحِ قوم وملت کا خیال اُس وقت پیدا ہوسکتا ہے جب صحابۂ کرام کی حیاتِ طیبہ آنحضرت صلعم کی طرزِ تبلیغ، اسلام کی اصلی روح اور قدیم

لِلّٰهِ دَرُّكَ هَلْ تَرِقُّ لِحَالَتِي ۔۔۔ فَلَقَدْ اَتَيْتُكَ وَالدُّمُوْعُ بُحُوْرٌ

خدا آپ کا بھلا کرے کیا آپ میری حالت سے متاثر نہ ہونگے میں آپ کے پاس آنسوؤں کے دریا بہاتا ہوا آیا ہوں

لَازِلْتَ عَوْنًا لِلْعُلُوْمِ وَاَهْلِهَا ۔۔۔ مَا دَامَ نَجْمٌ فِي السَّمَاءِ يَدُوْرُ

آپ ہمیشہ علم واہل علم کے مددگار رہیں ۔ جب تک ستارے آسمان میں چکّر لگائیں

اَقْصِرْ فَقِيْرُ عَنِ الْكَلَامِ فَاِنَّهٗ ۔۔۔ جَمُّ الْمَحَامِدِ فِي ثَنَاهُ يَسِيْرٌ

اے فقیر کلام سے رُک کیوں کہ تعریفوں کا ایشار اس کی مدح میں تھوڑا ہے

منجانب طلبہ مدرسۂ مظاہرِ علوم سہارن پور

۲ رمحرم الحرام ۱۳۴۰ھ

فَاللّٰهُ اَوْدَعَكَ الْعُلُوْمَ وَحِكْمَةً فِيْكَ السَّمَاحَةُ وَالْحِجٰى وَالْخَيْرُ

خدا نے آپ کو علم و حکمت سے بھرپور کیا۔ آپ میں سخاوت ہے عقلمندی ہے اور خیر ہے

وَلَكَ الْفَصَاحَةُ وَالْاِمَارَةُ وَالتُّقٰى وَبِكَ الشَّجَاعَةُ وَالنَّدٰى وَالنُّوْرُ

آپ کے لئے فصاحت امارت اور پرہیزگاری ہے اور آپ میں شجاعت ہے سخاوت ہے اور نور ہے

فَلَئِنْ سَئَلْتُ النَّاسَ مَنْ غَيْثُ الْوَرٰى لَرَاَيْتُ كُلَّهُمْ اِلَيْكَ يُشِيْرُ

پس اگر میں لوگوں سے دریافت کروں کہ تازگی بخش بارش کونسی ہے البتہ میں دیکھونگا سب آپ کی طرف اشارہ کرینگے

وَلَئِنْ سَئَلْتُ النَّاسَ مَنْ لَيْثُ الْوَرٰى قَالُوْا الَّذِىْ هُوَ لِلنِّظَامِ مُشِيْرُ

اگر میں لوگوں سے دریافت کروں کہ دنیا کا شیر کون ہے کہیں گے وہ ہی تو جو نظام کا مُشیر ہے

وَلَئِنْ سَئَلْتُ النَّاسَ مَنْ غَوْثُ الْوَرٰى قَالُوْا حَبِيْبٌ فِى الْاَنَامِ شَهِيْرُ

اور اگر میں لوگوں سے دریافت کروں کہ دنیا کا فریادرس کون ہے کہیں گے کہ جو دنیا میں حبیب کے نام سے مشہور ہے

طُوْبٰى لِمَمْلَكَةٍ تَكُوْنُ مُدِيْرَهَا فَالظُّلْمُ فِيْهَا مَيِّتٌ مَقْبُوْرُ

خوش خبری ہو اس سلطنت کو جس کے آپ حاکم ہوں۔ پس ظلم اُس میں مردہ ہے۔ مدفون ہے

بُشْرٰى لِسُلْطَانٍ تَكُوْنُ صَفِيَّهٗ فَعَدُوُّهٗ بِكَ فِى الْبَلَا مَحْصُوْرُ

بشارت ہو اس بادشاہ کو جس کے آپ برگزیدہ ہوں پس اس کے دشمن آپ کی وجہ سے مصیبتوں میں مقید ہے

يَشْكُوْا اِلَيْكَ الْعِلْمُ جَوْرَ جَهَالَةٍ فَبِهَا بَدَتْ فِى الْمُسْلِمِيْنَ شُرُوْرُ

علم آپ سے جہالت کے ظلم کی شکایت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں فتنے پیدا ہوگئے

قَدْ كُنْتُ فِى الزَّمَنِ الْقَدِيْمِ مُحَبَّبًا لِىْ كُلُّ اَفْئِدَةِ الْاَنَامِ اَسِيْرُ

کہ میں گزشتہ زمانہ میں بیحد محبوب تھا۔ مخلوق کے دل میرے مقید تھے

وَالْاٰنَ مُذْ غَلَبَ الْجَهَالَةُ فِى الْوَرٰى مِنِّىْ قُلُوْبُ الْعَالَمِيْنَ نُفُوْرُ

مگر اب جب سے دنیا میں جہالت غالب ہوئی۔ دنیا کے دل مجھ سے نفرت کرنے لگے

زُورِی مُحِبًّا فِی هَوَاكِ مُتَیَّمًا　　وَلَهُ شَهِیقٌ دَائِمٌ وَزَفِیرٌ

اپنے عاشق کی زیارت کر جو محبت میں تیرا غلام ہو اور اس کو ہمیشہ رونا ہو اور غم کی سانس

جَاءَتْ تَبَخْتَرُ فِی الْجَمَالِ كَأَنَّهَا　　غُصْنٌ تَمِیلُ بِهِ الصَّبَا وَدَبُورٌ

خرام ناز سے آئی حسن میں گویا وہ ایسی نازک شاخ ہے کہ پروا اور پچھوا ہوا اس کو ہلاتی ہے

فَصَعِقْتُ لَمَّا شِمْتُ بَرْقَ جَمَالِهَا　　وَذَكَرْتُ مُوسٰی حِینَ دُكَّ الطُّورُ

پس میں بیہوش ہو گیا جب اس کے برق جمال کو سونگھا اور موسیٰ کو یاد کیا جب طور ریزہ ریزہ ہوا تھا

قَالَتْ رُوَیْدَكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَنَّهُ　　قَمَرٌ تَبَدّٰی فِی الزَّمَانِ مُنِیرٌ

اے ذا الزمان ۱۲

اس نے کہا ٹھیر ٹھیر کیا تو نے نہیں سنا کہ اس زمانہ میں ایک روشن چاند نکلا ہے

زَالَ الظَّلَامُ بِأَسْرِهِ وَتَلَأْلَأَتْ　　بِحَبِیبِ رَحْمَانٍ سَهَارَنْفُورُ

جس نے تمام ظلمتوں کو دور کر دیا اور چمک گیا حبیب الرحمٰن سے سہارنپور

فَكَأَنَّنِی لَمَّا سَمِعْتُ بِذِكْرِهِ　　یَعْقُوبُ لَمَّا أَنْ أَتَاهُ بَشِیرٌ

میں اس کا نام سن کر گویا یعقوب بن گیا جب اس کے پاس خوش خبری دینے والا آیا تھا

فَتَقَشَّعَتْ سُحُبُ الْهُمُومِ وَأَشْرَقَتْ　　شَمْسٌ أَشِعَّتُهَا نَدًی وَسُرُورٌ

چنانچہ غموں کا بادل پھٹا اور سورج چمکا جس کی شعاعیں سرور اور تازگی بخش تھیں

فَكَأَنَّ حُزْنًا لَمْ یَكُنْ بِی مَرَّةً　　وَكَأَنَّنِی مُذْ لَمْ أَزَلْ مَسْرُورٌ

پس گویا مجھے کبھی غم ہوا ہی نہ تھا اور گویا میں ہمیشہ سے مسرور تھا

أَعَمُودُ مَمْلَكَةِ النِّظَامِ وَزَیْنُهَا　　حَاشَاكَ مَا لَكَ فِی الزَّمَانِ نَظِیرٌ

سلطنت نظام کے عمود اور اس کی زینت ۔ نہیں نہیں آپ کا اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں

قَدْ فُتَّ مِنْ رُتَبِ الزَّمَانِ بِرُتْبَةٍ　　مَا نَالَهَا فِی الْعَالَمِینَ أَمِیرٌ

اے سبقت ۱۲

مراتب زمانہ میں سے آپ اس مرتبہ پر پہونچے جو دنیا میں کسی امیر کو حاصل نہیں ہوا

قصیدة مدحیة أثنی بها علی کوکب المجد والعلی صاحب العز والاقبال والحجی الهمام المقدام مدار المهمات الدینیة لمملکة النظام مولانا حبیب الرحمن خان الشروانی لازال محفوفا بالطف الربانی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

أهواكِ بی أم فی الفؤادِ سعیرُ　　أم طائرٌ قلِقٌ یریدُ یطیرُ

کیا تیری محبت مجھ میں ہے یا دل میں آگ　　یا پرندہ مضطرب اڑنا چاہتا ہے

أرجو الوصال فلا أراكِ وإنما　　طیفٌ یُلِمُّ بساحتی وسریرُ

وصال کی امید کرتا ہوں مگر تجھے نہیں دیکھتا　　یہی خیال مجھ کو جگہہ جگہہ لئے پھرتا ہے

واحرقتاه فلا تطیق صبابتی　　باللهِ أفئدةُ الوری وصدورُ

ہائے جلن خدا کی قسم دنیا کے دل اور سینے　　میری آتش عشق کی طاقت نہیں رکھتے

یا غادة أسرت قلوب أولی النهی　　یا ظبیة خجلت لدیك الحورُ

اے غادہ تونے عقلمندوں کے دل قبضائے　　اے ہرنی تیرے سامنے حور شرمندہ ہے

روحی فداكِ فهل أراكِ بنظرةٍ　　وتعودُ أیامٌ مضت ودهورُ

میری روح تجھ پر قربان کیا میں تجھے ایک نظر دیکھ سکتا ہوں اور گزشتہ زمانہ واپس ہو جائے گا

وافرقتاه فقد تقطع مهجتی　　والعین شاخصةٌ تکاد تغورُ

ہائے جدائی میری جان نکل گئی اور آنکھیں پتھرا گئیں ۔ گڑنے کے قریب ہو گئیں

باللهِ رفقًا بالمحبِّ ورحمةً　　یا من له کلُّ الأنامِ أسیرُ

خدا کے لئے عاشق پر نرمی اور رحم ہو۔ اے وہ ذات جس کی تمام دنیا مقید ہے

وَلَا تَحْسَبَنِّي كَامْرِئٍ لَيْسَ شَاكِرًا — لِمُنْعِمِهٖ دَابَ الْكَفُوْرِ الْمُذَمَّمِ

اور مجھ کو ایسا آدمی نہ گمان فرمائیے کہ جو اپنے منعم و محسن کا — مشکور نہ ہوتا ہو جیسا کہ برے آدمیوں کا طریقہ ہے

فَإِنِّيْ إِلَى الصِّدِّيْقِ أُعْزٰى وَأَنْتَمِيْ — حَسِيْبٌ نَجِيْبٌ كَالْوَشِيْجِ الْمُقَوَّمِ

کیوں کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں — اور حسیب اور نجیب ہوں

وَإِنِّيْ وَإِنْ أَتْحَفْتُكُمْ بِقَصِيْدَةٍ — كَعِقْدِ اللَّآلِيْ وَالْجُمَانِ الْمُنَظَّمِ

اور میں نے اگرچہ آپ کی خدمت میں ایسا قصیدہ تحفۃً — پیش کیا ہے کہ جو موتیوں کے ہار کے مشابہ ہے

وَلٰكِنَّهُ الْمَسْبُوْقُ وَاللُّطْفُ سَابِقٌ — فَمَا الْفَضْلُ وَالتَّشْرِيْفُ إِلَّا لِأَقْدَمِ

لیکن یہ ہدیہ مسبوق و متاخر ہے اور آپ کا لطف کرم — سابق و مقدم ہے پس فضیلت اور شرف مقدم ہی کے لئے ہوگا

وَهٰذَا ثَنَاءٌ مَا تَعِبْتُ بِنَظْمِهٖ — لِأَنِّيْ رَاوٍ مِنْ صِفَاتِكَ فَاعْلَمِ

اور میں نے اس نظم میں کوئی تعب نہیں اٹھایا — اس لئے کہ میں تو محض آپ کے کمالات و اوصاف کا راوی ہوں

فَلَا حَمْدَ لِيْ فِيْمَا مَدَحْتُ فَإِنَّنِيْ — كَتَبْتُ الَّذِيْ أَمْلَتْ مَنَاقِبُ أَنْجُمِ

پس میں اس مدح میں قابل ستایش نہیں اس لئے کہ — آپ کے شمائل و مناقب نے جو مجھ پر املا کرایا وہ لکھ دیا ہے

فَدَامَ عَلَيْنَا ظِلُّكُمْ وَالْتِفَاتُكُمْ — وَإِيْنَاسُكُمْ بِاللُّطْفِ يَا ذَا التَّكَرُّمِ

پس خدا کرے آپ کا سایہ اور نظر الطاف و کرم — ہم پر ہمیشہ رہے آمین

وَتَحْيٰى حَبِيْبًا أَنْتَ فِي الْحُبِّ دَائِمًا — وَفِي الْجَاهِ وَالْإِعْزَازِ فَوْقَ التَّوَهُّمِ

اور آپ ہمیشہ حبیب و محبوب ہی رہ کر — ما فوق الوہم عز و جاہ میں زندہ رہیں آمین

وَعِشْ سَالِمًا مَا طَافَ لِلّٰهِ طَائِفٌ — بِبَيْتٍ عَتِيْقٍ وَالْمَقَامِ وَزَمْزَمِ

اور جب تک کوئی اللہ کے لئے بیت اللہ اور مقام ابراہیم — و زمزم کا طواف کرنے والا رہے اس وقت تک آپ سلامت رہیں آمین

أَنْشَأَهَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْمُسْتَلْفِتُ لِأَنْظَارِكُمُ الْمَدْعُوُّ بِمُحَمَّد إِدْرِيْس الْكَانْدهلوي

كَانَ اللهُ لَهٗ آمِيْن

---

۱ تذکیر الضمیر بتاویل الاتحاف ۱۲ عفا عنہ ۲ التفضیل للترجیح ۳ مدیح ـ قصید ـ نشید ۴ فواضل ـ فضائل

وَقَدْ عَلِمَ الْاَقْوَامُ عَلَّانَ حَقِّهٖ ۔۔۔ اِذَا كَلَّتِ الْاَفْوَاهُ وَقْتَ التَّكَلُّمِ

آپ کا حق کو علی الاعلان کہنا سب کو معلوم ہے ۔۔۔ جس وقت کہ دوسری زبانیں اظہار حق سے عاجز ہوں

فَيَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَيُنْكِرُ مُنْكَرًا ۔۔۔ عَلٰى رَغْمِ حُسَّادٍ عَلٰى رَغْمِ لُوَّمِ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے ہیں ۔۔۔ اگرچہ حاسدین ولائمین خاک آلود ہوں

سَلَامٌ شَذَاهُ نَفْحَةٌ عَنْبَرِيَّةٌ ۔۔۔ يُبَارِيْ سَنَاهُ نُوْرَ بَدْرٍ وَاَنْجُمِ

آپ پر ایسا سلام ہو کہ جس کی خوشبو عنبری ہو ۔۔۔ اور جس کی روشنی ماہتاب اور ستاروں کی روشنی سے مقابلہ کرتی ہو

تَحِيَّةُ تَكْرِيْمٍ يَلِيْقُ بِشَانِكُمْ ۔۔۔ وَاُهْدِيْ دُعَاءً بِالْجَنَانِ الْمُصَمَّمِ

اور تحیۂ تکریم جو جناب کی شان کے مناسب ہو ۔۔۔ اور دعائے مخلصانہ ہدیہ میں پیش کرتا ہوں

فَاِنَّكَ لِلْاِسْلَامِ فَخْرٌ وَبَهْجَةٌ ۔۔۔ وَصَدْرٌ لِاِسْلَامٍ وَدِيْنٍ مُتَمِّمِ

اس لئے کہ آپ اسلام کے فخر اور رونق ہیں ۔۔۔ اور صدر الاسلام والدین ہیں

وَرِثْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ عِلْمًا وَحِكْمَةً ۔۔۔ فَمَا اَيْمَنَ التَّوْرِيْثَ سُبْحَانَ مُنْعِمِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وحکمت کے وارث ہیں ۔۔۔ سبحان اللہ کیا مبارک توریث ہیں

وَاِنَّكَ مِعْوَانٌ وَاِنَّكَ مِفْضَلٌ ۔۔۔ وَاِنَّكَ لِلرَّاجِيْنَ خَيْرُ مُيَمَّمِ

اور آپ بہت بڑے صاحب فضل اور لوگوں کے ممد ومعاون ۔۔۔ اور امیدواروں کے بہترین مقصد ہیں

وَفَضْلُكَ مَمْطُوْرٌ كَغَادٍ[١] وَمُدْجِنٍ ۔۔۔ وَظِلُّكَ مَمْدُوْدٌ كَظِلِّ الْمُقَطَّمِ[٢]

آپ کا فضل بادل کی طرح برستا ہے ۔۔۔ اور آپ کا مبارک سایہ مقطم پہاڑ کے سایہ کی طرح دراز ہے

وَاِنَّكَ مَامُوْلٌ وَاِنَّكَ مُرْتَجٰى ۔۔۔ لِحَدْثَانِ اَيَّامٍ لَدٰى كُلِّ مُعْظَمِ

اور آپ جائے امید ہیں ۔۔۔ جب کہ کوئی حادثہ اور امر عظیم پیش آئے

فَلَيْسَ بِبِدْعٍ اَنْ يُّؤَمِّلَ اٰمِلٌ ۔۔۔ بِلُطْفِ حَبِيْبٍ بِالْمَعَالِيْ مُوَسَّمِ

پس اگر کوئی امیدوار لطف حبیب الرحمن جو کہ معالی اور مکارم ۔۔۔ کے ساتھ موصوف ہیں ان کے الطاف کی امید کرے تو کوئی مستبعد نہیں

١ه مُمطُورٌ لغادٍ ومُدجنٍ ۔

ن مفضل متکرم ٢

١ه الغادی۔ السحاب الذی ینشاء غدوۃً والمدجن السحاب الکثیر المطر ١٢ ٢ه قولہ المقطم۔ المقطم جبل کبیر من جبال مصر ١٢

القصيدة المدحيّة

تمنى

لحضرة ذى الجناب الاكرم والمقام الافخم صدر الصدور للامور المذهبية بالدولة الاسلامية الآصفيّة مولانا حبيب الرحمٰن الشروانى اطال الله تعالىٰ بقاءه ومتع بفيوضه الاقاصى والادانى آمين

المهدى محمد ادريس الكاندهلوى كان الله وله واهله آمين

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

اِلىٰ شَيْخِ اِسلامٍ نَبِيْلٍ مُفخّمٍ ... حَبِيْبِ الرَّحْمٰنِ حَبِيْبٍ مُعَمَّمٍ[1]

شیخ الاسلام صاحب فضل ونجابت ومحترم ... مولانا حبیب الرحمٰن صاحب حبیب معمم (صاحب عمامہ) کی طرف

وَحِيْدٍ فَرِيْدٍ جَامِعِ الْفَضْلِ وَالتُّقىٰ ... وَقُدْوَةِ اَعْلَامٍ هُمَامٍ وَّ اَفْخَمٍ

جو کہ یکتائے زمانہ اور جامع علم وتقویٰ ... اور قدوہ علماء اعلام اور معظم ومحترم ہیں

تَقِيٍّ نَقِيٍّ مَاجِدٍ مُتَوَاضِعٍ ... يُلَاقِيْ بِوَجْهٍ ضَاحِكٍ مُتَبَسِّمٍ

پاک وصاف بزرگ ومتواضع ... خندہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ ملاقات فرمانے والے

وَاَكْرِمْ بِحِبْرٍ عَالِمٍ مُتَبَحِّرٍ ... وَاَعْظِمْ بِهٖ اَعْظِمْ بِهٖ ثُمَّ اَعْظِمِ

کیا ہی عمدہ متبحر عالم ہیں ... اور کیا ہی بڑے اور بزرگ ہیں

---

[1] حبیب جب کہ مرد ہو تو اس کو حبیب معمم (صاحب عمامہ) سے تعبیر کرتے ہیں اور جب مونث ہو تو اس کو حبیب متقنع یعنی صاحبۃ القناع اے صاحبۃ الخمار سے تعبیر کرتے ہیں ۱۲ منہ عفا عنہ

اعادہ مولاہ الصمد الی کل موسم وعام وللہ آمل اصلاح امرہ علی الدوام
چاہتا ہوں جو مؤدّ مقصد ہو۔ خدائے پاک ہر موسم اور ہر سال میں اس کو قائم رکھے۔ اور اللہ سے امید کرتا ہوں اس کی
اللھم اسمع دعاءً صعد الی الملأ الاعلیٰ۔
درستی امر کی ہمیشہ۔ اے اللہ ملاء اعلیٰ تک پہنچنے والی دعا کو سن لے۔

سعد اعاد سرورہ الاسلام ورو اسرور سطورہ الاکرام
نیک بخت ہے مکرر کیا اس کے سرور کو اسلام نے اور اکرام نے اس کے سرور کی صف کو بھرپور کر دیا

ھمم الی ھام السماک محلھا ومحامد لسماعھا الھام
ہمتیں ہیں جن کا مقام سردار اعلیٰ ہے اور محامد سردار کے سنانے کے لئے۔

ملک المراحم والمکارم والعلا ساد الملوک ولاح وھو عصام
مراحم ومکارم کا بادشاہ اعظم ہے۔ بادشاہوں پر حکومت کی اور ظاہر ہوا پشت پناہ بن کر

کم طائر امسی لوصلک صادحا ولاسمک الاعلا لہ الھام
کتنے پرندے شام کو تیرے وصل میں اور تیرا بلند نام لے کر بولتے ہیں کہ اس کو سرداری ہو

ولکل اصل للصلاح معاھد ولہ الی الحرم الحرام رکام
ہر قوم اپنے مفاد کے لئے کسی جگہہ جمع ہوا کرتی ہو مگر اس کے لئے حرم محترم جائے اجتماع ہے

طود العوائد دام ملکک واحدا ماردّ ال او اعد وشام
عطایا کا یکتا پہاڑ۔ آپ کا ملک ہمیشہ رہے۔ نہ رد کیا گیا کمی کرنے والا بلکہ نہ جتایا گیا فخر

او ماحدی حادلدی المسعی وما لو ھادھا الاھدا التکرام
یا نہ گایا گانے والا (اونٹوں کو) تیز چلانے میں۔ اور نہ یہ کہ اگر نرم آواز سے چلاتا تو بزرگ کو تکلیف ہوتی

صلی الالہ علی الرسول محمد طہ وآل ما سرا اعلام
اور اللہ رحمت بھیجے رسول صلعم محمد پر جو طٰہ ہیں اور اُن کی آل پر جب تک نشان بلند ہوں

ناظمھا ومقدمھا المقام کم العالی الملوکی عبد المحسن بن محمد المکی الشھیر بالصحاف
شاعر الحجاز۔ عام الالف والثلاثمائۃ وخمس واربعین۔ بازار گھانسی خان نمبر مکان ۲۱۰۰ حیدرآباد
(دکن)

واسدل العفو عن قصوری وتقصیری فعلیاك فوق كلّ بیان

میرے قصوروں پر معافی کا پردہ ڈال دیجئے۔ آپ کی شان ہر بیان سے بالا ہے

وسلامٌ علیكَ أبقاكَ مولا ك لینشرِ العلوم والعرفان

اور تم پر سلام خدا آپ کو اشاعت علوم اور معارف کے لئے ہمیشہ باقی رکھے

عبد الرحمٰن بن یحیی الیمانی

ایضاً

المهدا والمجر رمهمل لعلاء الملك حامل لوآء العلو والعدل

ہدایا اور قصاید سب لغو ہیں بسبب عالی (مرتبہ) ہونے بادشاہ کے جو علم اور عالم کے

العالم الهمام رحم الله والده وعمر معاهده واهلك حساده و

انصاف کے جھنڈے کا حامل ہو۔ بہادر ہے۔ رحم کرے اللہ اس کے والد پر اور معمور رکھے

ادام اولاده واعلا اعلامه واعاد اعوامه واطال عمره وسهل امره

اس کے مکان مرجع الخلایق کو اور اس کے دشمنوں کو ہلاک کرے اور اس کی اولاد کو ہمیشہ رکھے اور اس کے

واعطاه مراده وسدد كلامه الا وهو السركار الكامل الاوحد والاسد

جھنڈے بلند کرے اور اس کے سنین کو واپس کرے اور اس کی عمر دراز کرے اور اس کا کام آسان کرے اور اس کی مراد پوری

لمهند الحسام الصارم الصادع الاوطد السلام علی مالك امور الامم والعوالم

کرے اور اس کے کلام کو مضبوط کرے۔ آگاہ ہو وہ سردار ہی کامل ہو یکتا ہے اور شیر نیستاں۔ شمشیر براں گرانے والی مضبوط۔ سلام ہو

وحاكم الدوائر والعساكر وموسس المدارس والمعالم الساطع هلاله علی سماء

امور عالم اور قوموں کے مالک پر۔ عدالتوں اور لشکروں کے حاکم پر اور مدارس و علامات مرتفعہ کے قائم کرنے والے پر۔ مکارم

المكارم سهام الاعداء وسمامها المصادم اسئله سرّ المدح اورده المرام

اخلاق کے آسمان پر اس کا چاند۔ دشمنوں کو مٹانے والے تیر کا نوک دار پھل ہی۔ میں اس سے نظم مدحیہ کی اجازت

بل یداہ بالجودِ عینانِ او نھـــرانِ او زاخرانِ فیّاضان

بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بخشش میں دو چشمے ہیں یا دو نہریں یا فیاضی کے دو بحر عمیق

یمطر الناسَ منھما کل حین بالّھا عارضانِ منھمران

برساتا ہے اُن سے لوگوں پر ہر وقت عطایا - گویا وہ دونوں بادل ہیں برسنے والے

فَبہٖ بعدَ الاٰنِ فلنضرب الامثال بین الانام فی الاحسان

اس کے بعد ہم کو چاہئے کہ لوگوں میں اس کے محاسن کو ضرب المثل بنالیں

ولندع ذکرطیّئٍ وبنی بر مکَ والباذلین من شیبان

اور ہم کو طے اور بنی برمک اور اسخیا رشیبان کا تذکرہ چھوڑ دینا چاہئے

مع عزمٍ کانّہ لقضاءِ اللّـــٰہ اِلفَ فلیس یفترقان

اس ارادہ سے کہ گویا یہ (ضرب المثل) قضار الٰہی سے ایسی مانوس ہو کہ دونوں جدا نہیں ہو سکتے -

وصوابٍ فی الرای تحسبُ انّ الغیبَ ما زال عندہٗ کالعیان

(اس کی) رائے صائب (تو ایسی ہو) گویا غیب ہمیشہ سے اس کے نزدیک عیاں ہے

وخطابٍ فصلٍ یجلّی بہ ما کانَ من مشکلٍ باحلیٰ بیان

فیصلہ کن خطاب جس کے عمدہ بیان سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے

واعتصامٍ بکلّ خُلقٍ شریفٍ واجتنابٍ للشین فی کلّ شان

ہر عمدہ اخلاق پر دست رس - اور ہر حالت میں بایوس سے اجتناب

وکمالٍ فی کل شیئٍ فسبحا نَ العظیم المواھب المنّان

اور ہر شے میں کمال ہے سبحان اللہ العظیم

ایّھذ الامام دمت بسعدٍ وھناءٍ فی العیش واطمئنان

اے امام تو ہمیشہ سعادت - مبارک بادی عیش اور اطمینان میں رہے

ھاکَ مدحًا املاہ فکری ممّا قد وعتہ من ذکرک الاذنان

یہ تیری مدح ہے جو میری فکر نے لکھائی ہے ان تذکروں میں سے جو کانوں میں جمع تھے

فاتی دکناً وقد نشرت فیھا لاقبالہ بنود التھانی
پس آئے دکن میں اور لہرائیں اس کے استقبال میں مبارک باد کی جھنڈیاں

وتلقتہ حیدرآباد بالبشر وتاھت بہ علی البلدان
اور ملا اس سے حیدرآباد خوش آمدید کے ساتھ اس لئے شہروں پر فوقیت لے گیا

فھنیأً لہ بمبرورحجٍ | حاز فیہ الرضا من الرحمٰن
پس مبارک ہو اس کو حج مبرور جس میں حاصل کی رحمٰن کی خوشنودی

وباوبٍ الی المقر بخیرٍ | سالماً من طوارالحدثان
اور حوادث راہ سے سلامتی اور خیریت کے ساتھ وطن کی واپسی (مبارک)

بل ھنیأً بذا الدکنَ والھندِ جمیعاً وسائرِ الاکوان
بلکہ یہ دکن اور تمام ہندوستان اور تمام ملک مبارک

ھُوَ فی العلم جھبذٌ ما لہ فی | عصرہ فی علومہ من مدانی
وہ علم کا عارف ہے اپنے زمانہ میں اس کے علوم کا کوئی مقابل نہیں

جامعٌ للعلوم عقلاً ونقلاً | غایۃٌ فی التحریر والاِتقان
علوم عقلی ونقلی کا جامع - تحریر و تقریر کا منتہی

یوضحِ المشکلاتِ فی کلّ علمٍ | بمنیرِ التحقیق والتبیان
ہر علم کی مشکلات کو عمدۃ تحقیق و بیان سے واضح کرتا ہے

مادجت شبھۃ علی الدین اِلّا | وجلاھا بساطع البرھان
دین پر کوئی شبہ نہیں پڑا مگر اس کو روشن دلائل سے رفع کردیا

لازمٌ للعفاف والفضلِ والتقوی مکین فی طاعۃِ الدیان
پاکدامنی ۔ فضل اور تقوی کو لازم ہے خدا کی طاعت میں متمکن

باسطٌ بالندی یدیہ فکم اغنیٰ فقیرا وفکّ اغلال عانی
سخاوت میں اپنے دونوں ہاتھ کشادہ کئے ہوئے ہیں پس کتنے فقیروں کو غنی کردیا اور داد خواہ کو ظلم سے چھڑا دیا۔

وحبیبُ الرحمٰنِ یسمّٰی بحقٍ | فالمسمّٰی والاِسمُ موتلِفان

اور اصلی نام حبیب الرحمٰن ہے۔ پس اسم اور مسمٰی دونوں موافق ہیں

ینتمی للائمۃِ السادۃ القا | دۃ اہل الکمال من شروان

شروانیوں کے اہل کمال بزرگ سرداروں سے منسوب ہیں

لم تزدہ الاسماء معرفۃً بل | بعلاہ تعرّفتُ فی الاکوان

ناموں نے اس کی تعریف نہیں کی بلکہ دنیا میں میں نے اس کے مرتبہ سے پہچانا

واتیٰ ذکرھا لمدحٍ کما فی | ذکرِ اسماءِ اللّٰہِ فی القرآن

مدح میں ناموں کا تذکرہ اسی طرح آگیا ہے جیسے قرآن میں خدا کے ناموں کا تذکرہ

زارَ اُمَّ القریٰ فسرّت بہ الانحاء منھا والبیتُ ذو الارکانِ

مکہ کی زیارت کی پس خوش ہوئے اس سے اطراف اور کعبہ صاحب ارکان

طافَ بالبیتِ خاشعًا وسعیٰ مبتھلاً فاستجیبَ بالغفرانِ

کعبہ کا طواف خوشی سے کیا اور عاجزی کے ساتھ سعی کی پس مغفرت کے ساتھ قبول ہوئی

وسما صاعدًا الیٰ عرفاتٍ | فحباہ الالٰہ بالرضوان

اور جبل عرفات پر چڑھے پس اللہ نے ان کو خوشنودی کا عطیہ دیا

وانثنیٰ راجعًا لجمعٍ وناجی | ربَّہ حین ضمہ المشعران

اور واپسی میں مزدلفہ کی طرف رخ کیا اور مشعر الحرام کے پاس خدا سے مناجات کی

واتیٰ بعدھا منًی ثمّ وفّٰی | کلَّ اعمالِہ بلا نقصان

اس کے بعد منا میں آئے پھر اپنے تمام کاموں کو بلا نقصان پورا کیا

ونحا طیبۃً فنال مُناہ | مِن جنیٰ روضِھا الینیع الدانی

پھر مدینہ منورہ کا قصد کیا اور وہاں کے باغ کے پختہ اور قریب کے میووں کو چن کر مراد کو پہنچے

وانبریٰ قافلاً الی الھندِ والھند الیہ شدیدۃ التحنان

اور چلے ہند کو واپس ہو کر اور ہند اس کا بیحد مشتاق تھا

هذه القصيدة في مدح صاحب المقام الرفيع والجناب المنيع صدر الصدور شيخ الاسلام مولانا حبيب الرحمن الشروانی وتهنيته بتمام الحج والزيارة والرجوع بالسلامة والكرامة دام الله له ذلك آمين

لاحَ للناظرينَ برقٌ يمانِي | فيه بشرى لكلّ قاصٍ ودانی

دیکھنے والوں کے لئے برق یمانی چمکی اس میں بشارت ہے ہر قریب و بعید کے لئے

وتبارتْ نسائمُ البِشرِ تهدی | بعدَ طول البعاد بشری التدانی

خوشخبری کی نسیم نے ہدیہ دینے میں سبقت کی درازی بُعد کے بعد قرب کی بشارت کا

وتحلّت عراس الدّوح بالنّو | رِ وغنت عنادِلُ الاغصان

درختوں کی شاخوں نے کلیوں کا زیور پہنا اور بلبلوں نے ان پر چہچہانا شروع کیا

واستهلّت مدامع السُّحبِ من فر | طِ سُرورٍ بصَيّبٍ هتّان

ابرِ غلیظ فرط خوشی سے موسلا دھار آنسو بہانے لگا

وتجلّی صبح المسرّةِ بالقر | ب وولّت غیاهب الاحزان

روشن ہوئی مسرت کی صبح بسبب قرب کے اور غموں کی تاریکیاں بھاگیں

ثم تمّت والحمد لله إذ أشـــرقتِ الشمسُ للانام الأمانی

پھر تمام ہوگئی الحمد للہ ۔ جب کہ لوگوں کے امان کا سورج چمکا

شمسُ فضلٍ یُدعی وقلّ له ذا | ك بصدر الصدور فی ذا الزمان

فضیلت کا آفتاب جو اس وقت صدر الصدور کے خطاب سے پکارا جاتا ہے اور یہ اس کے لئے کم ہے

وبشیخ الاسلام وهو لعمر الحـــق شیخ الاسلام والایمان

اور شیخ الاسلام ۔ اور وہ حق کی قسم شیخ الاسلام والایمان ہے

واليك اهدى حسن شعر خالدٍ | لاحت مفاخره كفجر شان

اور خالد کے عمدہ شعر آپ کو ہدیہ دیتا ہوں جن کے مفاخر صبح صادق کی طرح روشن ہیں

ولك الدعا منا بملتزم سمى | وكذ حطيم البيت والاركان

اور آپ کے لئے ہماری دعائیں ہیں ملتزم میں حطیم میں اور ارکان میں

وادامك المولى مع الانجال فى | عزّ لعيد النصف من شعبان

اللہ تعالیٰ آپ کو مع اولاد کے ہمیشہ عزت میں رکھے عید شب برات کی برکت سے

فى ليلة ذكرت باوضح آية | قد سطرت فى محكم الفرقان

وہ شب جس کا ذکر آیت میں واضح ہے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے

ناظمها ومقدمها عبد المحسن بن محمد المكى الشهير بالصحاف
شاعر الحجاز عام سنه ۱۳۴۵ الالف والثلاثمائة والخمس والاربعين۔

حیدرآباد دکن بازار گھانسی میان نمبر مکان

(۳۶۰۴)

من علمه المشهور حير عالما | والعلم افخر حلة ومكان

اس کے مشہور علم نے ایک عالم کو حیران کر دیا۔ فخر علمی جملہ مراتب سے بڑھا ہوا ہے

انی نظمت من البدایع قلائدا | فیه تفوق عزیزة الاثمان

میں نے علم بدیع سے ہار بنایا ہے۔ اس میں فوقیت ہے کھرے داموں پر

وتلوت مدحته بجلادلة | اسنادها یعزا الی حسان

اور اس کی تعریف بڑے دلائل سے بیان کی ہے اور اس کی سند اچھے لوگوں کی طرف منسوب ہے

قد کان خیر الرسل ینصب منبرا | دوماله فی مسجد بتهان

مسجد تبھان میں ہمیشہ رسول صلعم کے لئے منبر قائم کیا جاتا تھا۔

لمعزة الشعر المهم وفخره | من سالف الاحقاب و الازمان

شعر کی اہمیت اور اس کا فخر گزشتہ بیسیوں سال سے غالب ہے

فبه لقد تقض الحوائج للذی | قد رامها من ای ما انسان

اس کے ذریعہ ضروریات پوری ہوتی ہیں اس کی جو اس کا قصد کرے کسی شخص سے

ولسوء حظی قد عهدت هدیة | وقصیدة تروی جوی اشجانی

میری بدقسمتی کہ میں نے ایسے ہدیہ اور قصیدہ کی تلاش کی جو میرے پرانے غموں کو تازہ کرتا ہے

وعریضة قد رمت منك وصولها | مع حسن تصدیق من الاعیان

میں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اعیان سے تصدیق کرا کر

فلدی والدة هنالك ضعیفة | تبکی علی حالی بدمع قان

میری والدہ ضعیفہ میرے ساتھ ہیں جو میرے حال پر چھلکتے آنسو روتی ہیں

ارجوك فضلا ان تتمم مطلبی | فعلا یدیك نتیجة البرهان

میں آپ کے فضل سے امید کرتا ہوں آپ میرا مطلب پورا کر دیں دلائل کا نتیجہ آپ کے ہاتھ میں ہے

فارحم اذن حسرات فقری اننی | قاسیت اعظم شدة وهوان

بس اب میرے فقر کی حسرتوں پر رحم کیجیے میں نے بڑی سختی اور ذلت برداشت کی ہے

هوغرۃ العصر الوحید وزینۃ المجد الفرید وسلم الاوطان

زمانہ کی روشنی ۔ بزرگی کی زینت اور منزل مقصود کی سیڑھی

هو شیخ اسلام له البحر انتمی | وکذا اللباب بغایۃ الاتقان

وہ شیخ الاسلام کہ دریا بھی اس سے نسبت چاہتا ہے نیز ہوشیاری نہایت استحکام کے ساتھ

هو عمدۃ فی حل کل عویصۃ | من حاز فی الافتاء خصل رهان

وہ پیچیدہ کلام کے حل کرنے میں بہت عمدہ ہیں جس نے افتا میں گھوڑ دوڑ جیتی

تتضائل الافهام فی بسط الثنا | عن فضله ویکل کل لسان

سمجھ اس کے فضائل کی تعریف سے عاجز ہوگئی ۔ اور تمام زبانیں تتلا گئیں

جمع العلوم فکان فی افتائه | ثبت الانام وحجۃ الاکوان

وہ علوم کی جماعت ہے اس لئے اس کا فیصلہ لوگوں کے لئے ثبات اور دنیا کے لئے حجت ہے

حمل الشریعۃ والحقیقۃ والعلا | ففدا لدیه کل صعب دان

حامل شریعت وحقیقت ورتبۂ عالی ۔ پس اس کے نزدیک ہر دشوار آسان ہے

ورقی مقاما بالفضائل باذخا | امسی یشیر الیه کل بنان

فضائل کے سبب وہ مقام عظمت حاصل کیا کہ ہر شخص (چاند کی طرح) اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے

قد فاق فی التحریر والتحبیر من | سلفوا من الفصحاء بالرجحان

تحریر و تقریر میں گزشتہ فصحا سے ترجیح میں فوقیت لے گیا

قدماه قد رسخت رسوخ الطود فی | مرساه بالتمکین عن ایقان

اس کے قدم مضبوط ہو گئے مثل مضبوط ہونے پہاڑ کے اپنی جگہہ پر یقین پر قدرت کے سبب

فهو المحقق والمدقق من حوی | قصبات سبق الفضل فی المیدان

پس وہ محقق ہے مدقق ہے کہ فضیلت کے میدان میں سبقت کی جھنڈیاں جمع کریں

علم من الاعلام اید اسمه | بالارتفاع فجل عن نقصان

نشانیوں میں سے ایک نشانی ۔ اس کے نام کی شہرت سے تائید ہوا اور نقصان سے محفوظ ہے

آمین آمین حتی اضیف الیہا ملا یین ....

ومناقب کی اشاعت کرتا ہے اور آپ کے عادات واخلاق کا شکر گزار رہو - آمین آمین لاکھوں لاکھ

الیوم وصلك باللقا احیانی | فی کل اونته من الاحیانی

مدت العمر میں آج آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا

بشرای سرت بالمنی اعیانی | من بعد سهد برئه اعیانی

بشارت ہو میری آنکھوں کو پیدائش کے بعد جب سے ہوش سنبھالا ہے اب مراد کو پہنچیں

فتمتعی یا مقلتی بشهود من | اثنی علی اخلاقه الثقلان

پس لے پلک فائدہ حاصل کرو اس شخص کے سامنے حاضر ہوکر جس کے اخلاق کی تعریف دنیا کرتی ہے

فهو اللبیب ولب کل فضیلة | وهو الحبیب لربنا الرحمٰن

وہ ایک عقلمند ہے اور جملہ فضائل کا خلاصہ اور وہ خدائے رحمٰن کا حبیب ہے

صدر الصدور وصدر یار جنگ من | لم یختلف فی فضله اثنان

صدر الصدور اور صدر یار جنگ جس کی فضیلت میں دو نے بھی اختلاف نہیں کیا

هو خیر من افتی وحرر فارتقی | اعلی المراتب وانتهی بزمان

وہ بہترین مفتی ہے پس چڑھ گیا اعلیٰ مراتب پر اور بڑھ گیا زمانہ پر

هو اوحد العلماء والحبر الذی | یدعونه بالقدوة الشروانی

وہ یکتائے علما ہے جس کو لوگ سردار شروانی سے پکارتے ہیں۔

هو احفظ الحفاظ والفهماء | والفقهاء من قاصی البلاد ودانی

وہ قریب وبعید شہروں کے حفاظ عقلا اور فقہا سے بڑھا ہوا ہے

هو روح حیدرآباد بل وسرورها | وضیاء عین کمالها الانسانی

وہ حیدرآباد کی روح بلکہ سرور ہے | اور چشم انسانی کی کمال روشنی

هو کهرباء حبورها وطبیبها | من داء جهل العلم والعرفان

وہ مفرح کہربائی ہے اور علم وعرفان کے مرض جہالت کا طبیب

حتّٰی اجتمعنا فلا وللّٰہ ماسمعت　　اذنی باحسن مما قد رأ بصری

حتّٰی کہ ہم یکجا ہوگئے پس خدا کی قسم کانوں نے اس سے بہتر نہ سنا تھا جو آنکھوں نے دیکھا۔

وھا ھنا مسکت انف القلم فی تیار بحرکم المحیط الزاخر و طفقت انظم

لہذا آپ کے دریائے بے پایاں میں قلم کی ناک پکڑ کر ان جواہرات کا ہار منظم کر دیا۔ اگرچہ

عقود تلک الجواھر وان لم یسبق لی مع فخامتکم اجتماع ولا مخاطبۃ

پیشتر مجھے آپ کی خدمت میں اجتماع کا اتفاق نہ ہوا تھا نہ کوئی تحریری گفت و

بلسان الیراع فجاذبۃ العلم اکبر جامع و سبب ولحمۃ الادب اقوی

شنید تھی۔ اس اجتماع کا سب سے بڑا سبب جذبۂ علمی ہے۔ ادبی رشتہ نسبی رشتے

من لحمۃ النسب　　　والاعتراف بزیل الاقتراف والحاصل ان

سے زیادہ قوی ہے۔ اور اقرار قصور کو زائل کر دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تمام فضایل

جمیع الفضائل عنکم مکتسبۃ والیکم بغیر شبھۃ ولا ریب منتسبۃ فیا

ایسے حاصل ہوئے ہیں اور بے شک و شبہ آپ ہی کی طرف منسوب ہیں

جلیل القدر والمرتبۃ لا تؤاخذ مسکینا ذا متربۃ الی ذاتکم الکریمۃ

پس اے جلیل القدر والمرتبہ مسکین صاحب فقر سے مواخذہ نہ کیجئے۔ آپ کی ذات کریم

یزف الدرۃ الیتیمۃ مع اشارات الیکم یرویھا وان الھدیۃ علی مقدار

پر انمول موتی نثار ہیں۔ مع ان اشاروں کے جو آپ کے سامنے بیان ہوتے ہیں۔

مھدیھا فانظر و بعینی الانتقاد الیھا و امیطوا ماران من الزلل علیھا

اور بتحقیق ہدیہ۔ ہدیہ دینے والے کی مقدار کے موافق ہوتا ہے لہذا آپ اس پر پرکھنے والی نگاہ ڈالیں

لا فتئتم تقلدون الاعناق منا و تدخرون عند اللّٰہ اجرا حسنا و زال

اور مجبوری لغزشوں سے درگذریں۔ آپ ہمیشہ گردنوں میں احسان کا ہار ڈالتے رہتے ہیں

کل ناطق بالضاد ینشر فضائلکم و فواضلکم و یشکر مآثرکم و شمائلکم

اور اللہ تعالیٰ کے پاس اجر حسن جمع کرتے رہتے ہیں اور ہر ناطق بالضاد (عربی داں) ہمیشہ آپکے فضائل

ولو انی لاجلك جئت سعیا | علی عینی طفئت بذا الغلیلا

اگر میں اس کے لئے دوڑ کر آیا آنکھوں کے بل تو اس سے میں اپنی تشنگی رفع کر لیتا

ولو بدل المسیر مشیت عزا | علی راسی لکان اذن قلیلا

اور اگر چلنے کی بجائے عزت سے سر کے بل چل کر آتا تو یہ بھی کم ہوتا۔

فیاطال ماکنت متعطشا الی لقائك ورؤیتك قبل استجلاء اشعة

پس جناب میں عرصہ سے آپ کی ملاقات اور دیدار کا پیاسا تھا آپ کی پیشانی کی شعاعوں

غرتك فتعارفنا بالارواح قبل خلق الاشباح وتخاطبنا بلاخلاص وان تباعدت

کے چمکنے سے پہلے۔ چنانچہ عالمِ ارواح میں قبل تخلیق اجسام ہمارا باہمی تعارف ہو گیا

للاشخاص وانی اعتذر لفضیلتکم فی اتصال المواصلة

اور مخلصانہ بات چیت ہو گئی۔ اگرچہ ابدان میں دوری رہی۔ اور میں آپ کی خدمت میں

قبل المکاتبة والمراسلة ولکن مع هذا فان عشق الاذن

اس امر کی معافی چاہتا ہوں کہ ملاقات سے پہلے خط و کتابت نہ کر سکا۔ مگر باینہمہ کانوں کا عشق آنکھوں

قبل عشق البصر وهذا مبتدی الحال فلا تسئل عن الخیر فحینئذٍ اتمثل

کے عشق سے پیشتر ہے اور یہ مبدءِ حال ہے خبر کی نہ پوچھے۔ چنانچہ حسب حال ایک تمثیلی رباعی پڑھتا ہوں

باسلوب الحکیم وانه لقسم لو تعلمون عظیم ومثلکم من یقیل العثرات

بطریق محکم کہ یہ بہت بڑی قسم ہے اگر تم سمجھو۔ اور آپ جیسے لوگ لغزشوں سے درگذر کیا کرتے ہیں اور

ویستر خطل الهفوات والی اسماعکم ماینا سب المقام۔

عیوب کلامی کی پردہ پوشی۔ اور مناسب مقام گوش گزار ہے۔

کانت مسائلة الرکبان تخبرنا | دوما عن بن رباح اطیب الخبر

قافلے والے ہمیشہ ہمیں ابن رباح کی اچھی خبر دیتے رہے۔

فانی احمد اللہ بجمیع محامدہ کلہا علیٰ ھذہ الرویۃ السنیۃ واتمنی
پس میں خدا کا شکر کرتا ہوں اس کے تمام محامد کے ساتھ اس بہترین ملاقات پر اور تمنا کرتا ہوں
من صاحب المآثر المشکورۃ والمناقب المبرورۃ الحدیث المسلسل بالاولیۃ
صاحب افعال حمیدہ مشکورہ اور مناقب مبرورہ سے حدیث مسلسل بالاولیہ کی - اور شکریہ
والشکر ذا الاخلاق المرضیۃ ابلاغ حاجتی واعتقد انہا مقضیۃ بمقتضی
ادا کرتا ہوں صاحب اخلاق پسندیدہ کا میرے حاجت کے پہونچانے پر اور اعتقاد کرتا ہوں
الحدیث الذی رواہ الطبرانی والبیہقی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابلغوا
کہ یہ صورت اس حدیث کے مضمون کے مطابق ہے جس کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور
حاجۃ من لا یستطیع ابلاغ حاجتہ فانہ من ابلغ سلطانا حاجۃ من لا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس شخص کی حاجت کو پہنچاؤ جو اس پر قادر نہ ہو - چنانچہ جو شخص کسی ایسے
یستطیع ابلاغہا ثبت اللہ قدمیہ علی الصراط یوم القیٰمۃ فھو محط رحال العلماء
شخص کی حاجت بادشاہ تک پہونچادے جو خود اپنی حاجت (بادشاہ تک) نہ پہنچا سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت میں
وقطب دائرۃ الفضلاء وان اشتیاقی الیہ کاشتیاق الارض المجدبۃ للغیث
پل صراط پر اس کو ثابت قدم رکھے گا - پس وہ قافلہ علماء کا پڑاؤ ہے اور دائرۂ فضلا کا قطب اور میرا اشتیاق اس کی طرف
الھطال وکالظمآن لمورد الماء الزلال وقد اجاد من قال -
مثل اشتیاق زمین قحط زدہ کے ہے موسلا دھار بارش کی طرف اور مثل پیاسے کی ہے شیریں پانی کے گھاٹ کی طرف کسی نے کیا اچھا کہا ہے:

وکدت اطیر من فرح وشوق لاشفی باللقیٰ قلبا علیلا

میں خوشی اور شوق سے اڑنے ہی کو تھا تاکہ بذریعہ ملاقات دل کی بیماریوں کو شفا دوں -

وکدت الیک اشکو ما اعترانی ولکن ما وجدت لذا سبیلا

اور میں نے اپنی تکالیف کی آپ سے شکایت کرنی چاہی لیکن مجھ سے اس کی کوئی صورت نہ بن پڑی

اشارہ إِذِ التَّصَانِيفُ مِنْ أَفْلَاذِ أَفْئِدَةٍ　　كَالنُّورِ لِلْعَيْنِ وَالْأَحْدَاقِ وَالْمُقَلِ

اس لئے کہ تصانیف دل کے ٹکڑوں میں سے آنکھ کی تپلیوں کے نور کی طرح ہے

فَهَلْ سَمِعْتَ بِإِتْحَافٍ يُقَارِنُهَا　　فِي حَاضِرِ الْعَصْرِ أَوْ فِي الْأَزْمُنِ الْأُوَلِ

پس کیا تونے موجود اور گزشتہ زمانہ میں کوئی اس جیسا تحفہ سنا ہے

فَذِي التَّصَانِيفُ أُهْدِيهَا لِحَضْرَتِكُمْ　　أَرْجُو تَقَبُّلَهَا يَا لَيْتَ ذَالِكَ لِي

پس یہ تصانیف پیش خدمت کرکر قبولیت کا امیدوار ہوں کاش میری یہ امید بر آئے

أُهْدِي تَحِيَّةَ تَكْرِيمٍ لِرِفْعَتِكُمْ　　ثُمَّ الدُّعَاءُ بِحُسْنِ الْعَيْشِ وَالْجَذَلِ

هو غاية السرور ۱۲

(اور آخر میں) خدمتِ والا میں ہدیۂ سلام پیش کرتا ہوں۔ پھر اچھے عیش اور انتہائی سرور کی دعا

حَبِيبَ رَحْمَانِنَا لَازِلْتَ فِي رَغَدٍ

ای یا حبیب رحماننا بحذف کلمۃ النداء ۱۲ منہ عفا عنہ　ای سعۃ العیش

اے ہمارے رحمٰن کے حبیب تم ہمیشہ فراخ دستی میں ہو

مَعَ الْعَشِيرَةِ وَالْأَحْفَادِ وَالْخَوَلِ

ای الاولاد ۱۲　ای الخدام ۱۲

مع کنبے اولاد اور خداموں کے

من ناظمها و مُقْتَضِبِهَا

المدعو المجمد ادریس کان اللہ لہ امین

ایضاً

بعد رفع التحیۃ الاسلامیہ الیٰ فضیلۃ بحر العلوم النقلیۃ والعقلیۃ

بخدمت دریائے علوم عقلی و نقلی - بعد ادائے تسلیمات اسلامیہ کے

قصائدِ عربیّہ

لِحَضْرَةِ ذِی الرِّفْعَةِ الْعَلِیَّةِ وَالنَّادِیَةِ السَّمِیَّةِ ذِی السِّیْرَةِ

حضرت عالی شان صدر المجالس عمدۃ الخصائل بہجۃ الشمائل

الرَّضِیَّةِ وَالشِّیْمَةِ الْبَهِیَّةِ صَدْرِ الصُّدُوْرِ لِلْاُمُوْرِ الْمَذْهَبِیَّةِ بِالدَّوْلَةِ

صدر الصدور امور مذہبی سلطنت اسلامیہ آصفیہ

الْاِسْلَامِیَّةِ الْاٰصِفِیَّةِ مَوْلَانَا حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ الشَّرْوَانِیْ اَطَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

مولانا حبیب الرحمٰن شروانی خدا ان کی عمر دراز کرے

بَقَاءَهٗ مَا تَعَاقَبَتِ الْغَدِیَّةُ وَالْعَشِیَّةُ۔ اٰمِیْن

جب تک دن رات باقی ہیں۔ آمین۔ آمین

لَا خَیْلَ عِنْدِیْ اُهْدِیْهَا وَلَا نَعَمُ | لِحَضْرَةِ الصَّدْرِ صَدْرٍ مَاجِدٍ جَلَلِ

نہ میرے پاس گھوڑے ہیں نہ مویشی حضرت عالی صدر الصدور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے

اَنّٰی وَهَیْهَاتَ اَنْ یُهْدٰی لِحَضْرَتِهٖ | هَدِیَّةُ الْخَیْلِ وَالْاَمْوَالِ وَالْاِبِلِ

(اور اگر ہوں بھی تو) ان کی خدمت میں اونٹ گھوڑے اور نقود ہدیہ پیش کرنا مستبعد ہے (غیر مناسب ہے)

فَاِنَّهٗ مِنْ ذَوِیْ عِلْمٍ وَقَدْ وَنُهُمْ | صَدْرٌ کَبِیْرٌ سَمَا فِی الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ

فاق

کیوں کہ وہ علمار وفضلا کے ایسے صدر اعظم ہیں جو علم وعمل میں سب پر فوقیت لے گئے۔

حَبِیْبُ رَحْمَانِنَا الْمِنْعَامِ خَالِقِنَا | سَامٍ رَفِیْعُ الَّذِیْ مِنْ وَارِثِی الرُّسُلِ

ئے عالی قدر — یعنی انہ من العلماء الذین ہم ورثۃ الانبیاء ۱۲

ہمارے رحمٰن کا حبیب ہمارے خالق کا مورد انعام عالی قدر بلند مرتبہ وارث الانبیا۔

اِنَّ الْهَدِیَّةَ مِنْ عِلْمٍ وَمِنْ کُتُبٍ | تَاللّٰهِ اَحْسَنُ اِتْحَافًا لِذِیْ نُبَلِ

ای رفیع الشان ۱۲

علم اور کتابوں کا ہدیہ خدا کی قسم صاحب مرتبہ کے لئے اچھا تحفہ ہے۔

جئت فی البلدة لمن بعد مزید　　غیر نصح الخلق شیئاً ما ارید
میں اس شہر میں بہت دور سے آیا ہوں　　خیر خواہی مخلوق کے سوا میں کچھ نہیں چاہتا
لستُ شیئاً غیر انی واعظ　　اخطب الناس و ربی حافظ
وعظ کے سوا مجھے اور کچھ نہیں آتا　　لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں خدا میرا حافظ ہو

اینہمہ گفتم ولے اندر بسیچ　　بے عنایتہائے حق ہیچم و ہیچ
بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق　　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

اک نظر مجھ پر ہو خاصانِ خدا　　جو بنا دے میرے مس کو کیمیا
گر خدا کا تم پہ کچھ احسان ہے　　مستحق پھر اس کا یہ مہمان ہے
اے کہ منظورِ نظر عثماں توئی　　ما استطعت مدحک ما ینبغی
یا الٰہی میں نے جو کچھ ہے لکھا　　میرے مولانا کو کر اس سے سوا
مجھ کو حق گوئی عطا کر اے خدا　　چاپلوسی اور خوشامد سے بچا
عاجزم ابنِ نسیم میرٹھی　　فاغفر الذنب الجلی و الخفی
من لطافت صاحبِ جرم و خطا　　عفو از وے ماخطیٰ و ما نسیٰ

یہ ہیں وہ اشعار جن کو برملا
میں نے فوراً ہی کہا فوراً لکھا
میں ابھی دم آتا ہی لکھتا چلا

یہ ہے فیض تیرا کہ اس کا قلم　　رواں بھی ہی اور ہی بداہت رقم
بدولت تری اس کی بھی ہی نمود　　ترے بن وجود اس کا ہی بے وجود
دعا اس کی ہی تیرا اوجِ کمال　　بڑھے جس میں آئے نہ ہرگز زوال
یگانے ترے ساتھ خورسند ہوں
ترے دم سے وابستہ آنند ہوں

از جناب لطافت ابن نسیم میرٹھی

یا لبیب یا خطیب یا حبیب　　زادك عزا هو الله الرقیب
اے عقلمند اے واعظ اے حبیب　　خدائے نگہباں آپ کی عزت میں ترقی فرمائے
زادك فضلا علیم بالصدور　　صدرك شرحا یا صدر الصدور
بھیدوں کا جاننے والا آپ کا مرتبہ بڑھائے　　اور اے صدر الصدور آپ کا شرح صدر کرے
اے امورِ مذہبی کی روح و جاں　　یہ لطافت آپ کا ہے میہماں
هو ضیف طارق فی ارضکم　　معشر العلم الیّ عرضکم
وہ آپ کا مہمان ہے جو رات میں آیا ہے　　اے گروہ علم مجھ پر توجہ فرمائیے
یا نظام الدین یا خیر النظام　　قد نظمت الامر فی ملك النظام
اے امور دین کے ناظم اور اے بہترین منتظم　　آپ نے سلطنت نظام میں امورِ دین کو منظم کر دیا
ہے دکن بھی مرحبا کیا خوش نصیب　　جس کا قاضی تم سا علامہ لبیب
یا سلیمن هذا هدهد جاء الیك　　یبتغی الفضل الالٰهی لدیك
اے سلیمان آپ کے پاس ایک ہدہد آیا ہے　　جو آپ سے فضلِ الٰہی کا خواہاں ہے
یقتبس نورا لمن انوارکم　　بارك الله لنی اسرارکم
آپ کے انوار سے کچھ لینا چاہتا ہے　　خدا آپ کے اسرارِ علمیہ میں برکت دے

ہوئے جس جگہ صدر صدر الصدور | بٹھایا گیا ان کو گجرا ضرور
دسمبر میں میلا جمیلی کہاں | گلِ اشرفی کا ہے سکہ رواں
یہ ہی بحث جلسوں میں ہونے لگی | رہے شان اپنی ہی سب سے بڑھی
یہ محفل کا بانی ہے اب چاہتا | نہ ہو اس سے فائق کوئی دوسرا
تکلف میں ساز اور سامان میں | رقابت ہے جلسوں کی اس شان میں
یہی حال گجروں کا ہونے لگا | کہ بھاری بنے ایک سے دوسرا
پرانی ہے اک کالی مسجد یہاں | ہوا جلسہ میلاد کا اب وہاں
وہاں بھی ہوئے صدر صدر الصدور | بٹھایا گیا گجرا با صد سرور
یہ گجرا تھا بیشک و بے اشتباہ | اقالیم کے گجروں کا بادشاہ
موٹائی میں قطر اس کا چار انچ تھا | محیط اس کا دیکھو تو اب کیا ہوا
وہ خرطوم تھی فیل کی بیگماں | کمر بوجھ سے جھک کے ہو اک کماں
پہن کر کہے وعظ کس کی مجال | جو گردن سہے بوجھ بالکل محال
ابوالہول گجرا امان الاماں | یہ تھی ٹھوس پھولوں کی اک کہکشاں
لٹکتے تھے تین اس میں گچھے بڑے | کہ تھے سترہ پھول جن میں گندھے
طبق سرخ اور سبز لپٹا ہوا | اور آمیز جس میں کہ منقش تھا
یہ گجرے کے سب ظاہری طور تھے | مگر راز پنہاں جو تھے اور تھے
یہ حسنِ عقیدت کے پھولوں کا ہار | یہ غنچے ہیں یا دل ہیں یہ سو ہزار
یہ دل ہو گئے نذر صدر الصدور | خوشا بخت یہ ہے عقیدت حضور
دلِ مومناں یوں مسخر کیا | زہے خلقِ شروانیِ باصفا
وجاہت کا اب ہو گا کیا امتحاں | ملا ایسا گجرا کسی کو کہاں
نہیں کوئی شاعر ترا منتظم | نہ اس فن کا ماہر ترا منتظم

جِلا اُن کو دی تم نے عبدالصمدؔ
کیا زنگِ کج مذہبی اُن سے دُور

دیا مذہبی جوش سے ان کو بھر
نبی خانہ گویا ہے ہر ایک گھر

ربیعین میں ایسے چرچے ہوئے
کہ میلاد کے خوب جلسے ہوئے

جدھر دیکھئے ذکرِ میلاد ہے
مسلمان ہر ایک دل شاد ہے

تکلف کا جلسوں کے کیا ہو بیاں
وہ آرائشوں سے تھے باغِ جناں

مُصر بانیٔ جلسہ تھے بالضرور
کہ ہوں صدرِ جلسے کے صدر الصدور

صدارت کو اُن کی صدارت پہ ناز
ثقاہت کو ان کی ثقاہت پہ ناز

وہ بیٹھے تو کرسی چڑھی عرش پر
ملائک اُتر آئے سب فرش پر

جو سلکِ گہر ان کی تحریر ہے
تو تقریر سیرۃ کی تفسیر ہے

احادیث و قرآں سے ثابت سبھی
نہ مشکوک ہوگی روایت کبھی

بیاں میں سلاست متانت کے ساتھ
وہ لہجہ کی نرمی حلاوت کے ساتھ

یہی وعظ ہے دل میں جو بیٹھ جائے
کوئی دوسرا وعظ ایسا سُنائے

نہ مرکز سے تقریر اُن کی ہٹے
خیال اہلِ محفل کا کیسے ہٹے

بہت میں نے دیکھے ہیں واعظ حضور
خطا ہو معاف اور میرا قصور

کوئی غیظ و غصّہ میں بھر جائے گا
روایات مہمل سے بھڑکائے گا

ہے موضوعِ تقریر بس ذاتیات
انھیں اور آتی نہیں کوئی بات

وہ آپے سے باہر یہ جوش و خروش
نہ جُبّے عمامہ کا پھر ان کو ہوش

روایات لایعنی بے پاؤ سر
مخاطب ہیں حضرت کے گویا کہ خر

نئی روشنی میں یہ اندھا بیاں
گئیں ان کی عقلیں خدایا کہاں

ملا ان کو لیکن ہے اب اہبر
وہ آجائیں گے دیکھ کر راہ پر

دکن کا یہ آئین ہے صاحبو
کہ پہناتے گجرا ہیں وہ صدر کو

قوّتِ ذائقہ مژدہ ہو تجھے — ہاں سنبھل رال نہ تیری ٹپکے
رشکؔ[۱] لائے ہیں کہ حصّہ بانٹو — منتظم پہلے قدح تم بھر لو
حصّہ کیا۔ قدح کا بھرنا کیسا — دیکھنا تھا۔ کہ یہ دل سیر ہوا
بھر لیا ہم نے قدح لو سارا — حوض پُر جیسا تھا ویسا ہی رہا
کھیر نے بیچ چھکا سب کو دیا — مُنہ جو میٹھا ہوا دیتے ہیں دعا

یا خُدا ان پہ ہوں نازل برکات
اِن کے اعلیٰ سے ہوں اعلیٰ درجات

عالیجناب صدر الصدور صاحب کا مجرا

بنامِ خداوند ارض و سما — محمد صاحب نے پیمبر دیا
دیا نور ایماں اُسی نے ہمیں — نہ اس نام پر کیوں درودیں پڑھیں
دکن حق پہ تو ہے اگر ہے غرور — کہ تجھ کو ملا ایسا صدر الصدور
وہ حامیِ دیں اپنی خود ہی نظیر — بہ صورت امیر و بہ سیرت فقیر
عمل اس کے کیا ہیں اگر ہو سوال — وہ ہے قرنِ اولیٰ کی پوری مثال
سحابِ کرم ہند سے آگیا — فضائے دکن پر وہ لو چھا گیا
دکن پر جو چھائی گھٹا دور کی — برسنے لگیں بارشیں نور کی
ہوئے سبز سب دین کے مرغزار — سلامت رکھے اس کو پروردگار
وہ اسلام کا خاص رکنِ رکین — وہ ہے خاتمِ دیں کا گویا نگیں
دکن کے مسلمان خواہیدہ تھے — کچھ افعال بھی ناپسندیدہ تھے

---

[۱] جناب حافظ احمد حسن خاں صاحب رامپوری متخلص بہ اوستاد "رشک"

کھیر کی نظم

از جناب سیّد معین الدین صاحب منتظم پیشی

کھیر کی نظم قلم کیا لکھے — لب ہوں جب اُس کے حلاوت سے بندھے
کھیر کی نظم جو میٹھی نہ ہوئی — یعنی سیٹھی جو لکھی خاک لکھی
لفظ ہوں نظم کے بس کھیر سے نرم — شعر جو نکلے وہ ہو گرم سے گرم
دودھ سے بڑھ کے سفید آئے بیاض — یدِ بیضا کو بھی شرمائے بیاض
روشنائی ہو گلابی ایسی — سُرخ ہلکی سی ملائی جیسی
مثل مکھن کے ہو چکنی تخئیل — آگے اجمال کی کیجے تفصیل
شیروانی کا کرم ہے ہم پر — اُن کے احسان بیاں ہوں کیوں کر
اُن کی بیگم ہیں مروّت والی — ہمّت و جود و سخاوت والی
دونوں ہیں چشمۂ شیریں کی مثال — مَردُم و مور و ملخ جن سے نہال
سیر چشمی کا ٹھکانا نہ رہا — تشنہ جو آیا پیاسا نہ رہا
ہاتھ دینے پہ ہیں مائل ایسے — پُر ثمر شاخ جھکی ہو جیسے
لو۔ ہمیں بھیجی ہے سرکار نے کھیر — اب ہوں شکریہ میں شعریں تحریر
ظرف پر کھیر کے ہو پہلے نظر — یعنی وسعت میں وہ حوضِ کوثر
یا کوئی گنبدِ گردوں اوندھا — دستِ اعجاز نے سیدھا تھا کیا
دیکھے پہلے بھی تھے چینی کے طبق — لے گیا اس سے نہ پر کوئی سبق
کھیر سے بھر کے یہ حوضِ کوثر — عرش سے کس نے اتارا ہم پر
منجمد برف سا اک کھیر کا بحر — سطح پر جس کی شکن اور نہ لہر

از جناب محمد عبدالرزاق صاحب حیدرآباد

مولوی شروانی صاحب سرور صدر الصدور ذاتِ او خورشیدِ تابان ست با فیض و نور
بے نصیب ہرگز نہ گشتہ ہر کہ آمد بر درش بہرہ ور شد از عطا ہم یافتہ عفوِ قصور
باد با اقبال دایم یا الٰہی در جہاں
بر سرِ فرزندگانِ خویش با فرح و سرور

از جناب محمد عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل

کیواں جناب عرش خدم صدر یار جنگ گردوں شرف سپہر حشم صدر یار جنگ
عالی نسب ہے اور وہ والا حسب ہے کیا مردِ شریف نیک شیم صدر یار جنگ
بیکس کا دستگیر رئیسوں میں بے نظیر فخرِ خدیو و سنجر و جم صدر یار جنگ
کرتا نہیں ہے دیر غریبوں کے کام میں حاتم سے خیر میں نہیں کم صدر یار جنگ
ہر چند ہے امیر اگرچہ ہے وہ رئیس کھاتا ہے خستہ حال کا غم صدر یار جنگ
نامی ہے قوم میں وہ گرامی وطن میں ہے مقبولِ حق ہے حق کی قسم صدر یار جنگ
ہے اہلِ علم اور بڑا علم دوست ہے ہے صاحبِ کمال و قلم صدر یار جنگ
رکنِ رکینِ ملکِ دکن ہے وہ آج کل حکّام وقت میں ہے حَکم صدر یار جنگ
اُس کی دیانت اہلِ دیانت کو یاد ہے ہرگز کرے نہ بیش نہ کم صدر یار جنگ
اوصاف اس کے مجھ سے بیاں کیا ہوں اے عزیز
معجز بیان ہے سحر رقم صدر یار جنگ

علم کا منشاءِ اصلی فی الحقیقت حلم ہے　　اور اس کا آئینہ ہے آپ کی طبعِ حلیم
ہے عمل کی شان بھی ہمراہ علم و فضل کے　　حضرت حسرت نے پائی ہے صراطِ مستقیم
دین سردارِ دو عالم ہی کے جب عالم ہیں آپ　　کیوں عمل پیرا نہ ہوں از فضلِ خلاقِ علیم
پیرویِ شرع و سنت میں غنیمت فرد ہے　　آپ کے اخلاق بھی ہیں پیروِ خُلقِ عظیم
آپ کے دل میں محبت ہے رسول اللہ کی　　ہے شریعت آشنا دل ہی طریقت مستقیم
نام سے ظاہر ہوا ہیں آپ رحماں کے حبیب　　اسم رحمٰں کا اثر ہے آپ کی خوئے رحیم
مسندِ صدر الصدوری کھل رہی ہے آپ پر　　مذہبی گلشن میں آئی ہے بہار افزا نسیم
کیوں نہ عمالِ صدارت کو بھلا پھر ناز ہو　　خوبیٔ اعمال سے پایا ہے جب حاکم رحیم
قابلِ توصیف ہے شاہِ دکن کا انتخاب　　قدر دانی سے یہاں نایاب فردیں ہیں مقیم
حیدر آبادِ دکن کو شکر کرنا چاہئے　　حامیٔ دیں کیوں کہ عالم دوست ہیں شاہ عقیم

اب دُعا پر ختم کرتا ہے ریاضِ کمتریں
سب کہیں آمیں انھیں رکھے خداوندِ کریم

ایک شکر گزار کے قلم سے

(مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللّٰہَ)

منبعِ علم و مرجعِ شرفا　　زندہ فرمائے نامِ شروانی
ہے دکن تجھ سے آج نیشاپور　　تجھ سے ہے نشرِ فضلِ خاقانی
تجھ سے پیدا ہے حکمتِ خیام　　تجھ میں پنہاں ہے وصفِ عثمانی

خضر میرے لئے تھی تیری ذات
تجھ سے پایا یہ نیم جاں پانی

فتادہ در رہِ اُمید شوقیِ مدّاح
بدستِ تست علاجِ مریضِ روحانی

از جناب سیّد کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی

حبیبِ قلبِ ہر مضطر طبیبِ دردِ ہر بے زر — رئیسِ بے نوا پرور رہینِ لطفِ رحمانی
بحکمت ثانیِ لقماں علومش بحرِ ناپایاں — نثارِ نثرِ او سحباں فدائے نظمِ خاقانی
بیابد خلق جانِ تازہ از خلقِ امینِ او — بہ بخشد خط و خالش مردہ دل را خضرِ روحانی
ز تقریرِ فصیحش گوشِ دل شد چوں صدف پُر دُر — ز تحریرِ بلیغش قلب و نظر گشت نورانی
کلامش چوں کلامِ حق حیاتِ جاوداں بخشد — کہ نطقش آبِ حیوان ست بحرِ فیضِ انسانی
بہ زہد و اتقا گشتہ سمر چوں شمس در عالم — ریاضتہا ثمر کردہ باو از غیب ارزانی
ز عدل و داد او آزاد از غم دادخواہانش — ز ایفائے عہودش شاد و خرم روحِ ایمانی
ز دنیا مہر بگسستہ بعقبیٰ کار را بستہ — دلش با یار پیوستہ زہے توفیقِ ربّانی
خدایش حامی و ناصر خدایش غایب و حاضر — خودش با شکرِ حق ذاکر بہ نعمتہائے سبحانی
ادیب و عالم و عامل ز اہلِ درد و اہلِ دل — بحالش لطفِ حق شامل ہمیشہ بس ثناخوانی

براشعارِ گہر بارش ز حسرت مُرد فردوسی
بہ بیں شوکت ز طوسی گوی سبقت بردہ شروانی

از جناب مولوی محمد ریاض الدین علی صاحب صدیقی ریاض

کس زباں سے ہو ادا شکرِ خداوندِ کریم — افسرِ اعلیٰ ملے ہیں خوش نصیبی سے رحیم
ذی وجاہت ذی مروّت اور سنجیدہ مزاج — کچھ نہ پوچھو شان خودداری کی اوصافِ عمیم
عدل و احساں میں نہیں ہے دوست دشمن کا خیال — بے ریا دل آپ نے پایا ہے اور عقلِ سلیم

از جناب مولوی حافظ سیّد محمد احسن صاحب شوقی رائے بریلوی

روا ست لب بگشایم بحمدِ ربّانی
که ذکرِ اوست دلم را غذائے روحانی

دلم ز دغدغهٔ حشر زار می نالد
که داستانِ معاصی ست سخت طوفانی

حدیث جز طلبِ مغفرت نمی گویم
که بحرِ بخششِ یزدان ست هم به طغیانی

مرا به ناصیه سائی چو نیست کار دگر
چگونه بار کنم دعوئے سخندانی

کشیده از وطنم آب و دانه سوئے دکن
وگرنه مدح کجا و کجا غزل خوانی

نمانده آه به گیتی کسے کمال شناس
کجا روم بکه گویم ز دردِ پنهانی

بدشت دور فتادم ز دوستانِ وطن
روا ست نام نهادن مرا بیابانی

سفر وسیلهٔ ظفر ست و هم سقر سکین
بدل امید و پسِ پرده یاس و حرمانی

بهار آمد و گل هم شگفت لاله بخند
منم که سر بگریبان ز چاک دامانی

چه جلوه ها که فرو ریخت صبحِ ایمانی
چه نور ها که بنظاره گشت حیرانی

بیا بیا که نسیمِ سحر همی گوید
بفرطِ شوق و مسرّت ز لطفِ یزدانی

زبانِ خامه کشائی درِ معانی هم
که تا به صفحهٔ زرّین کند زر افشانی

چه خوانمت از رخِ نیکت چگویم از خوبیت
که ذاتِ تست بجمله صفاتِ لاثانی

چو دستِ تست گهر بار و هم هنر پرور
بخلقِ عامِ تو گویم که ابرِ نیسانی

زمین فیض قدومِ تو با فلک گوید
که کانِ گوهرِ نایاب و بحرِ عمّانی

بها و رونقِ ملکِ دکن ز تست فزون
خوشا که عهدِ سعید است دورِ عثمانی

امیر ابن امیر و رئیس ابنِ رئیس
سخن شناس و سخن سنج رشکِ سحبانی

معینِ ملّتِ دیں نائبِ رسولِ خدا
ادیب و فاضل و صدر الصدورِ شروانی

طرازِ مدح ز مدحت طراز کے آید
همیں بس ست که گویم حبیبِ رحمانی

همائے رفعت و اقبال زیبِ طرّهٔ تو
مدام سایه کنِ تارکِ سلیمانی

بے وقتی کا صوم کی کوئی نشاں نہیں
ہاں روزہ روزہ داروں کا اب رائگاں نہیں

ایامِ خیر میں نہ رہی بیع مسکرات   برکت کے دن جو تھے ہوئے ایامِ طیّبات
ممنوع بیع اندنوں تھی مسلموں کے ہات   بدکاریوں سے خلق کو دی آپ نے نجات

اسلام کی عجیب توجہ سے داشت کی
ہاں آخرت کے واسطے دنیا میں کاشت کی

کم فہم پادری ہوئے بے راہ رو اگر   سختی سے لی پھر آپ نے اُن کی وہیں خبر
اسلامیوں کے مقبرہ میں بن گیا تھا گھر   حُسنِ عمل سے آپ کے پھر دب گیا وہ شر

میدک کے پادری کا جو گھر منہدم ہوا
وہ کون اہلِ دین تھا جس نے نہ دی دعا

چھائی ہوئی ضلالت و بدعت تھی کس قدر   اچھے بُرے عقیدوں کی نکبت تھی کس قدر
دین اور اہلِ دین کی فضیحت تھی کس قدر   غفلت، مذلت اور ہلاکت تھی کس قدر

شائع برنگِ مذہب و ملّت جو زہر تھا
صاحب نے سہج سہج اسے ناپید کر دیا

خدماتِ مذہبی کا نہ تھا پہلے اہتمام   معمول یومیے تھے اگرچہ ہر ایک کے نام
تنخواہ اور معاش سے تھا صرف سب کو کام   کچھ فرضِ منصبی کا نہ ہوتا تھا انصرام

تنقیح کارِ ائمۂ مذہبی ہوئی
ظاہر ہوئی جو بات تھی دل میں دبی ہوئی

واعظ جو اپنی شان کا واحد رسالہ ہے   اک دردمند کے دلِ سوزاں کا نالہ ہے
گو یہ دراز عمر نہیں چار سالہ ہے   لیکن شرابِ تلخ و کہن کا پیالہ ہے

جاری ہے موضع موضع میں صاحب کے حکم سے
مسجد ہو مدرسہ ہو جہاں چاہے دیکھئے

جو مُردہ شو میں ان کا بھی اک مدرسہ بنا　　اصلاحِ ملک کے لئے کیا کیا نہیں کیا

ہر جا کئی مدارسِ دینی بنا دئے

عرفان و حق پرستی کے چشمے بہا دئے

تبلیغ کا جو مدِّ نظر انتظام تھا　　اضلاع پر کئی جگہہ یہ کام ہو چکا

وہ دن بہت قریب ہیں جب ہر تعلّقا　　پائے جہاں میں نام وہ تبلیغ گاہ کا

اور کچھ یتیم خانے بھی ہوں تو عجب نہیں

ایسی اُمیدیں آپ سے کچھ بے سبب نہیں

اصلاحِ مسلمین کی مجلس کو دی مدد　　تھے بدنما درست کئے اس کے خال و خد

ہے جس کا کام ملک میں اقبالِ سند　　ہر حصّۂ دکن میں یہ مجلس ہی نامزد

سب کچھ یہ ہیں توجہِ عالی کی برکتیں

ہوتی ہیں نیک کام میں حق کی عنایتیں

لازم قرار دی گئی تعلیمِ مذہبی　　رکھا نصاب میں سبقِ ملتِ نبی

اب دین میں فہیم ہیں لڑکے نہیں غبی　　تھی آگ کس قدر دلِ ممدوح میں دبی

یا رب دلِ حبیب میں کس درجہ سوز ہے

جو مصطفےٰ کے دین کا مشعل فروز ہے

یہ گانے والیوں کو ملا حکمِ نادری　　درگاہ پر نہ آئیں بزرگانِ دین کی

باقی نہ راستوں پہ رہی ان کی دلبری　　یہ بدنمائی راہ کی بیجا قرار دی

انساں کو سجدہ کرنے کی کر دی ممانعت

بیشک جُدا ہے خالق و مخلوق کی صفت

رمضان کا یہ مدِّ نظر احترام تھا　　کوئی کھلا ہوا نہیں دار الطعام تھا

سڑکوں سے کھاتے پیتے گزرنا حرام تھا　　ماہِ صیام واقعی ماہِ صیام تھا

اصلاحِ اہلِ دین ہے مدِ نظر جسے　　خالق سے دردِ دل کا ملا ہو اثر جسے
اسلامیوں کی فکر ہے شام و سحر جسے　　وہ پیش رو کہ ملک کہے راہبر جسے
خدمت میں جب سے دین کی وہ وقف ہوگئے
بدعت کے داغ شرع کے پانی سے دھوگئے

دیکھے کوئی محافلِ میلاد کا وہ زور　　جذباتِ مذہبی کا وہ ہنگامہ اور وہ شور
مذہب سے بے رخی کا رہا نشہ اب نہیں چور　　پہلے تو چند نیک تھے اب ہیں کئی کرور
میلادِ شاہِ دیں کی یہ خوشیاں تو دیکھئے
ہاں ہاں ذرا یہاں کے مسلماں تو دیکھئے

یہ برکتیں ہیں حضرت صدر الصدور کی　　بنتی نہیں ہے بات جو فسق و فجور کی
تکمیل کی تمام ضروری امور کی　　ہے شان اب گزشتہ سنین و شہور کی
ملکِ نظام شکر ہے مذہب کا گھر بنا
مقبولِ بارگاہِ خدا ہر بشر بنا

ہر سال وعظ کہتے ہیں اپنے مکان پر　　جس میں شریک ہوتے ہیں حضراتِ ذی اثر
سچ کہنے میں وہ تلخ بیانی سے ہیں نڈر　　کس درجہ ہیں وہ لوم سے لائم کے بے خبر
بتلاتے ہیں عیوب وہ آئینہ کی طرح
پختہ ہے یہ سخن مئے دیرینہ کی طرح

رکھتا ہے ان کو مکتبِ حفاظ کا خیال　　دے کر وظائف ان کو کیا کس قدر نہال
پہلا سا اب نہیں ہے کہیں حافظوں کا کال　　حافظ بہت ہیں اب جو ہیں خوش حال خوش مآل
حفاظ کی وہ کرتے ہیں خاطر بلا کے گھر
خاطر میں ان کی عظمتِ قرآں ہے کس قدر

میلاد پڑھنے والوں کا بھی امتحاں لیا　　اشعارِ لغو پڑھنا پڑھانا مٹا دیا

تعمیرِ خانہاے خدا را سبب توئی — خوشنود باد از تو خدارو زِداوری
سیراب و تازہ گلشنِ ملّت بسعی تو — روشن ز التفاتِ تو شمعِ ہنروری
در سیرتِ ستودہؑ وُ در پاکدامنی — ملکیؔ ولی بصورتِ انسان مصوّری
برہان بر کمالِ تو ایں بس بود کہ تو — جُز شاہراہ شرع دگر راہ نسپری
صد کاروانِ ہمّتِ پاکان رفیق تست — ہر جا کہ پائے عزم فشاری مظفّری
آئینہ ہم نظیرِ تو پیدا نمی کُند — آں ہم توئی کہ در رخِ آئینہ بنگری
از جورِ روزگار چہ نالم کہ عاقبت — بختم نمودہ سوئے جنابِ تو رہبری
وابستۂ سوال نباشد عطائے تو — پیش از سوال حاجتِ سایل برآوری
گر من سرودِ مدح سرایم عجب مدار — مدحت سرائے تست حجازی و بربری
شایانِ شانِ مدحِ تو گر نغمہ سر کنند — ناہید ہم برقص درآید چو مشتری
بہرِ نثارِ مدحِ تو گلہائے بے خزاں — آوردہ ام ز گلشنِ سعدی و انوری
تا در بہار مہد گل آید بہ بوستاں — تا ماہی اندر آب نماید شناوری

ہر غنچۂ مرادِ تو خنداں چو گُل مدام
در باغِ روزگار بمانی بہ سروری

از جناب مولوی عبدالوہاب صاحب عندلیب حیدرآباد

طبع رسا شگفتہ بنوعِ دگر ہے آج — میرا نہالِ فکرِ سخن باروَر ہے آج
دل پر کسی کے حُسنِ عمل کا اثر ہے آج — ممدوح کی صفات سے دل باخبر ہے آج

وہ کون؟ جو رسول کا پیارا خدا کا دوست
رحمٰن کا حبیب شہِ دوسرا کا دوست

نہ ہستی ملک ولیک چو انساں مصوّری -

پیوستہ در اطاعتِ یزداں نفس برآر | تا چند روزگار بغفلت بسر بری
بے بہرۂ ز جلوۂ حسنِ ازل ازاں | آشفتۂ جمالِ رخِ ماہ پیکری
خواہی کہ بر جمالِ رخِ او نظر کنی | واجب بود کہ پردۂ پندار بردری
دل در جہاں مبند کہ روزے بصد نیاز | گل ہائے ایں چمن بگذاری وبگذری
ہر چیز را بچشمِ بصیرت نگاہ کن | یکساں مسیح معجزۂ وسحر سامری
ناداں فریبِ عیشِ جہاں را ثبات نیست | دریاب ناخوشاں چو بعیشِ خوش اندری
اے مرغ سدرہ جائے تو ایں رسگاہ نیست | روزے ز آشیانۂ خود یاد ناوری
فرداز دار وگیر بخاکت در آورند | امروز گرچہ مالکِ ملکِ سکندری
چوں صدر یار جنگ بحسنِ عمل بکوش | تا بر فرازِ چرخ برآئی بہ برتری
صدرے کہ فالِ یمن وسعادت بنامِ اوست | وز خوئے اوست شیوۂ درویش پروری
نوابِ ذی وقار کہ از بیمِ عدل او | پا در عدم کشیدہ رسومِ ستم گری
فرخندہ سیرتے کہ در اطوارِ روزگار | مثلش نہ دید چرخ بدیں خوب منظری
صدرے بزرگ پایہ کہ ذوقِ ثنائے او | در طبعِ من دمیدہ روانِ سخن وری
اے بردہ گوئے فضل بہ انصاف پروری | نازد بذاتِ پاکِ تو آئینِ سروری
چرخے بلند پایۂ اوجِ کمالِ تو | یک جلوۂ جمالِ تو خورشید خاوری
اقبال در حضور تو با صد ادب نشست | استادہ در جناب تو دولت بچاکری
در بزمِ اہلِ فضل توئی صدرِ انجمن | ہر چند در مقامِ تواضع فروتری
آں کرد دستِ جودِ تو با اہلِ احتیاج | با خاکِ مردہ ہم نکند ابر آذری
تقدیر فرد روزئ مردم بتو سپرد | قسمت نمائی ہرچہ پسندی مخیری
گر چشمِ اعتبار کشائی بروئے حال | در دستِ حال دامنِ مستقبل آوری
ہرکس بقدرِ ہمتِ خویش است بہرہ ور | تا بر سرت نہاد قضا تاجِ افسری

سے سرکار جہاں پناہ فلک بارگاہ عالی متعالی سکندر حشمت دارا شوکت سپہ سالار مظفر الملک حضور پُر نور اعلیٰحضرت ہز اگزالٹیڈ ہائنس میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ سابع جی۔سی۔ایس۔آئی فرمانروائے سلطنت آصفیہ دام اللہ اقبالہٗ و اجلالہٗ کی توجہ شاہانہ مبذول فرما کر عثمانیہ اینگلو اُردو فری ہائی اسکول قائم کردیں۔اور وقف کردہ زمین پر اسکول کی عمارت بھی تا قیامت مہرِ درخشاں کے مانند آب و تاب دائم و قائم رہے ع

گُل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو اِدھر بھی

اس عرض داشت کے خاتمہ پر ہم اراکینِ انجمن اعلیٰ حضور کی رونق افروزی اور میمنت گستری کا شکریہ عرض کرتے ہوئے خداوند کارساز سے دست بدعا ہیں کہ آپ کے ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے اور قوم کے سر پر بصد جاہ و جلال قائم و دائم رکھے۔آمین یارب العالمین

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

المستدعین

ممبران ٹرسٹیان و کارپردازان انجمن ہدایت اسلام مالیگاؤں (ناسک)

خادمانِ قوم۔ مولوی عبدالحمید۔ امیرالدین۔ آنریری جنرل سکریٹریان انجمن

از جناب مولوی غلام محمد صاحب خطیب مکہ مسجد حیدرآباد

در اختیار بندہ نہ باشد تونگری ‏ ‏ ناداں چہ بہر کسب غنا رنج می بری

روزی ز آسمان و تو سرگشتہ بر زمیں ‏ ‏ حیراں مشو کہ جالبِ رزقِ مقدری

از ہر چہ غیرِ اوست تعلق بریدنی است ‏ ‏ تا کے اسیرِ حلقۂ زلفِ معنبری

اسکول جاری کیا گیا ہے جس میں فی الحال تین جماعت تک تعلیم کا بندوبست ہے۔ یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ اس شہر میں پندرہ ہزار اسلامی آبادی میں کوئی متنفس بھی ایسا نہ تھا جو معمولی تار پڑھ سکتا۔ اس اشد ضرورت کو ملحوظ رکھ کر اس اسکول کا اجرا کیا گیا۔ اگرچہ منجانب میونسپلٹی بزبان مرہٹی انگریزی اسکول قائم تھے۔ لیکن مسلم آبادی کے لحاظ سے ایک حد تک بے سود۔ بدیں وجہ ہمدردانِ قوم نے اپنے مسلم بچوں کے لئے ایک علٰحدہ اسکول جاری کرنا مناسب سمجھا۔

عالیجا ہا۔ تاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ کو فلائی شٹل لوم یعنی پارچہ بافی کا کارخانہ غریب مزدوروں کو بلافیس کام سکھلانے کے لئے جاری کیا گیا۔ اس کی افتتاح جناب مہربان جے گیرٹ صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر ناسک کے دست مبارک سے ہوئی چوں کہ صاحب بہادر موصوف صنعتی کاموں میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ لہذا اس کا نام گیرٹ ہینڈ لوم ویونگ اسکول رکھا گیا۔ اُس کریم کارساز کے فضل وکرم سے اس کام میں انتہا درجہ کی کامیابی نصیب ہوئی اور شہر کے ایک ایک گھر سے اس زبردست کامیابی کی آواز آرہی ہے اور عوام الناس فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

عالیجا ہا! انجمن نے اینگلو اُردو اسکول قائم کرکے اُردو زبان کی ایسی سچی حقیقی خدمت کی ہے۔ جس کے فروغ اور اشاعت کے لئے علاقہ بمبئی میں سخت ضرورت تھی۔

عالیجا ہا! انجمن کی اسلامی، تعلیمی، قومی اور ملکی خدمات پر نظرِ غائر فرماکر گورنمنٹ عالیہ نے نائٹ اور ڈے اسکول کے لئے علٰحدہ علٰحدہ وظائف مقرر کیے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ایک قطعہ زمین بھی (جو ایک دل کش مقام پر واقع ہے) عنایت فرمائی ہے۔ مقامی میونسپلٹی کی جانب سے گرانٹ ملتی ہے۔ اب چوں کہ آپ کی تشریف آوری سے انجمن کی تاریخ میں ایک نیا دَور شروع ہوگا۔ اس لئے انجمن اپنے اہم ارادہ کو حضور والا کے گوش گزار کرنا چاہتی ہے کہ انجمن اپنے اینگلو اُردو اسکول کو اینگلو اُردو فری ہائی اسکول کے درجہ تک پہونچانا چاہتی ہے لیکن قلتِ آمدنی ہر طرح سے مجبور کر رہی ہے۔ اس لئے انجمن بزبانِ حال حضور کی فیاضی اور قومی ہمدردی مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کرتی ہے کہ گورنمنٹِ عالیہ کی عنایت کردہ زمین پر آپ کی توجہ کریمانہ اور کوشش بلیغ

کو اکثر ذی مرتبت حکام اور اعیانِ قوم کے خیر مقدم کی عزت حاصل ہوئی ہے لیکن آج ہم اپنی خوش بختی پر نازاں ہیں کہ ہم اُس ذاتِ گرامی کا خیر مقدم کرتے ہیں جو مسلمانانِ ہند کے لئے سرمایہ فخر و ناز ہے

حضور والا - آپ کو رب العزت نے محض دولت دے کر عزت نہیں بخشی ہے بلکہ اخلاقِ حسنہ کے جوہر بھی عطا فرمائے ہیں جس کا اثر دینی، دنیاوی اخلاقی اور تمدنی امور کے لئے فائدہ بخش ہے - آپ ملک اور قوم کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں - آپ کی لیاقت، قابلیت اور اعلیٰ و ماغی اوصاف کی وجہ سے سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن نے آپ کو وزارتِ امور مذہبی کی جلیل القدر خدمت سپرد کی ہے آپ جس خاندان والاشان سے تعلق رکھتے ہیں وہ شمالی ہند کے اُن رؤسا کا خاندان ہے جن کی فیاضی، سیر چشمی دینی قومی اور ملکی فلاح و بہبودی کے کاموں میں ہمیشہ مشہور و معروف ہے ریاست بھیکم پور کا نام صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دیارِ عرب میں بھی مشہور رہے -

حضور والا ! آپ کے ورود مبارک قدوم میمنت لزوم سے جو غیر معمولی مسرت و شادمانی ہمارے قلوب میں موجزن ہے - اس کے اظہار سے ہماری زبان قطعاً عاجز و قاصر ہے - اس انجمن کو عرصہ سے آپ کی ہمدردی کا شرف حاصل ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ حضور نے سفرِ دور دراز کی زحمت گوارا کر کے مسلمانان مالیگاؤں کو عموماً اور اراکینِ انجمن کو خصوصاً شرف نیاز دیدار فیض آثار کا موقعہ بخشا - اس عنایت و عزت بخشی کی یادگار میں یہ مبارک روز ہمیشہ تاریخ انجمن میں یادگار رہے گا -

عالیجاہا ! انجمنِ مذکور یکم جمادی الآخر ۱۳۲۵ھ میں شہر کے امیر و غریب دلدادگانِ تعلیم نے مل کر قائم کی - انجمن نے اسی سال میں بہ لحاظِ ضرورتِ زمانہ ایک نائٹ اسکول اعلیٰ پیمانہ پر جاری کیا یہاں اسلامی آبادی غریب لوگوں کی ہے - جن کو علم کا شوق دامن گیر ہے لیکن وہ اپنی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے تھے - اس لئے مذکورۂ نائٹ اسکول اُن کی تعلیم کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا طلباءُ کی اُردو، گجراتی مرہٹی تعلیم کے علاوہ مذہبی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے تعلیم القرآن حافظہ و ناظرہ کا کورس رُو بہ ترقی ہے جس میں گزشتہ سال دو حفاظ کی دستار بندی ہوئی -

عالیجاہا ! ۱۹۱۶ء میں باشتیاق عوام الناس و عند الضرورت زمانہ ایک اسکول بنام اینگلو اُردو

دنیائے اسلام کو آپ کے فیض سے اور آپ کو سعادت دارین سے مستفید و بہرہ ور رکھے۔

نقشہ جملہ طلباء و مدرسہ و آمد و خرچ اختصاراً الغرض ملاحظہ درج ذیل ہے:

تعداد کل طلبہ ۳۹ھ	کُل آمدنی ۳۸ھ	کُل خرچ ۱۳۳۸ھ
۴۱۲	۱۹۴۴۳	۲۵ ۶ ۱۱

من جانب

عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

دوم محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

تہنیت نامہ

بتقریب تشریف آوری سرپرست تعلیم خیر خواہِ قوم عالی جناب فضیلت مآب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکم پور صدر الصدور امور مذہبی مملکت آصفیہ جائنٹ سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس دام حشمتہٗ

منجانب اراکین و سکرٹریان انجمن ہدایت اسلام شہر مالیگاؤں ضلع ناسک

آقائے نامدار! ہم اخلاص کیش و عقیدت مند ممبران و سکرٹریان انجمن ہدایت اسلام (مالیگاؤں) حضور والا کی رونق افروزی پر بہزار خلوصِ قلب مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس انجمن

کہ جس پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا - اس وقت مدرسہ کے اخراجات کی تعداد جس کا مفصل حال، کیفیت سالانہ سے معلوم ہوگا - مبلغ (۶۶۸۷) سالانہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ اخراجات میں مبلغ ۴۲۴۱ روپیہ کی کمی ہے - یہ تعداد اخراجات اس رقم پر اس وجہ سے محدود ہے کہ ہمارے مدرسین بالعموم مدرسہ کے کام کو مذہبی کام سمجھ کر قلیل تنخواہ پر کام کر رہے ہیں - ورنہ اخراجات کی تعداد اور زیادہ ہوتی - ہر چیز کے نرخ کی گرانی سے جس طرح اخراجات میں لابدی زیادتی ہے اسی طرح آمدنی میں کمی ہونا اس کا لازمی نتیجہ ہے -

مالی حالت مدرسہ کی جناب والا کی خدمت میں تفصیل کے ساتھ اس وجہ سے پیش کی گئی ہے کہ پچھلے دنوں مدرسہ کی درخواست پر ریاست عالیہ حضور پر نور ہز اگزالٹڈ ہائنس سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و اقبالہ کے صیغۂ معتمدی امور مذہبی سے مدرسہ کی آمدنی و خرچ کی کیفیت طلب ہوئی تھی - اور مدرسہ کی جانب سے اس حکم کی تعمیل میں ایک اجمالی کیفیت حضور والا کی بارگاہ میں روانہ کردی گئی تھی - اب چوں کہ حضور والا نے قدم رنجہ فرما کر مدرسہ کی حالت پر توجہ فرمائی ہے اور سرکار عالی جاہ نظامِ دکن کی ریاست میں شعبۂ دینیات کے اہتمام و انصرام کی نگرانی آپ کی ذات بابرکات سے متعلق ہے اس لئے ہم کو قوی اُمید ہے کہ ہماری یہ عرض داشت سننے کے بعد آپ خود مدرسہ کی حالت کو توجہ اور غور سے ملاحظہ فرمائیں گے - اور اسی طرح امید ہے کہ ہماری اُس عرض داشت مسبوق الذکر کے انفصال میں معتدبہ امداد کر کے مدرسہ کی دست گیری فرمائیں گے -

آخر میں مکرراً آپ کی عنایت مخلصانہ اور تکلیف تشریف آوری و الطاف کریمانہ کے تشکر و امتنان کا اظہار و اقرار عذرِ تقصیرِ خدمت کر کے متوقع ہیں کہ آپ غریب و درویش اہل مدرسہ، خدام، طلبہ کی فرو گذاشتوں اور کوتاہیِ خدمات سے چشم پوشی فرما کر اس مدرسہ مظاہر العلوم کو اپنے دل میں جگہ عطا فرما دیں گے اور اس کے سود و بہبود سے استغنا کو گوارا نہ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کے علم، عمل، فضل، اقبال میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور

کے مختلف مکانوں، حجروں، مساجد میں متفرق طور پر رہتے تھے۔ طلبہ کی تکالیف کا خیال کرکے دارالاقامہ کی تعمیر بصرف (۵۵۹۰۵) روپیہ کی گئی۔ جس میں نیچے کے حُجرے طلبا کی سکونت کے کام آتے ہیں اور منزلِ بالائی میں صدر دروازہ پر دارالحدیث ہے باقی اطراف میں علوم معقولیہ ومنقولیہ کی درس گاہیں ہیں۔ طلبہ کی نگرانی کے لئے بعض مدرسین رات دن اسی دارالاقامہ میں رہتے ہیں۔ دارالاقامہ کے لئے ایک مستقل مسجد کی ضرورت تھی جو بفضلہٖ تعالیٰ ایک خاتون محترمہ کی رقم سے تعمیر ہوگئی ہے۔ مگر مسجد مذکور میں ایک حوض کی ضرورت باقی چلی جاتی ہے! ور اس کی اشد ضرورت ہے۔

طلبہ کے خورونوش کے انتظام کے لئے ایک مطبخ کی سخت ضرورت تھی جس کی منزل اوّل نو ہزار روپیہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے۔ مگر تعمیر کی لاگت میں سے تین ہزار روپیہ اب تک مدرسہ کے ذمہ قرض واجب الادا ہے۔ منزل بالائی جس کی تعمیر کا خیال ہے۔ اس کی لاگت کا تخمینہ بدرجۂ اول چھ ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ اس رقم کا سرانجام ہونے کے بعد مطبخ کی تعمیر مکمل ہوگی۔

مدرسہ کے روح رواں وہ طلبہ ہیں جو متوسط اور اعلیٰ تعلیم دینیات کے لئے یہاں آتے ہیں یہ طلبہ بیشتر بیرونی مقامات اور مختلف صوبوں بلکہ ممالک سے آتے ہیں۔ ان لوگوں کے ضروری اخراجاتِ خورونوش اور لباسِ سرما وگرما کی کفالت کا بوجھ بھی بالعموم مدرسہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ مدرسہ کی آمدنی جس پر اب تک مدرسہ کا دارومدار رہا ہے اس کے تین جزو ہیں! اول وہ ہیں جو معاونین مدرسہ نے ماہانہ یا سالانہ مدرسہ کا مقرر کر رکھا ہے۔ دوسری مد آمدنی کی سالانہ جلسۂ مدرسہ ہے۔ جس کے انعقاد کے وقت اہل خیر مدرسہ کی اعانت کے لئے چندہ دے جاتے ہیں۔ تیسری مد صدقہ، خیرات، زکوٰۃ کی ہے۔ جس کو متفرق اوقات میں دیتے رہتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت تک مدرسہ کی مستقل آمدنی کی کوئی صورت بجز قلیل چندہ موعودہ کے نہیں۔ جس میں قابل قدر وممتاز عطیۂ ریاست عالیہ بھوپال کا ہے جس کی مقدار دو سو روپیہ ماہوار ہے اور کل موعودہ چندہ کی مقدار (۶۴۴۲) ہے سالانہ جلسہ یا صدقہ، زکوٰۃ کی آمدنی ایسی غیر معین ہے

اُسی عمارت بالائی میں قائم ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ جلد کتب موجود ہیں۔ یہ کتابیں زیادہ تر درسی کتابیں ہیں جو طلبہ کے کام میں آتی ہیں۔ لیکن کتب خانہ میں اونچے طبقہ کی کتابیں مختلف علوم وفنون کی جن کی ضرورت فارغ العلم طلبار کو زیادہ ہوتی ہے وہ ابھی تک اس قدر کم ہیں کہ مدرسہ کا یہ شعبہ اہلِ علم کی خاص توجہ کا محتاج ہے اور ایسی کتابوں کے بغیر تکمیلِ تحصیلِ درسیہ سے خاطر خواہ استفادہ کا موقع نہیں ملتا۔

مدرسہ کے اجرار سے معقولات، منقولات، قرآن، حدیث، فقہ، ادب کی اشاعت مقصود تھی۔ خادمانِ مدرسہ کی اصل کوشش علاوہ تعلیم درسیات کے اس امر میں رہتی ہے کہ علوم کی پختہ رنگت عمل و اخلاق طلاب میں قائم ہو جائے اور تربیت دینی کا خیال ان کی طبائع میں بطور طبیعت ثانیہ راسخ اور مستحکم ہو جائے ومن احسنُ من اللہ صبغہ۔ چنانچہ ابتدائے قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ تجوید کی ترویج پر زیادہ کوشش کی جارہی ہے اور اس ضلع اور نواح میں اس نے قبولیتِ عامہ حاصل کی ہے۔ درسِ نظامیہ کی نسبت آپ کو سمع خراشی کی تکلیف دینے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ حضرت خود مختلف جماعتوں کی تعلیم کو اپنی موجودگی میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ایک امر جو اس باب میں آپ کے گوش گزار کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اعلیٰ جماعت کے طلبا کو غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مناظرہ کی مشق کرائی جاتی ہے جس سے اُن میں تحریر و تقریر کا مادّہ قوت پکڑتا جاتا ہے اور وہ تبلیغ اور اشاعت مذہب کے کام کو بطریق احسن انجام دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس تعلیم مذہبی کے سلسلہ میں استفتار کا کام مدرسہ کی خدمات میں از خود پیدا ہو کر بہت ترقی پکڑ گیا۔ ابتدار سالہا سال تک علاوہ اپنے فرائض منصبی کے مدرسین افتار کا کام کرتے رہے۔ لیکن جب لوگوں کے اعتماد کی وجہ سے افتا کا کام بہت بڑھ گیا تو اس کام کے لئے ایک مستقل مفتی کی ضرورت ہوئی اور اُن کا جداگانہ دفتر قائم ہوا۔ جس میں اب نقول رکھنے اور اہتمام کے لئے عملہ کی ضرورت رُونما ہے اور مفتی صاحب تنہا سارے کام کو انجام نہیں دے سکتے۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے ابتدار میں یہ مدرسہ چھوٹی سی عمارت میں قائم ہوا تھا اور طلبہ شہر

اس عربی مدرسہ سہارن پور کا نام **مظاہر العلوم** ہے جس کی بنیاد ۱۲۸۳ھ میں قائم ہوئی مدرسۂ ہذا کا وجود اصلی سرجوش حضرت مولانا **سعادت علی** صاحب فقیہ اور حضرت مولانا حافظ **احمد علی** صاحب محدّث کی خدمات اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے اور یہی دونوں حضرات اس مدرسہ کے بانی ہیں۔ مدرسہ کی تعلیم اور علمی اجرار کا ظہور ابتدائً حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا اور ان حضرات کے صدق نیت اور اخلاص کی برکت سے مدرسہ وزافزوں ترقی کرتا رہا۔ مدرسہ کی ترقیات اور تفصیلی حالات عرض کرنے کے لئے زیادہ وقت چاہیئے اور اس کی تکلیف جناب والا کو دینا گوارا نہیں۔ پچھلی سالانہ کیفیات جناب والا کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں جن سے حضرت کو اصلی ترقی کی جزئیات معلوم ہوں گی۔

خدماتِ مدرسہ کا شباب اور اس کی حالت میں نمایاں انقلاب اُس وقت سے شروع ہوا ہے جب سے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے مدرسہ کی سرپرستی فرمانی شروع کی۔ اور آپ نے خلیفۂ اول صدر المدرسین سید المتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہ کو مسندِ تدریس پر متمکن فرمایا۔ اور اُنھوں نے اپنے علم و عمل کے افادہ اور افاضہ سے طلبہ اور اہل شہر کو فیض پہونچایا۔ اُن سے قبل مدرسہ کا آغاز محلہ قاضی میں ایک چھوٹے سے مکان میں ہوا تھا اور اس کے بعد محلہ مفتیان میں موجودہ عمارت مدرسہ کی منزل زیریں میں مدرسہ منتقل ہوا ہے۔ موجودہ عمارت منزل بالائی مدرسہ اور دار الاقامہ طلبہ و مسجد دار الاقامہ اور مطبخ جن کا تفصیلی ذکر تعمیرات کی مد میں آئے گا حضرت ممدوح صدر المدرسین کی مساعی جمیلہ کے برگ و بار ہیں۔ حضرت ممدوح ہی کی تحریک سے جناب مولانا سر رحیم بخش خاں صاحب کے سی آئی ای پریسیڈنٹ کونسل ریاست بھاول پور نے اپنی جیب خاص سے منزل بالائی مذکورہ صدر کی تعمیر کرائی۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے اسمِ سامی کا پتھر پیشانیِ تعمیر پر منصوب ہے اور تعمیر مذکور کا سامانِ فرش فروش بھی انھیں کا عطیہ ہے۔

مدرسہ کی ضروریاتِ ذاتی میں سے بڑی ضرورت ایک کتب خانہ کی تھی چنانچہ یہ کتب خانہ

متفرقات

سپاسنامہ

بخدمت منبعِ فضل وکرم مکرم محترم جناب مولانا مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی صدر الصدور امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین ط

ہمارے مدرسہ مظاہر العلوم کی تاریخ میں آج کا دن ایک تاریخی یادگار کا دن ہو کہ جناب والا کی تشریف آوری سے اہالیانِ مدرسہ کی ایک دلی آرزو جس کو ہم ایک عرصہ سے دل میں لئے ہوئے تھے پوری ہوتی ہے۔ جناب والا کا علمیات وعملیات دینیہ میں شغف، تصنیف و تالیف کے مشاغل اور اسلامی درس گاہوں سے آپ کا دلی تعلق سن کر ہماری پرانی تمنا تھی کہ مدرسہ مظاہر العلوم اور اس کے خدام کو آپ کی مہربانی کی مسرت حاصل ہو۔

اس تمنا کے پورا ہونے کے لئے وقتاً فوقتاً ہم کوشش کرتے رہے ہیں لیکن آپ کی کثرتِ مشاغل کی وجہ سے ہم کو یہ مسرت اس سے پہلے حاصل نہ ہوسکی اور کُلُّ اَمرٍ مرھون باوقاتھا کے عالمگیر کلیہ کا تقاضا تھا کہ آج ہماری پرانی آرزو پوری ہوئی۔ مدرسہ مظاہر العلوم اور اس کے خدام دلی احسان مندی اور مخلصانہ شکر گزاری کے ساتھ آپ کا خیر مقدم عرض کرتے ہیں۔ اور خداوند کریم کی درگاہ میں مستدعی ہیں کہ اس احسان کا اجر جزیل خداوند کریم آپ کو عطا فرمائے۔

جب سے والد تمھارے آئے دکن | ہوئے مصروف تم وہاں ہمہ تن
کام سارا کیا ریاست کا | ہے نتیجہ تمھاری ہمت کا
کام لیتے جو تم وہاں نہ سنبھال | ہو نہ سکتا درست یاں کا حال
ٹھیک ہوتی نہ مذہبی حالت | مٹ نہ سکتی یہاں سے پھر بدعت
بخشا تم نے فراغ و اطمینان | کام کرنے کا تب ہوا امکان
صرفِ خدمت جنابِ شروانی | ہو گئے یاں بفضلِ یزدانی
عہد میں ان کے اب یہ حالت ہے | کہ اب احکامِ دیں کی وقعت ہے
ہو گئی قایم عظمتِ مذہب | ہو گئی تازہ شوکتِ مذہب
کہنے سے ہے مری زباں عاری | لکھنے سے قوتِ بیاں عاری
دیکھنے ہی سے ہوگا اندازہ | ان کی اصلاح اور درستی کا
خدمتِ دین دفعِ بدعت کا | اجر حسرت کو جب عطا ہوگا
قول میرا ہے اور ہے سچا | اس میں ہوگا تمھارا بھی حصّہ
فرض تم نے بڑا کیا پورا | تم سلامت رہو بفضلِ خدا
ہو مساعد نصیب عمر بڑھے | اور مقاصد دلی ہوں سب پورے
نیکیاں ہوں فزوں عزیزِ من | رہے تازہ ہمیشہ یہ گلشن
حاسدِ بدنصیب جلتے رہیں | کفِ حسرت ہمیشہ ملتے رہیں
کہو نورِ نظر دلہن کو دعا | خوش رہیں دہر میں بفضلِ خدا

حق مددگار اور نگہباں ہو
رات دن تم پہ فضلِ یزداں ہو

دعانامہ

سنہ ۱۳۳۸ھ میں جب میں دکن سے آئی تو نور دیدہ عبید الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ کو پہلی بار دیکھا اس خوشی کے اظہار میں یہ تحریر دکن جاکر بھیجی چوں کہ اس کا تعلق دکن کے حالات سے ہے لہٰذا اس کا یہاں درج کرنا مناسب معلوم ہوا :-

راحتِ روح فرحتِ قلبی — اور جگر پارہ قرۃِ عینی
شاد رکھے تمھیں خدائے غنی — اور دل کی رہے شگفتہ کلی
عمر و اقبال میں ترقّی ہو — دولت و مال میں ترقی ہو
دیکھنے سے تمھیں سرور بڑھا — اور آنکھوں کا میرے نور بڑھا
آنکھیں روشن ہوئیں اے لختِ جگر — دیکھنے سے ترا رخِ انور
تھی شکایت مجھے یہ قسمت سے — رکھا محرومِ دید مدت سے
اس خوشی سے میں کتنی دور رہی — رنجِ دوری سے آہ چور رہی
اب نہیں رنج اور ملال اچھا — کام اچھا ہے گر مآل اچھا
فضلِ رب سے گیا زمانہ گزر — یاد بھی اب نہیں اے نورِ نظر
اب خدا سے مری دعا ہے یہی — آرزو اور التجا ہے یہی
ہے وہ مدّت فسانۂ ماضی — دور ہو وہ زمانۂ ماضی
نقش دل پہ تمھاری نیکی کا — اور سعادت کا نیک نفسی کا
ثبت ہے اے عزیز نورِ نظر — خوش رکھے تم کو خالقِ اکبر
دے ترقی خدا سعادت میں — اور برکت تمھاری ہمت میں
خوش رکھے بھائی اور بہنوں کو — ننّے مُنّے سے نورِ چشموں[1] کو

---

[1] یعنی تمھاری اولاد کو

ہدیہ عید البقر سنہ ۱۳۴۲ھ

فلک رفعت قمر طلعت مرے حسرت مبارک ہو
یہ عیدِ حاجیاں اے رہبرِ ملّت مبارک ہو

سپہرِ عزّت و رفعت کے اے مہرِ درخشندہ
بفضلِ ربِّ داور سطوت و حشمت مبارک ہو

بڑھے شوکت فزوں ہو مرتبہ اقبال یاور ہو
دلوں پر چلتا سب کے سکّۂ عظمت مبارک ہو

ثنا خوانِ محاسن ہے جہاں مدّاحِ احساں ہے
یہ شانِ دل نوازی اے نکو خصلت مبارک ہو

مبارک آپ کو افضالِ خلّاقِ دو عالم کے
ہمیشہ آپ کو اللہ کی رحمت مبارک ہو

نہالِ آرزو پھولے پھلے سر سبز ہو یارب
نسیمِ گلستانِ عیش کی نکہت مبارک ہو

ہمیشہ جوش پر بحرِ محبّت کی رہیں لہریں
خوشی و شادمانی بہجت و فرحت مبارک ہو

ہے میموں کس قدر عزمِ طوافِ خانۂ کعبہ
بفضل اللہ بیت اللہ کی قربت مبارک ہو

مبارک عمر ہے جو صرف ہو خالق کی طاعت میں
یہ زُہد و اتّقا یہ شانِ عبدیت مبارک ہو

مبارک گنجِ عرفاں سینۂ پُر نور کا ہونا
فلاحِ آخرت ہو دین کی دولت مبارک ہو

شہِ آصف کا ہو تم کو مبارک لطفِ شاہانہ
یہ قدر و منزلت یہ شان یہ شوکت مبارک ہو

مبارک ہو دکن کو آپ جیسا رہبرِ کامل
ہمیشہ آپ کو اسلام کی خدمت مبارک ہو

منوّر کر دیا اپنی ضیا پاشی سے اک عالم
اُفق سے اُٹھ چکا ہے پردۂ ظلمت مبارک ہو

مبارک تم کو دیدارِ عزیزانِ جگر پارہ
فراوانی - ترقی دولت و حشمت مبارک ہو

رگِ جاں سے ہو بڑھ کر رشتۂ اُنس و وفا محکم
ہمیشہ آپ کی دُردانہ کو الفت مبارک ہو

گلشنِ آفاق میں وہ مثلِ گلِ خنداں رہے	سایہ گستر فرقِ حسرت پہ رہے فضلِ خدا
ہوں سدا سرسبز و شاداں نونہالانِ صحبت	باغباں زندہ رہے اور ہو چمن پھولا پھلا
آپ کے دم سے قدم سے ہو زمانہ فیض یاب	دُرّ و مرجاں زیبِ دُردانہ رہیں صبح و مسا

ہدیۂ عید الفطر ۱۳۴۱ھ

اے تاجِ سرم فخرِ جہاں عید مبارک	رشکِ قمر و سروِ رواں عید مبارک
لائی ہے نسیمِ سحری آج یہ مژدہ	کافور چمن سے ہے خزاں عید مبارک
ملبوس نیا بدلا ہے اشجارِ چمن نے	ہے بادِ صبا عطر فشاں عید مبارک
ہے بلبلِ بستانِ طرب نغمہ سرا آج	ہر غنچہ ہوا خندہ زناں عید مبارک
دریائے مسرت ہے عجب شان سے مواج	عالم میں ہے راحت کا سماں عید مبارک
اے نجمِ ہدیٰ فخرِ زمن مایۂ خوبی	روشن ترے پرتو سے جہاں عید مبارک
تو خلق میں یکتا ہے تو سیرت میں ہے عالی	خوبی تری مشہورِ جہاں عید مبارک
عظمت کا ترے سکہ ہے مخلوق کے دل پر	کہتے ہیں تجھے شاہِ دلاں عید مبارک
اک میں ہی فقط صرف محبت نہیں حسرت	سب کہتے ہیں محبوبِ زماں عید مبارک
سرسبز رہے گلشنِ حسرت یہ دعا ہے	ہو رحمتِ حق سایہ کناں عید مبارک
اولاد جواں بخت ہمیشہ رہے شاداں	ہر وقت ہو عشرت کا سماں عید مبارک
لاتی رہے ہر عید نویدِ طربِ دل	ہو فرطِ فرح مایۂ جاں عید مبارک
یا رب رہے اخلاص دلی اوج پہ دائم	اونچا رہے الفت کا نشاں عید مبارک

دُردانہ کے دل اور زباں پر یہ دعا ہے
ہر سال ہو اے جانِ جہاں عید مبارک

جس کے قدموں میں میسّر ہے مجھے تازہ خوشی
دیکھ کر جس کو شگفتہ ہوتی ہے دل کی کلی

اے مرے سرتاج ہدیہ عید کا تیرے لئے — نذرِ اخلاص و وفا میری دعا تیرے لئے
یہ مبارک باد لائی ہے صبا تیرے لئے — مثلِ بُلبل کیوں نہ ہوں نغمہ سرا تیرے لئے

اجتماعِ بدرِ کامل اور ہلالِ عید سے
ہو گئی دونی مسرّت اس مبارک دید سے

مالکِ اقلیمِ دل تو زینتِ کاشانہ ہے — مایۂ صد فخر آبادیِ دلِ ویرانہ ہے
نور بخشِ چشمِ من شمعِ رُخِ جانانہ ہے — مثلِ پروانہ تصدّق جس پہ یہ دیوانہ ہے

پھولتا پھلتا رہے نخلِ محبّت اے خدا
دور رکھ بادِ خزاں کو اور نظرِ بد سے بچا

آمین

ہدیۂ عید الفطر سنہ ۱۳۳۹ھ

اے مرے سرتاج اے زینت دہِ بزمِ صفا — ہو مبارک آپ کو مژدہ ہلالِ عید کا
ہو مبارک عید جب تک خضر ہیں زیبِ زمیں — ہو مبارک عید جب تک ہی قمر زیبِ سما
تہنیت میں عید کی نغمہ سرا ہیں قمریاں — ہیں ترنم ریز عشرت بلبلانِ خوش سرا
کیوں نہ دوں پھر میں مبارک باد اے عالی ہمم — عیدِ رمضان المبارک ہی مسرت انتما
بال بیکا ہو نہ تیرا زیرِ چرخِ نیلگوں — خلعتِ صحت بدن میں ہو بفضلِ کبریا
فیض یاب جود ہے سارا زمانہ آپ سے — سنگ ہو جاتا ہی پارس ہی نظر یا کیمیا
لائی ہوں نذرِ محبّت تہنیت میں عید کی — پیش کش ہی آپ کے یہ ہدیۂ انس و وفا
سینکڑوں عیدیں دکھائے خالقِ ارض و سما — عمرِ خضرِ رہنما ہو میرے حسرت کو عطا

بڑھ گئی عزّت دکن کی حسرتِ ذی جاہ سے　　قدر تیری کوئی پوچھے شاہِ آصف جاہ سے

کیوں نہ ہو شایانِ شاں حسرت تری ہر تری
قدرِ گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری

شاہِ خوبی ماہِ رفعت نیّرِ برجِ کرم　　اے رئیسِ اعظمِ ہندوستاں نیکو شیم
مخزنِ علم و حکم سر چشمۂ فیضِ اتم　　اے فروغِ ہستیٔ بے بود قربانت شوم

فیض پاشِ ہندیاں شانِ امارت ہی تری
اور دکن کی زینتِ ملت صدارت ہی تری

افتخار المسلمین اے مذہبی صدر الصدور　　ذات تیری ہی دکن کے واسطے وجہ سرور
اک دکن کیا سارے عالم کا ہی تو آنکھوں کا نور　　تو رہے دنیا میں خوش آباد تا یوم النشور

تو پھلے ہستی میں حاسد بد گہر جلتے رہیں
اور تیرے بوستاں میں تازہ گُل کھلتے رہیں

آسمانِ علم کا مہرِ درخشندہ ہے تو　　اور چرخِ معرفت کا ماہِ تابندہ ہے تو
ہے سلف کا فخر تو اور رشکِ آیندہ ہی تو　　ملتِ بیضائے احمد کا نمایندہ ہے تو

تیرے علم و فضل سے سیراب ہیں اہلِ جہاں
بہرہ ور ہیں فیض سے کیا ہندیاں کیا سندیاں

جلوۂ رخ سے ترے روشن مرے لیل و نہار　　یہ ضیا پاشی رکھے قائم مرا پروردگار
ماہ سیما و قمر طلعت مرے عالی تبار　　اے مرے اقلیمِ دل کے والیِ ذی اقتدار

تو ہے میرا بہتریں سرمایۂ ہر دو جہاں
ہیں وسیلہ بخششِ رب کا تری خوشنودیاں

اے خدا قائم ہمیشہ اتحادِ دل رہے　　اور تری رحمت ہمارے حال کے شامل رہے
جاں نثاری زندگی کا مقصدِ حاصل رہے　　میری آنکھوں میں ہمیشہ یہ مہِ کامل رہے

اے جہاں کے فخر اے سرمایۂ صد نازِ من   تیرے سر پر ہوں تصدق لعل اور دُرِّ عدن
لعل کی ہستی ہی کیا۔ کیا چیز ہیں دُرِّ عدن   تیرے سر پر ہو فدا سو بار حسرتؔ جانِ من
عالمِ ہستی میں تیرا بول بالا ہو سدا
اور سر کا تاج ہو خوشنودیِ خیر الوریٰ

نور پاشِ خانہ ہی اے ماہ رو طلعت تری   راحت افزائے جہاں ہی عادت و سیرت تری
خُلقِ احمد کا نمونہ بے شبہ خصلت تری   لوحِ دل پر کیوں نہ ہو کندہ مری عظمت تری
میرے حسرتؔ تو سراپا خُلق ہی نامِ خُدا
معدنِ صدق و صفا کا لعل و گوہر بے بہا

اُنس تیرا روح پرور جاں فزا ہی دل رُبا   قُرب تیرا بے شبہ ہی رحمتِ ربُّ العلیٰ
تیری خوشنودی میں مضمر ہے رضائے کبریا   تیری خدمت کا صلہ جنّت ہی بے چون و چرا
جیسا تو سرمایۂ دارین ہے میرے لئے
دو جہاں کی نعمتیں مخصوص ہوں تیرے لئے

رونقِ بزمِ مسلمانی لقب صدر الصدور   تشنگانِ علم و حکمت کے لئے آبِ طہور
اے حبیبِ ربِّ رحماں رحمتِ حق کے ظہور   روکشِ مہتابِ رخشاں ہی ترا سیمائے نور
کون ہے اس سلطنت میں ایسا عالی مرتبہ
جس کو شہ نے اپنے لطف خاص سی بالا کیا

ظاہرا گرچہ بہت ہیں نامور اصحاب یاں   پر وہ تیرے مرتبہ کو پہنچ سکتے ہیں کہاں
مجمعِ اوصاف ہی تو، پاک طینت بیگماں   تیرے ثانی کا نظر آتا نہیں مجھ کو نشاں
صدرِ اعظم۔ صدرِ اعلیٰ۔ صدرِ مجلس ذی شعور
سب ہیں تیری ذات میں شامل کہ ہی صدر الصدور

ہے شرف اہلِ دکن کو تجھ سے عالی جاہ سے   فخر ہے شاہِ دکن کو معرفت آگاہ سے

جب تک اس دہر میں ہے جلوۂ عشرت پیدا — اور دامانِ چمن پھولوں سے جب تک ہے بھرا

تیری رحمت سے الٰہی ہو خوشی کو یہ ثبات
دن ہو دن عید کا اور رات رہے عید کی رات

آمین

ہدیۂ عید الفطر ۱۳۳۸ھ

عید آئی ہو مبارک تجھ کو اے میرے حبیب — شاد و خرّم دائما رکھے تجھے ربِ مجیب
اور مجھ کو رات دن تیری اطاعت ہو نصیب — فضلِ حق سے شادماں دونوں رہیں ہم دم قریب

ہو مبارک عید تجھ کو عید کی خوشیاں صدا
میرے حسرت دائما تجھ پر رہے فضلِ خدا

کیا کہوں اس عید کی ہو کس قدر مجھ کو خوشی — ہے خدا کا شکر ہم دونوں سے مل کر عید کی
کیوں نہ ہو بے حد مسرت آج حسرت عید کی — اک خوشی ہے عید کی اک شادمانی دید کی

عید کہتے ہیں اسے سچی مسرت ہے یہی
طالب و مطلوب یکجا حق کی رحمت ہے یہی

بارک اللہ زیبِ تن ہے کیا عبائے خوشنما — عطرِ عنبر نے مشامِ جاں معطر کر دیا
فرقِ عالی پر عمامہ کی سجاوٹ حبذا — روئے روشن کی تجلی مرحبا صد مرحبا

ضوفشاں ہے دہر میں ہر جا پہ سو جلوہ ترا
کہتے ہیں اہلِ نظر "نوری[1] فرشتہ" آگیا

---

[1] ندوۃ العلماء سے ممدوح کو شروع سے گہری دلچسپی تھی اس زمانہ کے علماء فضلاء نہایت محبت اور قدر و منزلت سے آپ کا خیر مقدم فرماتے اور تقریر کا موقع دیتے تھے۔ علماء سلف نابینا علماء اسی کے اجلاس کی تقریریں۔ ایک اجلاس میں آپ نے نہایت موثر تقریر کی۔ علماء کرام حاضرین جلسہ اس قدر محظوظ ہوئے کہ بے اختیار بارک اللہ کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ ایک اخبار کے ایڈیٹر نے آپ کے صوری محاسن سے متاثر ہو کر اپنے اخبار میں لکھا کہ آپ تقریر کرتے وقت ایسے معلوم ہوتے تھے گویا نوری فرشتہ اسٹیج پر کھڑا باتیں کر رہا ہے" اسی کا حوالہ نظم میں دیا گیا ہے ۱۲

رودکشِ ابرِ بہاری درِ دولت تیرا　　چرخ تک گونجتا ہے نغمۂ مدحت تیرا
گوش آسودۂ گلبانگِ مسرّت تیرا　　قلب پروردۂ آغوشِ محبّت تیرا
تیرا اقبال و کرم عُقدہ کشا ہوتا ہے
دستِ فیّاض ترا بالِ ہما ہوتا ہے

یوں ہی دُرریز رہے ابرِ سخائے حسرت　　اک جہاں بستۂ فتراکِ عطائے حسرت
اوج پرتا با بدبختِ رسائے حسرت　　اور رہے غیرتِ خورشید لقائے حسرت
حشر تک اوجِ ثریّا پہ قدم ہو تیرا
چارہ فرمائے جہاں فیض و کرم ہو تیرا

عید یہ حسرتِ ذی شان مبارک ہوئے　　راحت و عیش کا سامان مبارک ہوئے
ہے دعا یہ کہ ہمیشہ بطفیلِ احمدؐ　　تجھ کو حسرت تری ہر شان مبارک ہوئے
روز افزوں ہو ترقی پہ یہ اقبال ترا
اور مددگار رہے ایزدِ فعّال ترا

عید میں دید کی اک عید بھی شامل ہو جائے　　یعنی حسرت مری آنکھوں کے مقابل ہو جائے
یہ اگر نعمتِ عظمیٰ تجھے حاصل ہو جائے　　پھر تو دُردانہ مسرّت تری کامل ہو جائے
شکرِ لِلّٰہ کہ مل جاتے ہیں دونوں جس دم
عید کا لطف اُٹھاتے ہیں خوشی سے باہم

یا الٰہی بطفیلِ شہِ بطحیٰ و حرم　　سایہ گستر رہے دونوں پہ ترا فضل و کرم
اور ہر آفت و تکلیف والم سے دونوں　　رہیں محفوظ ترے فضل و کرم سے ہر دم
باہمی اُنس بڑھے دونوں کے دل شاد رہیں
اور اس گلشنِ ہستی میں وہ آباد رہیں

دل سے دُردانۂ مشتاق یہ دیتی ہے دعا　　اور ہر سمت سے آمین کی آتی ہے صدا

تمہید

ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہماری دو عیدیں ہوا کرتی تھیں یعنی نواب صدر یار جنگ بہادر کی عید حبیب گنج میں اور میری بنادیبی پر

حیدرآباد کے زمانۂ قیام میں بفضلِ خدا یہ بُعد رفع ہوا تو عید یکجا ہونے لگی اس خوشی میں چند کلمات غیر موزوں بلکہ بے ربط نوکِ قلم سے نکل گئے جن کو بطور یادگار بحیثیت خزف ریزہ جواہرات کے انبار میں میں نے ڈال دیا ہے کہ ان کی تجلّی سے یہ بھی رُونما ہو سکیں۔

نفیس دلہن - دردانہ

ہدیۂ عید الفطر جب کہ دو عیدیں ہوا کرتی تھیں

مصدرِ علم و حکم منبعِ الطاف و کرم   معدنِ خُلق و صفا مخزنِ اوصافِ اتم
مرجعِ راحت و سرمایۂ نازِ عالم   اے خوشا اوج مقدر کہ شدی تاجِ سرم

عید اے حسرتِ ذی شان مبارک تجھ کو
عید کا یہ سر و سامان مبارک تجھ کو

آفتابِ فلکِ عزّت و حشمت ہے تو   جلوہ آرا ہے سراپردۂ عظمت ہے تو
ہادیِ وقت ہے تو سایۂ رحمت ہے تو   نائبِ ختمِ رسل رہبرِ ملّت ہے تو

غیرتِ اوجِ فلک بختِ رسا ہے تیرا
دہر میں چاروں طرف شور بپا ہے تیرا

مسندِ دانش و اخلاق کی زینت تجھ سے   محفلِ علم و عمل گرم ادارت تجھ سے
رونق و رفعتِ ایوان صدارت تجھ سے   ایک عالم کو ہے نیضا سعادت تجھ سے

آستانہ ہے ترا فیضِ اعم کا مصدر
اور ترے نام کا شہرہ ہے جہاں میں گھر گھر

می رود آں کہ بہ ایتام و ارامل یاور
یاورش باد بہر جاے نبی و داور

اہل علمند بلا شبہ ز ہجرِ تو غمیں همچناں دائرہ از دوریِ تو ہست حزیں
در دکن قدرِ تو نشناختہ افسوس بر ایں لیک اعضاے معارف ہمہ گویند چنیں

چوں تو صدری بمعارف نتواں یافت دگر
صاحبِ جود و سخا معدنِ الطاف و ہنر

عجب نیست اگر گریہ کنند اہلِ کمال زاں کہ از دوریِ تو ملکِ دکن راست ملال
تو بُدی ملکِ سخن را چو شہِ با اجلال اہلِ عرفاں بکہ آرند دگر روے سوال

خرم آں شہر کہ گردی تو در آں جاے مکیں
زاں کہ بے شبہ شرف بہرِ مکاں شد ز مکیں

بار الٰہا بمحمد کہ بُداد خُلق عظیم شہِ ما را بجہاں دار بخیر و تکریم
دشمنش را بجہاں ساز چو شیطانِ رجیم نامِ عثمان علی ساز بعالم تعمیم

صدر و بدر ز رایش ہمہ عزّت بخشا
سکۂ سلطنتش را تو شرافت بخشا

حیدری را بجہاں یارِ علی عمراں یار مہدی ہمہ جا باد خداے منّاں
آں کہ خدمت بدکن کرد خدایش شاداں نام او باد ہمیشہ بجہاں جاویداں

خاصہ شروانی ما صدرِ صدوراں بہ یاد
ہر کجا ہست خدا یاورِ آں پاک نہاد

کار مفتوں نبود غیرِ دعا روز و شباں بہ شہ را و امیراں و وزیراں و مہاں
تا بمانند بعزّت ہمگی در دوراں خدمتِ ملّتِ اسلام نمایند از جاں

ایں دعا از من و از خیل ملک آمیں باد
دشمنِ ملّتِ اسلام پریشاں گرداد

از جناب مولوی حاجی فتح اللہ صاحب مدرس فارسی مدرسہ فوقانیہ چادرگھاٹ حیدرآباد

مسدس جلسہ و داعیہ

حضرت مستطاب عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلا حامی شریعت سید المرسلین مروج احکام خیر المبین

صدر الصدور مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی زید فضلہ

بادہ ساقی کہ دگر فصلِ بہار آخر شد وصلتِ گل شد و افغانِ ہزار آخر شد
سیر در صحنِ چمن با تو نگار آخر شد لذت بادہ خوریِ من دیار آخر شد
ایں ہمہ ظلم و ستم کرد بما بادِ خزاں
گل رواں گشت و ہمہ بازِ بستان نگراں

زینتِ باغ ز گل بود ز صوتِ بلبل بہ چمن خرم و در نغمہ سرائی سلسل
بادہ خوراں بچمن با مے و معشوقہ و گل بلبل و قمری و سلسل ہمہ گرمِ غلغل
کز چمن رخت فروبست گل آں شاہِ چمن
آں چنانی کہ ہمیں صدر صدورم ز دکن

سرور راد ہنر مند حبیب الرحمن منبع خلقِ حسن صدر صدورِ دوراں
معدنِ عزّ و شرف مظہرِ حق سبحان حامیِ کیشِ نبی حافظِ دینِ دیّاں
آں کہ در علم و عمل بود بلا شبہ نظیر
پیرو دینِ نبی حافظِ احکام قدیر

غم گسارِ ادب و علم و ہنر منبع جود از دکن میرود و یارش خداوند ودود
ملک علم و سخن از بود تو اش بود صعود ملک را فخر و شرافت ہمہ از بود تو بود
ہمچو حنانہ دکن نالہ و افغاں سرکن
کن ببر رخت غم و کسوت عشرت در کن

شروانی مہِ با عزّ و جلال و رفعت خادم دین مبیں منبعِ جاہ و شوکت
بر ضعیفاں نظرش بود ز روئے ہمت بیکساں را ہمہ از لطف نمودی عزت

از جناب مولوی محمد عادل صاحب قدسی مصحح دائرۃ المعارف حیدرآباد

آہ حسرت در گلستاں می زنم — نالۂ بر موجِ طوفاں می زنم
با صلائی علم و حکمت در جہاں — سکّۂ بغداد و یوناں می زنم
خیز دردِ دل بمیدانِ حیات — ایں صفیر از عندلیباں می زنم
محفلِ علم و عمل را زندہ دار — ایں ندا پیہم زسحباں می زنم
کس چہ داند دردِ محشر خیزِ من — آتشِ دل در نیستاں می زنم
در مصائب ہم بشوقِ امتحاں — دست بر شمشیرِ عریاں می زنم
از معارف گوہرِ حکمت فشاں — رفتہ و بر دست دنداں می زنم
سوزِ فرقت می دہد صدر الصدور — نیشِ ہجرش بر رگِ جاں می زنم
نجم اوصافش باوجِ آسماں — بر قمر از بدرِ تاباں می زنم
شمعِ بزمِ علم و فن افسردہ شد — بر چراغِ کشتہ ارماں می زنم
قسمتِ اوجِ ادب برگشتہ شد — خندۂ بر دورِ امکاں می زنم
درد می خیزد باستقبالِ غم — بر جگر صد داغِ پنہاں می زنم
دستِ عجزم ریختہ خونِ مراد — پائے حسرت در بیاباں می زنم
گرچہ مجروحم و لے با صبرِ دل — می خورم خنجر و خنداں می زنم
گرچہ نالانم ز دورِ انقلاب — تکیہ بر تقدیرِ یزداں می زنم

دعا

بہرِ اوجش دست در دامانِ حق — با نیاز و نور و ایماں می زنم
فیضِ او پایندہ اکرامش مزید — نغمہ ایں با صدق و احساں می زنم
عادل از ذوقِ محبت با حبیب — جامِ آتش ریز شاداں می زنم

سجدہ کیا تھا کام دیانت سے آپ نے — روشن چراغ ہٹ گیا تاریک ہی مکاں
احباب فرطِ ہجر سے مغموم ہو گئے — تیغِ الم سے قلب ہیں مجروح و ناتواں
محتاج نوکری کے نہیں میرے محترم — دولت خدا نے دی ہی امارت بعزّوشاں
دیہات سینکڑوں ہیں علاقہ میں آپ کے — پلتے ہیں ماہوار ہزاروں یہ مہرباں
خود بیسیوں ہیں گھر یہ ملازم جناب کے — سینہ میں ان کے جوش ہی مذہب کا اک نہاں
حسب الطلب یہ آئے تھے مشہور بات ہی — چمکائے خوب آپ نے اسلام کے نشاں
افسوس ہے دکن سے وطن آپ جائینگے — آئیں گے مخلصوں کو بہت یاد بیگماں
رخصت کی پارٹی یہ بہت خوب دی گئی — جس سے اثر خلوص کا ظاہر ہے بیکراں
سیّد ظہور حق ہیں جو خوش خُلق دین دار — جلوہ یہ اہتمام کا ان کے ہے کُل یہاں
یہ نظم اس دُعا پہ مظفرؔ تو ختم کر — ممدوح جس جگہہ ہوں رہیں دل سے شادماں

اسباب غیب سے ہوں مہیّا وہ قدرتاً
پھر بھی بلائیں آپ کو سرکارِ قدرداں

از جناب مولوی اشرف حسین صاحب دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

چہ خورسندی دلا گر میزبانت میہماں آمد — بانجامش نگر کاین سود آغازِ زیاں آمد
شدہ بے نور شمعِ بزمِ دیں بصد حیف اشرف — ضیائی بدر کے در تابشِ سیارگاں آمد

دیگر

خدایا از کجا بادِ مخالف این وزاں آمد — بہ گلزارِ ادب پژمردہ گی جون ناگہاں آمد
بنال اے بلبلِ نغمہ سرائی گلشنِ ملت — دریغا وائے در تخریبِ فصلِ گل خزاں آمد

دولتِ آصفی نے متمنّیوں کو شرکت محلس مبارک سے سعادت اندوز ہونے کا موقعہ دیا۔ وہ آپ اپنی نظیر ہیں اور صاف بتلا رہے ہیں کہ "الناس علیٰ دین ملوکھم" اور اس سرچشمۂ خیر و برکت ملّت پناہ دین پرور کے میلانِ طبع کا پتہ دیتے ہیں جس کی ذات ہمایوں صفات کو، اسلامی دنیا۔ آقائے ولی نعمت ظل اللہ، محی الملت والدین اعلیحضرت خسروِ دکن ہز اگزالٹڈ ہائنس شاہ میر عثمان علی خاں بہادر خلّد اللہ ملکہ، وسلطنتہ، کے فرحت بخش نامِ نامی سے یاد کرتی ہے، اللہ رب العزت اس شہریارِ ناصر دین کو دیر گاہ سلامت باکرامت رکھے جس کی ذرّہ نوازیوں کی بدولت محلس مذکور کو جناب والا کی صدارت کا فخر حاصل ہوا۔

خاکسار

رشید حسین خاں، معتمد محلس میلاد النبی سکندرآباد

ودا عیہ

از جناب محمد مظفر حسین خاں صاحب سلیمانی شاہ آبادی

منجانب سید ظہور الحق صاحب مہتمم دائرۃ المعارف

نوابِ ذی وقار ہیں جو صدر یار جنگ — جن کے صفات و خُلق سے واقف ہی کُل جہاں
بارہ برس سے آپ ہی صدر الصدور تھے — شاداب ان سے خوب تھا مذہب کا بوستاں
گلزار و پُر بہار تھا اسلام کا چمن — افسوس آئی آپ کے جانے سے اب خزاں
توسیع میں جو ڈالی گئیں کچھ رُکاوٹیں — یہ امر دل پہ ہو گیا بس آپ کے گراں
استعفا جس پہ آپ نے لکھ کر کے دے دیا — سُن کر کے اس خبر کو ہوئی خلق خستہ جاں

قبول دعوت ہوئی ہماری یہ برقیہ نے پیام لایا
وہ لطف احساں سے آرہے ہیں وہ آرہے ہیں وہ آرہے ہیں
طلب ہماری طلب تھی صادق نوید لبیک آ ہی پہونچی
وہ لا کے تشریف کل یہاں پر رہین منت بنا رہے ہیں

یہ زیب محفل ہیں صدر والا دلوں کے ارماں نکل رہے ہیں
جلو میں خدام قوم سرخم ادب سے تھم تھم کے چل رہے ہیں
یہ شامیانے وہ برقی گولے بھریرے دلکش چہل پہل یہ
ہمارے دل ہیں کہ لحظہ لحظہ خوشی سے ہاتھوں اچھل رہے ہیں
یہ صف کشیدہ ہیں نونہالاں وہ جلوہ افروز صدر ذیشاں
اکابر قوم زیب محفل قلوب مومن بہل رہے ہیں
ہے عید بعثت کا یہ کرشمہ بنی ہے ارض دکن گلستاں
نسیم رحمت کی چل رہی ہے درخت امید پھل رہے ہیں

رہیں مسرت سے شاہ عثماں مدام اُن پر ہو فضل سبحاں
اُن ہی کے لطف و کرم سے اپنے دلوں کے ارماں نکل رہے ہیں

ایڈریس

بگرامی خدمت عالیجناب مولانا مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی صدر الصدور محکمہ امور مذہبی

سرکار ابد قرار آصفی

عالیجاہا - یہ کمترین ارکان مجلس جشن میلاد شریف (سکندرآباد) کی جانب سے باد تمام عرض پرداز ہے کہ جناب والا نے صدارت جلسۂ میلاد کے متعلق ارکان مذکو کی مودبانہ التجا کو قبول فرما کر جن مربیانہ اخلاق سے ان کو ممنون فرمایا ہے اس سے اُن کے منت کش دلوں میں یہ جذبات موجزن ہیں کہ وہ نہایت خلوص دلی سے خدمت والا میں شکریہ عرض کریں - امسال جس حسن و خوبی سے یہ مسعود بزم میلاد حبیب داور صورت پذیر ہوئی - جس کثرت سے معزز حکام و خوش باشان بلدہ حیدرآباد و اطراف دلدادگان ذکر رسول مقبول روتق افروز محفل ہوئے اور جس فراخ دلی سے حکام عالی مقام

یہ صف کشیدہ ہیں نونہالاں، وہ جلوہ افروز صدرِ ذی شاں
اکابرِ قوم زیبِ محفل، قلوبِ مومن بہل رہے ہیں

عجیب پُر لطف ہے یہ محفل، وفورِ بہجت سے شاد ہیں دل
نسیم رحمت کی چل رہی ہے درختِ امید پھل رہے ہیں

ہے عیدِ بعثت کا یہ کرشمہ، بنی ہے ارضِ دکن گلستاں
وہ ابرِ رحمت برس رہا ہے لباس گلبن بدل رہے ہیں

رہیں مسرت سے شاہِ عثماں، مدام اُن پہ ہو فضلِ سبحاں
ان ہی کے لطف و کرم سے اپنے دلوں کے ارمان نکل رہے ہیں

ترانہ جلوس جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۴۹ھ

ہے جشنِ میلادِ فخرِ عالم جو آج ہم سب منا رہے ہیں
اکابرِ قوم اپنی شرکت سے شانِ مجلس بڑھا رہے ہیں

ہیں قابلِ فخر صدرِ ذی شاں کہ قوم کے غمگسار ہیں یہ
نہ کیوں ہوں مشکور ان کے ہم سب ہمارا دل یہ بڑھا رہے ہیں

رہیں ہمیشہ یہ شاد و خرم ہو جاہ و منصب بھی ان کا افزوں
ہیں مصدرِ خیر و حامیٔ دیں رسومِ بد کو مٹا رہے ہیں

ہمارے ممدوح حبیبِ رحمٰن حبیبِ ملت حبیبِ سلطاں
ہمارا دل اب بڑھا رہے ہیں ہماری ہمت بندھا رہے ہیں

ہے فخرِ عالم کی عیدِ بعثت نہ کیوں ہو یہ کامیاب جلسہ
جگہ جگہ کے ہیں جتنے مسلم شریک ہونے کو آ رہے ہیں

یہ شان و شوکت یہ زیب و زینت یہ کر و فر دیکھ کر مسلماں
خوشی سے پھولے نہیں سماتے خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں

خدا سے یہ ہے دعا ہماری کہ شاہِ عثماں رہیں سلامت
کہ بہرِ آسایشِ خلایق وہ مال و دولت لٹا رہے ہیں

ترانہ جلوس صدر جلسہ جشن میلاد النبی صلعم ۱۳۵۰ھ

حبیبِ قومی یہ صدرِ ذی شاں ہماری محفل سجا رہے ہیں
مدام لطف و کرم سے اپنے دلوں پہ سکہ جما رہے ہیں

تھے جشنِ میلاد کے معاون مقیم ارضِ دکن تھے جب تک
یہاں سے رخصت کے بعد بھی وہ ہماری ہمت بندھا رہے ہیں

وہ بزمِ علمی سے ہو کے فارغ جو لوٹے پنجاب سے علی گڑھ
تو دیکھا اربابِ جشنِ بعثت دکن میں اُن کو بلا رہے ہیں

ترانہائے جشن میلادالنبی سکندرآباد

سکندرآباد میں ہر سال ماہ ربیع الاول میں جشن میلادالنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منایا جاتا ہے۔ اہل سکندرآباد جس خلوص اور عقیدت کے ساتھ یہ جشن مناتے ہیں اور اس محفل ہمایوں کو بارونق اور شاندار بنانے میں جو محنت اور کوشش کرتے ہیں اس کا اندازہ صرف دیکھنے اور اس میں شریک ہونے والے کر سکتے ہیں ذیل کا ترانہ اسی مبارک جشن کی یادگار ہے جس کو مجلس جشن کے تیس چالیس رضاکار اپنے محترم صدر (نواب صدر یار جنگ بہادر) کو صدر دروازہ سے صدارت کے ڈائس تک حلقہ میں لئے ہوئے عجب موثر انداز سے پڑھتے ہوئے جاتے ہیں اور ختم جلسہ کے بعد اسی طور پر موٹر تک پہونچاتے ہیں۔ پہلے شعر کا پہلا مصرعہ ادنیٰ تغیر سے آنے اور جانے دونوں حالتوں کے مناسب کرلیا جاتا ہے۔ یعنی آتے وقت "محفل سجا رہے ہیں" اور جاتے وقت "محفل سے جا رہے ہیں" شاعر کی نکتہ رس طبیعت نے پڑھنے میں "سین" کے زبر اور زیر کو پیش نظر رکھ کر ایک خاص لطف پیدا کردیا ہے۔

از جناب سید حسین خاں صاحب معتمد مجلس جشن میلادالنبی سکندرآباد

حبیب قومی یہ صدر ذی شاں ہماری محفل سجا رہے ہیں
ہمیشہ لطف و کرم سے اپنے دلوں پہ سکہ جما رہے ہیں

ہمیں نہ ہو اُن سے کیوں عقیدت ہماری دل میں ہے ان کی الفت
یہی وہ رشتے ہیں جو کہ قوموں کی قسمتوں کو بنا رہے ہیں

ہماری محفل کی زیب و زینت، ہمارے معطی، ہمارے محسن
ہو ان کے اقبال میں ترقی ہمارے دل یہ بڑھا رہے ہیں

محبت قوم کام ان کا حمایت دیں شعار ان کا
امور مذہب کے یہ نگہباں رسوم بد کو مٹا رہے ہیں

یہ زیب محفل ہیں صدر ذیشاں دلوں کے ارمان نکل رہے ہیں
جلو میں خدام قوم سرخم۔ دبے قدم تھم کے چل رہے ہیں

یہ شامیانے یہ شمع برقی چمن یہ دلکش، چہل پہل یہ
ہمارے دل ہیں کہ لحظہ لحظہ خوشی سے ہر دم اچھل رہے ہیں

زیارت روضۂ اقدس کی پائی خوش نصیبی سے — بھرے تھے ولولے مدّت سے ان کی پاک سینہ میں

جو ڈھونڈا اسے مظفر اس سفر کا سالِ تاریخی
کہا ہاتف نے باعزت ہوئے داخل مدینہ میں

۱۳ھ۴۵

ایضاً

مبارک باد کا ہر سو نہ کیوں کر شور ہو برپا — خدا کے فضل سے حاصل جب ایسی خاص دولت ہو
خوشی سے کیوں نہ میں ممدوح کو یہ تہنیت لکھوں — مبارک سرورِ عالم کے روضہ کی زیارت ہو
فضائل ہیں بہت حرمین کے مشہور دُنیا میں — پہونچتا ہے وُہی تقدیر میں جس کے یہ نعمت ہو
ہوئیں طے منزلیں دشوار سب تائیدِ ایزد سے — خدا کرتا ہے بیڑا پار جس کی پاک نیّت ہو
عرب سے آئے واپس خیریت کے ساتھ مدّت میں — تو دل میں سب کے پھر پیدا نہ کیوں جوشِ مسرّت ہو
عدیم المثل ہیں وہ خوبیوں میں سارے عالم میں — تو پھر کیوں کر نہ ان کی ملک میں ہر سمت شہرت ہو
نہ ہوں کیوں منتخب مذہب کی وہ صدُالصدوری پر — کہ جب موجود ان کی ذات میں ہر اک فضیلت ہو
بر آئی آرزو جس طرح ان ذی جاہ حضرت کی — خدایا ایسی ہر مومن کے دل کی پوری حسرت ہو
انھیں سب قبلۂ حاجات کہتے ہیں زمانہ میں — تمنّا ہے کہ مجھ پر بھی نگاہِ فیض و برکت ہو
کہا اک بار تھا حرمین چلنا ساتھ تم میرے — رہا میں بھول سے محروم میری ہی نہ قسمت ہو
عرب کرتے نہ کیوں کر آپ کی اعزاز سے خاطر — ازل سے آپ کے حصّہ میں جب توقیر و عزّت ہو
تبرک بھی وہاں کا لائے ہیں کچھ ساتھ میں اپنے — توجہ سے کبھی دیکھیں مجھے بھی وہ عنایت ہو

مظفر ہے جو تم کو تہنیت کی فکر اب لکھ دو
مبارک رَبِّ کعبہ یہ مدینہ کی زیارت ہو

۱۳ھ۴۵

یہ حج و زیارت مبارک مبارک — یہ اختر یہ قسمت مبارک مبارک
یہ اقبال و رفعت مبارک مبارک — مع الخیر رجعت مبارک مبارک

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

امید منزل، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۵ھ

ایضاً

نواب ذی وقار ہیں جو صدر یار جنگ — ممدوحِ روزگار ہیں مخدوم پیشوا
رونق ہے اُن کی ذات سے اربابِ علم کی — حق نے کئے ہیں ایسے شرف آپ کو عطا
دنیا کے ساتھ دین میں ہیں آپ محترم — علم و عمل کے ساتھ ملی عقل بھی رسا
دیکھیں حجاز جا کے یہ عرصہ سے قصد تھا — نکلا جہاں سے چشمۂ اسلامِ باصفا
امسال آپ حج کو گئے اہتمام سے — باصد خلوص و شوق کیا فرضِ حق ادا
مکّہ سے پھر مدینہ کی جانب رواں ہوئے — دیکھے مقام اور بھی پر نور دل کشا
جو جو مزار کھودے ہیں ابنِ سعود نے — دیکھے وہ جا کے آپ نے از غور و باذکا
ان کی مراجعت سے مجھے بھی خوشی ہوئی — آئے بخیر سوئے وطن شکر و مرحبا
کہتی ہے خلق قبلۂ حاجات آپ کو — مشہور اہلِ فیض مسلّم ہیں رہنما

تاریخ کی ہے فکر مظفر جو بہرِ سال
لکھ کعبۂ جہاں نے کیا فرض حج ادا

۱۳ ھ ۴۴

ایضاً

روانہ جب ہوئے مخدوم میرے ہند سے یثرب — نمایاں ہو گئے انوار سب دل کے نگینہ میں

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ صدر الصدورِ دکن جس کو کہئے   وہ خوش خو وہ فخرِ زمن جس کو کہئے
صداقت کا دُرِّ عدن جس کو کہئے   وہ خوبی میں وَردِ چمن جس کو کہئے

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ عالی ہمم ہے وہ نیکو سیر ہے   وہی قوم کا رہنما راہبر ہے
نہاں نام میں جس کے فتح و ظفر ہے   وہ اعدائے امت سے سینہ سپر ہے

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ ہے خادمِ دین ملت کا حامی   ہے سرمایۂ فخر ذاتِ گرامی
ہے مشہورِ آفاق میں نامِ نامی   نہ کیوں اہلِ عالم دیں اس کو سلامی

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

رہے سایۂ لطف و شفقت ہمیشہ   رَوِش ہو خلوص و صداقت ہمیشہ
ہو چھوٹوں پہ مہر و عنایت ہمیشہ   بزرگوں کے ہوں دل میں عظمت ہمیشہ

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

زمینِ مقدس ہے اللہ کا گھر   نہیں رتبہ یہ آسماں کو میسر
وہ ارضِ معالی حریمِ مطہر   تصدق ہیں جس پر ملک مہر و اختر

وہیں سے تو آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

کشش کا یہ فیض ہے یقیناً کبھی مدینہ کے گلستاں کا — اِدھر جوں ہی کر لیا تصوّر اُدھر سے جھونکے صبا کے آئے
یہ کیسی خوش قسمتی ہے اُن کی ہی فضل خالق کا اُن پہ کیسا — مدینہ جو لوگ جا کے آئے وہ فیضِ باطن بھی پا کے آئے
مدینہ کی یاد آگئی جب تو حکم صَلّوا کا دھیان آیا — یہاں سے بھیجا درود ہم نے وہاں سے تحفے دعا کے آئے
زیارتِ روضۂ مقدّس کا شوق بے چین کر رہا تھا — مدینہ جا کر ہوئی تسلّی کہ حالِ دل کا دکھا کے آئے
چلا مدینہ کو قافلہ جب تو رحمتِ حق کو ساتھ پا کر — ہوا یہ یثرب میں شور ہر سو کہ مہماں مصطفیٰ کے آئے
بشوقِ دل جب مدینہ پہونچے حبیبِ احمد حبیبِ رحمٰن — کہا یہ سب نے کہ دیکھو شیدا وہ سرورِ دوسرا کے آئے
وہ پیارا دربارِ خسروانہ ہے نور کا جس پہ شامیانہ — قدم نہ چومیں ہم آپ کے کیوں کہ ایسے دربار جا کے آئے

ادب سے ہم لوگ سر جھکا کر یہ عرض کرتے ہیں پھر مکرّر
مبارک آنا یہ آپ کا ہے کہ بزمِ شاہی میں جا کے آئے

حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۴۵ھ

ماہِ کرامت

یہ نظم بھی سفرِ حج سے بخیریت واپسی کی مسرّت میں عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر کی خدمت میں دوسری دعوت کے بعد پڑھ کر بصد ادب پیش کی گئی۔

(منجانب زاہدہ خاتون دختر ہمشیرۂ نفیس دلہن صاحبہ)

دلوں میں نہ کیوں ہو وفورِ مسرّت — خدا نے دکھایا یہ روزِ سعادت
وگرنہ کہاں تھی ہماری یہ قسمت — کہ چومیں قدم آپ کے آج حضرت

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ حج کے شرف سے ہوا بہرہ ور ہے — زیارت سے یثرب کی وہ مفتخر ہے
مطیعِ خدا ہے وہ نیکو سیر ہے — سپہرِ کرم کا درخشاں قمر ہے

خوش قسمتی سے حج و زیارت ہوئی نصیب — حاصل ہوئی سعادتِ دارین بیگماں
صد شکر آپ آئے مع الخیر ہند میں — دل مخلصوں کے ہو گئے مسرور شادماں
توسیع و واپسی کی نہایت خوشی ہوئی — احباب کے دلوں کی مرادیں ہوئیں عیاں
فرطِ خوشی سے دیتے ہیں ایٹ ہوم آپ کو — لائق عزیز آپ کے عبد الحمید خاں
کرتا ہے نذر پیشِ مسافر یہ تہنیت — مقبول ہو یہ ہدیہ ناچیز نقدِ جاں

یہ نظم اس دعا پہ مظفر تو ختم کر
دولت فزوں ہو عمر خضر عیشِ جاوداں

ہدیۂ تہنیت منظومہ جناب عبد الوہاب صاحب عندلیب حیدرآبادی

جو سفر حج سے مع الخیر واپسی کی مسرت و یادگار میں دعوت کے موقع پر عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی مدظلہ العالی کی خدمت سراپا برکت میں بصد ادب و نیاز سنا کر پیش کیا گیا۔

(منجانب عابدہ خاتون دختر ہمشیرہ نفیس دلہن صاحبہ)

مبارک آنا یہ آپ کا ہے کہ بزمِ شاہی میں جا کے آئے — کہ ہیں جو سب کے دلوں کے مالک انھیں وہ اپنا دکھا کے آئے
زہے محاسن زہے فضائل کہ فضلِ حق حال کے ہیں شامل — امارتِ دنیوی تھی حاصل سعادتِ دین پا کے آئے
تپش نہیں اب ارکھوتی خلش نہیں خار اب چبھوتی — وہ قطرۂ اشک سب ہیں موتی وہاں جو آنسو بہا کے آئے
عجیب ہی لطفِ دردِ الفت کہ عیش میں بھی نہیں یہ لذت — ملی جنھیں لذتِ جراحت وہ اور بھی زخم کھا کے آئے
مدینہ جانا جو تھا سعادت تو واپس آنا یہاں ہے برکت — ہے اب ہمیں انتظارِ رحمت کہ شہ کو دکھ سب سنا کے آئے
پیام تو می کہا زبانی سنائی حالت جو تھی سنانی — ہمیں نہ کیوں کر ہو شادمانی کہ کام سارا بنا کے آئے
جو حج کر آئے وہ ہے معظم وہ ہے مقدس وہ ہے مکرم — قدم نہ کیوں اس کے چوم لیں ہم مدینہ جو کوئی جا کے آئے
نگاہیں ان پر جمائے ہیں ہم ان سے نظریں ملائے ہیں — جو روضۂ سرورِ دو عالم کا نقش دل میں جما کے آئے

مقبول حج ہو آپ کا اے صدر یار جنگ
راضی رہیں جناب سے محبوبِ کردگار

بتقریب اٹ ہوم منجانب مولوی محمد عبدالحمید خاں صاحب مددگار پروفیسر بعد واپسی از سفرِ حجاز

صدرالصدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ — ممدوحِ روزگار ہیں علامۂ جہاں
ہیں جامع الصفات زمانہ میں محترم — قدرت سے بیشمار ملیں ان کو خوبیاں
فضلِ خدا سے ملک میں یہ فخرِ قوم ہیں — ذی عقل دین دار سخن سنج نکتہ داں
شاداب ان کی ذات سے گلزارِ علم ہے — سیراب ابرِ فیض سے ان کے ہے اک جہاں
خوشبوئے خُلق آپ کی پھیلی وہ چار سو — جس سے ہوا ہے سب کا معطر مشامِ جاں
کھُلتے ہیں بابِ علم مواعظ سے آپ کے — ممبر پہ آپ ہوتے ہیں جب جا کے دُرفشاں
فضل و کمال و علم میں ممتازِ دہر ہیں — جاہ و حشم میں ان کا ہے مشہور خانداں
اکثر کتابیں آپ کی تصنیف سے چھپیں — سمجھی گئیں جو ملک میں دلچسپ بیکراں
ممدوح کا وجود ہے دنیا میں مغتنم — اب دین دار خلق میں ایسے بھلا کہاں
ایسے ہوئے ہیں کار نمایاں جناب سے — خلقِ خدا ہے شام و سحر جن کی مدح خواں
امیدگاہ ان کو سمجھتے ہیں اہلِ علم — اہلِ ہنر کے دل سے ہیں موصوف قدرداں
رونق پذیر آپ سے مذہب کا ہے چمن — یارب رہے بہار ہمیشہ یہ بے خزاں
دل ہیں بھرے تھے عشقِ محمدؐ کے ولولے — مدت سے شوق تھا کہ مدینہ کو ہوں رواں
امسال آپ حج کو گئے ذوق و شوق سے — پائے طوافِ کعبہ میں انوارِ بیکراں
فارغ ہوئے جو حج کے فریضہ سے محترم — سوئے مدینہ لے کے چلا میرِ کارواں
حاضر ادب سے روضۂ پر نور پہ ہوئے — اسرارِ سرمدی کا ملا گنجِ شائگاں
گل ہائے باغِ فیضِ رسالت کے چن لئے — فخر و شرف سے حق نے کیا رشکِ قدسیاں

قطعاتِ تہنیت و تاریخِ مراجعت از سفرِ حج

از جناب محمد مظفر حسین خاں صاحب سلیمانی شاہ آبادی

حرمین کا سفر ہو مبارک جناب کو — دونوں جہاں میں آپ رہیں شاد و باوقار
عزمِ حجاز آپ نے امسال کر دیا — صد شکر آپ جا کے ہوئے خوب کامگار
واپس جو آئے سب کو نہایت خوشی ہوئی — آنے کا آپ کے تھا ہر اک دل کو انتظار
حاصل ہوا بفضلہٖ دارین کا شرف — اسرارِ سرمدی کا ملا گنج و افتخار
راہِ حجاز میں وہ مناظر نظر پڑے — ظاہر تھی جن سے شانِ خداوندِ کردگار
تازہ طوافِ کعبہ سے ایمان ہو گیا — ہر ہر قدم پہ رمزِ حقیقت تھے آشکار
عرفات پر تھا نورِ تجلّی ضیا فگن — تاباں ہے جس سے ذرّۂ ہر دشت و کوہسار
جو جو مقام عرصۂ امید و بیم تھے — تائیدِ ایزدی سے ہوئے رشکِ لالہ زار
حاضر ہوئے رسول کے روضہ پہ ذوق سے — برسوں سے جس کی دید میں تھا قلب بیقرار
عرش و فلک سے جس کا ہے پایہ بڑھا ہوا — تعظیم جس کی کرتے ملائک ہیں بیشمار
کھائی قسم خدا نے اسی ارضِ پاک کی — آرام میں یہیں تو ہیں سرکارِ نامدار
پھیلا یہاں سے چشمۂ اسلام دہر میں — ہر ذرّہ اس جگہ کا ہے خورشیدِ فیض بار
انوارِ کبریائی نمایاں ہیں چار سو — پاتے یہاں ہیں دولتِ کونین خاکسار
القصہ فیض یاب ہوئے آپ قرب سے — پایا وہ جس پہ نعمتِ دارین ہو نثار
کر اس دعا پہ جلد مظفرؔ یہ نظم ختم — قایم ہو ان سے گلشنِ اسلام کی بہار
یہ مذہبی امور کے صدر الصدور ہیں — عاجز کے چارہ ساز غریبوں کے غمگسار

از جناب شاہ سیّد یحییٰ عالم قادری سجّادہ نشین درگاہ حضرت سیّد شاہ موسیٰ قادری قدس سرّہٗ

اے صدر بزمِ شرع مبارک ہو آپ کو — اللہ کا کرم نگہِ لطف شاہ کی
وسعت ملازمت میں ہوئی جائے شکر ہے — رحمت ہوئی دکن پہ یہ بارِ الٰہ کی
تسلیم سب کو آپ کا فضل و کمال ہے — حاجت سند کی ہے نہ ضرورت گواہ کی
سرِ دآر لکھ وہ سال فدا جس پہ جان ہو
توسیع ہو گئی ہے صدارت پناہ کی

۱۳ ھ ۴۱

از جناب محمد مظفر حسین خاں صاحب سلیمانی شاہ آبادی

سُنا جب مژدۂ توسیع ذی شان — ہوئی حاصل مسرت دل کو واللہ
رہیں یارب ہمیشہ شاد و خرّم — ہمارے محترم مخدوم و دل خواہ
دیانت دین داری حق پسندی — ملی حصّہ میں ان کے سب ہیں آگاہ
مظفر فکر ہے تاریخ لکھ دے
ہوئی اب بے بدل توسیع ذی جاہ

۱۳ ھ ۴۷

از جناب مولوی سیّد غلام مصطفیٰ صاحب ذہنؔ حیدرآباد

کیا جاں فزا یہ مژدہ ہے بادِ بہار کا
گلدستہ ہی بشرِ چمنِ روزگار کا

زینت یہ گُل کی نسبتِ گوشِ بشر سے ہی
نرگس کو آنکھ سے ہی شرف افتخار کا

تشبیہ قد سے سرو کا وہ مرتبہ بڑھا
پایا لقب درختِ ہمیشہ بہار کا

ہو کر ضعیف سب سے جسارت میں بڑھ گیا
قابل بشر ہی نکلا امانت کے بار کا

ہے یوں تو ساری خلق پہ رحمت رحیم کی
ہے نیک مستحق کرمِ کردگار کا

رحمٰن کا حبیب جو ہو کیوں نہ ہو وہ نیک
کیوں مستحق نہ ہو شرف و افتخار کا

صدر الصدورِ مذہبی ہیں صدر یار جنگ
شہرہ ہے ہر سو آپ کے عمدہ شعار کا

توسیع آپ کی ہوئی سب شاد ہو گئے
قائل جہاں ہے آپ کے عزّ و وقار کا

صدر الصدور کا لقب اس کی دلیل ہی
پایہ بلند آپ کے ہی اعتبار کا

اچھی طرح سے جانتی اور مانتی ہی قوم
جو وصف ہی جناب میں اخلاص پیار کا

ہمدردِ قوم اور ہیں غم خوارِ قوم آپ
غمدیدہ کیوں نہ شیفتہ ہو غم گُسار کا

دونوں جہاں میں کیوں نہ ہیں سُرخ رو جناب
آغاز سے خیال ہے انجامِ کار کا

چشمِ جہاں میں کیوں نہ ہو عزّت جناب کی
فضل و کرم ہے آپ پہ پروردگار کا

خوبی سے کارِ مذہبی انجام دیتے ہیں
پھر کیوں نہ لطف آپ پہ ہو شہریار کا

ہے دل سے مدح خوان و دعا گو ذہنؔ بھی
شروانیِ کریم و سخاوت شعار کا

ب کہیں آمین مل کر درِ اجابت کا ہے باز
"دینِ حق کے دونوں ہوں خدمت گزارِ بانیاز
ان کی خدمت سے ترقی پائے ملّت کا وقار"

دیگر

ازجناب سیّد معین الدین صاحب منتظم

جب تم سا پایا معتمد ہم کرتے ہیں شکرِ خدا
ہاں آج یومِ عید ہے یہ عید ہے فرحت فزا

اور عید یہ وہ عید ہے یہ ہوں سو جس پر نثار
ماہِ مبارک مرحبا۔ تو۔ چاند ہے شوّال کا

دو چاند تجھ میں عید کے۔ اے مرحبا حبلِ علیٰ
اک چاند یعنی عید کا اور دوسرا توسیع کا

ایسی نوید آئی کہ غنچے سب دلوں کے کھل گئے
مدّت سے ہم تھے منتظر صد شکر مژدہ آگیا

لو ہو مبارک آپ کو صدر الصدورِ باوقار
اللہ کی رحمت ہوئی تم کو بنایا پیشوا

لازم ہے ہم سب کو یہی دل سے بجا لائیں سپاس
کیا فضل سے رحمٰن نے اپنا حبیب ہم کو دیا

مٹ جائیں گی سب رسمِ بد آثار ظاہر ہو چلے
ہے صدر انعامِ خدا۔ ہے صدر فضلِ کبریا

مذہب سے اب نفرت کہاں بدعت کی وہ شدت کہاں
دونوں کی رخصت ہو چکی دونوں کا لپٹا بوریا

تم خود ہو جیسے باصفا ارکان بھی ویسے ملے
مینائی صاحب معتمد۔ سونے پہ مینا ہو گیا

تم صدر ہو وہ معتمد۔ تم مہر ہو وہ ماہ ہیں
تم دو نے اپنے نور سے اسلام میں بھر دی ضیا

یہ ہے صدارت اور امورِ مذہبی کی انجمن
یہ نظمِ شمسی رات دن ہے گردِ مرکز گھومتا

ساری کشش مرکز کی ہے جس پر ہے سب دار و مدار
ہاں نظم کے اجرام مرکز کے لئے مانگو دعا

سایہ فگن اللہ ہو اور ظلِّ ظلِ اللہ ہو
اسلام کی رونق بڑھے سکّہ جمے اسلام کا

"عثمان علی شاہِ دکن" ہیں نظمِ شمسی کے فلک
تا عرش ان کا اوج ہو آمین اے ربُّ العلا

تیری دولت کی بدولت آج ہے اپنی نمود ‏ تیرے عزّوجاہ پر ہے اپنی ہستی کا مدار
خیر و البتہ ہماری تیری خیریت سے ہے ‏ شاد اگر تو ہے تو ہم بھی شاد ہیں ای صدر یار
شاعری سے منتظم کو واسطہ حاشا نہیں
نظمِ بالا صرف ہی جوشِ مسرّت کا اُبھار

نظم بالا کے شکریہ میں جناب نواب صدر یار جنگ بہادر نے چند اشعار لکھ کر جناب منتظم صاحب کو بھیجے تھے، جن کو موصوف نے مخمس کر کے پھر پیش کیا۔ مناسبِ موقع ہونے کی لحاظ سے ان کو بھی درج کیا جاتا ہے:۔

نظم کس قابل تھی میری اے امیر ابنِ امیر ‏ داد سے ذرّے کو تو نے کر دیا مہرِ منیر
یعنی شکریے میں یوں بھیجی ہی نظمِ بے نظیر ‏ "منتظم صاحب کا حسرت دل سے ہوں منّت پذیر
کس مسرت سے لکھی ہے مدح میری بار بار"

اے حبیب نامور یہ نام ہی محبوب ہے ‏ ہیں ہزاروں تیرے طالب ایک تو مطلوب ہے
داد کا ممدوح کی دیکھو تو کیا اسلوب ہے ‏ "نظم ستھری چست بندش نظم ان کی خوب ہے
ہے بجا اُس پہ اگر ہوں گوہرِ تحسیں نثار"

صدر کل اسلامیان کردہ ترا افعالِ خیر ‏ تو تو ہے خیرِ مجسّم، حال تیرا حال خیر
یا الٰہی حال ثابت ہو ترا یہ فالِ خیر ‏ "میری خدمت کے لئے لاریب ہے یہ فالِ خیر
آفریں فرما ہے اُس پر سیّدِ والا تبار"

تُو دعا کو ہاتھ اُٹھا خیر سے کس صدر کا ‏ اب کہاں مقبولیت، یارا ہی تجھ کو صبر کا
خود اجابت کو ملا موقع یہ اچھا فخر کا ‏ "واسطہ یا رب ترے محبوبِ عالی قدر کا
خوش رہیں دارین میں ممدوح اور مدحت نگار

ہاں دعائے منتظم کر لے قبول اے کارساز ‏ اے حبیبِ نامور تو اور بھی ہو سرفراز

رنج و غم نابود تر فرزند و زن مسعود تر
عاقبت محمود تر خوشنود تر پروردگار

از جناب مولوی محمد حبیب الدین صاحب صغیرؔ اہلکار محکمہ امور مذہبی

کیوں صدر یار جنگ کو دُہری خوشی نہ ہو ہے ان پہ شہ کا لطف و کرم فضلِ رب کے ساتھ
بعدِ خطاب کام کی توسیع بھی ہوئی جو آرزو تھی نکلی وہ عیش و طرب کے ساتھ
کیوں کر خوشی نہ مجھ کو ہو توسیع کی صغیرؔ میں بھی شریکِ بزم مسرّت ہوں سب کے ساتھ
ہر ایک نظم و نثر میں عشرت فزا ہے آج تاریخ پیش کرتا ہوں میں بھی ادب کے ساتھ

اے صدر یار جنگ مبارک ہو آپ کو
توسیع ہو گئی تو عطائے لقب کے ساتھ

۱۳ ھ ۴۱

از جناب مولوی سیّد معین الدین صاحب، منتظم پیشی عالیجناب سابق صدر الصدور صاحب بہادر

گلشنِ اقبال پر چھایا ہے پھر ابرِ بہار تا کرے فرقِ مبارک پر دُرِ غلطاں نثار
اے خوشا اقبال تیرا اے خوشا دورِ نکو سبز ہیں مثل زمرّد دین کے اب مرغزار
ہم لگاتے ہیں پتہ آغاز سے انجام کا حالتِ سالِ نکو بتلاتی ہے اس کی بہار
ملک محروسہ میں یوں مذہب کی بزم آرائیاں کیوں صدارت پر نہ ہو آئینۂ جنّت کا نکھار
قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری سنگریزوں سے ہی چُنتے ہیں جوہر شاہوار
میر عثمانِ علی خاں آصفِ نقّاد نے چُن لیا تجھ کو کہ ہاں تو ہی ہے دُرِّ آبدار
کشتیٔ شوّال میں لو ایک گلدستہ بنا گیارھویں شوّال لائی نذر کو اے دیندار
کر رہے ہیں یہ دعا مذہب کے خیر اندیش سب نذرِ شروانی ہوں سو گلدستے ایسے بار بار

دلا نحیف مسرّت بگو مبارک باد — کہ شان کوکبۂ نصرت و ظفر دارم

چہ نذر جز دلِ عادل بیادگارِ حبیب
کہ در گلیمِ فقیری ہمیں گہر دارم

از جناب مولوی حافظ علی اکبر خاں صاحب شروانی ایم اے رئیس حسن پور ضلع علی گڑھ

مہرِ ملّت را مبارک شوکتِ نصف النہار — کور چشمِ حاسداں را گوشۂ شبہائے تار

ذرّہ ہائے خاک را گنجینۂ انوار کرد — اکتسابِ صد ہزاراں جلوہ ہائے مستعار

در چمن پیکِ نسیم آورد ہنگامِ سحر — بلبلاں را مژدۂ توسیعِ ایامِ بہار

روئے گل چوں سیر دیدن آرزو دارد چمن — آمدِ فصلِ خزاں ناگاہ بودے ناگوار

از لبِ ہر ذرّہ مے آید صدائے العطش — وائے گر از تابِ گرما خشک گشتے رودبار

انتظامِ کارِ دیں ناوردہ تا حدِّ کمال — حیف گر رفتے وطن شروانیِ والاتبار

یادگارے زندۂ از نامدارانِ سلف — قرۃ العینِ دکن صدر الصدورِ نامدار

دیگرے ایں منصبِ اعزاز را شایاں کہ بود — مسند آرائے صدارت گر نبودے صدیار

دستِ دارائے دکن طغرائے فرمانے نوشت — کاستانِ عزتش بوسید کلکِ زرنگار

دانۂ بر چید کاندر دانہ ہا شہوار بود — آفریں بر انتخابِ لاجوابِ شہریار

منکہ از نظمِ ستایش ناجہا بیگانہ ام — حقِ مدحش چوں گزارم جز بحرفِ اعتذار

مہرِ خاموشیم را زخمِ شکستن نامدے — گرمئی دیدم حریفاں را بسر میدانِ کار

سبزۂ بیگانہ گلبانگِ مسرّت می زند — مرغِ گلشن چوں نشیند سرنگوں و شرمسار

اے بسا تقریرِ طولانی کہ شد وجہِ ملال — لاجرم باید نمودن بر دعائے اختصار

یا ربش دل زندہ تر بادا، رواں تابندہ تر — دست بالاتر، قدم پایندہ تر در کار زار

پایہ برتر، علمے ودد آفریں سرگرم تر — چہرہ روشن تر ز نورِ معرفت روز شمار

ہیں پسندیدۂ حضورِ نظام   ان کا کرتے ہیں وہ بہت اکرام
ہے قایم یہ لطفِ عثمانی

ان کے دم سے ہیں مسجدیں آباد   بڑھ گئی ہر طرف خدا کی یاد
ان کی توسیع سے ہے ہر دل شاد   خوش رہے ان کی آل اور اولاد
ان پہ دایم ہو فضلِ رحمانی

ہوا جس دم حمید مدح نگار   نکلے اس کے قلم سے وہ اشعار
جن کا ہر لفظ ہے دُرِ شہوار   کیوں نہ بے مثل نظم ہو یہ شمار
جب ہو ممدوح ایسا لاثانی

از جناب مولوی محمد عادل صاحب قدوسی رکن دائرۃ المعارف

چہ دردِ قوم کز و سینہ پُر شرر دارم   صد اضطراب بہر گوشۂ جگر دارم
بیا و لشکرِ اسلام را علم بردار   کہ خار ہائے حوادث بہ رہ گزر دارم
ہزار آس بمیداں ہمی کشد دل را   اگرچہ شوکت و قوت نہ بال و پر دارم
بلے نہ شیوۂ مردانہ یاس و نومیدی ست   چو دردِ دل بحضوریِ چارہ گر دارم
چرا نہ وصفِ حقیقت کنم دلم دادند   چرا نہ عارفِ نعمت شوم نظر دارم
سزد بنازم اگر بر وجودِ او کز وے   بحرِ علم صدف ہائے پُر گہر دارم
ہزار غنچۂ علم و عمل شگفت ایں جا   ہزار شمع منور زیک قمر دارم
بگو بمحفلِ حکمت نہ شمع نازکند   کہ صدرِ بزمِ ادب صاحبِ ہنر دارم
دراں زماں کہ نیر زد بہائے علم بجو   ادب نواز و ہنر صاحبِ نظر دارم
چہ باک وادیٔ پُر خار گر بر ہ افتد   کہ شمع لطف کسے حاصلِ بصر دارم
چہ صیتِ نغمۂ توسیع داد ہاتفِ غیب   کہ تا ہنوز زذوقش بدل اثر دارم

شیدائی مذہب تھا علامۂ شروانی — لبیک کہا جوں ہی اُن تک یہ صدا آئی
دنیا کی وجاہت کا طالب وہ نہ تھا ہرگز — خالق کی رضا جوئی صرف اس کو دکن لائی
اس بندۂ حق جو نے وہ کام کئے آکر — جن سے چمنِ ملّت میں تازہ بہار آئی
اخلاص بھرے دل سے ہر نخل کو یوں سینچا — ہر لب سے سُنی تحسیں ہر دل میں جگہ پائی
کیوں کر نہ پھلے پھولے کیوں ہو نہ ترو تازہ — وہ باغ جسے سینچیں شروانی و مینائی
شہ نے بھی نہ کی کوئی اعزاز میں کوتاہی — پہلے تو خطاب آیا بارفعت و زیبائی
اب لطفِ شہانہ سے شوّال کی گیارہ کو — توسیعِ دو سالہ سے کی مرتبہ افزائی
اس حق کے فدائی کی توسیع جو کی شہ نے — حق میں ہوئی مذہب کے اک اور مسیحائی

اقبال ہو دن دونا اے شاہِ دکن تیرا
دولت کی رہے تیرے قدموں پہ جبیں سائی

ایضاً

ہے طبیعت میں آج جولانی — نظم لکھتا ہوں ایک لاثانی
سُن لے اس کو کہیں جو خاقانی — ہو کے رہ جائے شرم سے پانی
کیوں کہ ہے اس میں مدحِ شروانی

صدرِ ملّت حبیبِ رحماں خاں — ہیں فرشتہ بصورتِ انساں
ہند ہے ان کی ذات پر نازاں — ان کے اوصاف کس طرح ہوں بیاں
وقت کوتاہ و قصّہ طولانی

عالمِ باعمل ہیں صدر صدور — مایلِ خیر اور شر سے نفور
عابد و زاہد و حلیم و شکور — دل بھی پایا ہے ویسا ہی پُر نُور
جیسی صورت ہے ان کی نورانی

دینِ حق کے لئے کئے وہ کام — ہوئی جس سے ترقیِ اسلام

تہنیت بہر افرازی توسیع خدمت اپیشگاہِ اعلیحضرت شاہِ دکن خلد اللہ ملکہ

از جناب مولوی محمد عبد الحمید خان صاحب پروفیسر فارسی عثمانیہ یونیورسٹی کالج

منّت خدائے را کہ ز فضلِ عمیم او — دل را رسید گوہرِ مقصود گریہ چنگ
شد بہرہ یاب عزّتِ توسیع خدمتش — صدر الصدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ
پایندہ باد دولت و بختِ جوانِ او — چنداں کہ آسمان و زمین را بود درنگ
جاہش مدام و کارِ جہانش بکام باد — آید ہمیشہ پائے بد اندیشِ او بسنگ

سالش حمید از لبِ ہاتف بگوش خورد
"صدرِ صدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ"

ایضاً

اے شاہِ سکندر بخت، اے ثانیِ افلاطوں — اے مایۂ صد نازِ دارائی و دانائی
مذہب کا گلستاں تھا پژمردہ مگر نوبت — اورنگ نشینی کی جس دم کہ تری آئی
تو ابرِ کرم بن کر اس باغ پہ یوں برسا — ہر نخل ہوا تازہ، ہر شاخ ثمر لائی
تھا مدِ نظر لیکن، شاداب یہ ہو اتنا — ہو دیدہ فروز اس کی ہر سبزی و رعنائی
خدمت تھی بہت نازک، موزوں نہ ملا کوئی — تب ہند کی اک شایاں ہستی تجھو یاد آئی
شاہا، ترا کیا کہنا وہ ذات چنی تو نے — مشہور و مسلّم ہے جس کی چمن آرائی
دربار سے جب تیرے پہونچا یہ پیام اس کو — "شمشاد خراماں کن تا باغ بیار آئی"

صدرِ اوّل میں ہے آخر یارِ جنگ　　ہے یہ سلطانِ دکن کا انتخاب

نذر ہے تاریخ یہ سردار کی

شاہِ آصف سر ملا عالی خطاب

۱۳　ھ　۶۱

از جناب ریاض الدین علی صاحب صدّیقی "ریاض"

از راہِ دیں جو عزتِ دنیا ملے ریاض　　رکھتی ہو دو جہان میں وہ ایک خاص رنگ

یعنی وہاں کا حال دکھا دیتی ہے یہاں　　سمجھو اک آئینہ ہے نہیں جس پہ کوئی زنگ

چیزے کہ بے سوال رسد دادۂ خداست　　میرے خدا کے دین کے ہیں لاجواب ڈھنگ

شاہی خطاب سن کے یہ میں نے شگوں لیا

حضرت جہادِ نفس کے ہیں صدر یار جنگ

تاکہ گلشن کا جو روکے ہے صبا | آ نہیں سکتی خزاں ہو راہ تنگ
پانی پیتے ہیں برابر ایک گھاٹ | شیر بکری میں نہیں اب ہوتی جنگ
اک زمانہ محوِ حیرت جس سے ہے | ایک عالم دیکھ کر جس کو ہو دنگ
کون آیا ہے خوشی کس بات کی | مذہبی دنیا میں کیوں ہو شور ؤ شنگ
میں نے گلشن میں صبا سے یہ کہا | ہو یہ سب کس کی بدولت آج رنگ
مست ہے کیوں آج گلشن میں ہر ایک | تو - وہ خوش ہو کر یہ بولی بے درنگ
بس وہی رحمٰن کے ہیں جو حبیب | ہے اُنھیں کے جشن کا یہ شور و شنگ
یہ بھی سُن لو ہیں وہ کس سے فیض یاب | یہ بھی سُن لو وہ کہاں سے لائے رنگ
ظلِ سبحاں میر عثمانِ علی | غیرتِ دارا جو ہیں رشکِ فرنگ
عمر اور اقبال اس کا ہو فزوں | ہے انھیں کے فیض سے سارا یہ رنگ
طول سے کیا فائدہ کلکِ زباں | بلکہ یہ دل سے دعا کر بے درنگ
دین و دنیا میں رہیں صدر الصدور | ہر جگہہ ایسا نیا لائیں یہ رنگ

ہے لکھی بے مثل تاریخِ خطاب
زینت الدارین صدرِ یار جنگ

۱۳ ف ۳۲

از جناب سیّد شاہ یحییٰ صاحب قادری الموسوی سجادہ نشین حضرت شاہ موسیٰ قادری رحمہ اللہ

صدرِ بزمِ اتقا صدر الصدور | ذی ہمم بحرِ کرم والا جناب
دودمانِ علم کے چشم و چراغ | آسمانِ تمکنت کے آفتاب
آپ نے پایا خطابِ ارجمند | بے عدیل و بے نظیر و لاجواب

اعدائے مذہبی سے بھی آگاہ آپ ہیں
ہیں آپ کی نظر میں محبانِ مذہبی

سب کی خبر ہے آپ کو سب جانتے ہیں آپ
جس حال میں ہیں گوشہ نشینانِ مذہبی

اب آپ پر ہی اہلِ مذاہب کی ہے نظر
اب آپ ہی کے ہاتھ ہے میدانِ مذہبی

اونچی دکان والوں کا سب راز کھل گیا
خانہ نشیں ہیں دین فروشانِ مذہبی

سر رشتۂ امورِ مذاہب کے آپ صدر
ہیں آپ ہی تو باعثِ احسانِ مذہبی

سرتاج مذہبی ہیں خدا رکھے آپ کو
ہے نام آپ کا سرِ دیوانِ مذہبی

بس ختم کر صغیر دعا حق سے مانگ اب
قایم رہے یہ مہرِ درخشانِ مذہبی

قطعہ تاریخ

رحمٰن کے حبیب کو شہ نے دیا خطاب
کیوں کہ نہ سب کے دل میں مسرت کی ہو امنگ

کہہ دے یہ تو بھی مصرعِ سالِ خوشی صغیر
صدرِ امورِ ملک لقب صدر یار جنگ

۴۱ ھ ۱۳

از جناب قاضی محمد حسین نواز خاں صاحب قاضی بلدہ اورنگ آباد

آج کیوں اتراتی آئی ہے صبا
آج گلشن کا نرالا کیوں ہے رنگ

ہر طرف نغمہ سرا ہیں بلبلیں
ہر طرف بس ہے نیا نغمے کا ڈھنگ

ہر طرف غل ہے مبارک باد کا
ہر طرف سب کھیلتے ہیں آج رنگ

ہر طرف ہے بلبلوں کا جمگھٹا
ہر طرف گل بھی کھلے ہیں رنگ رنگ

ہر طرف شاخیں جھکی بہرِ رکوع
ہر طرف یا ربنا کا شور و شنگ

ہر طرف ہر شخص ہے محوِ سرور
ہر طرف مستِ چمن دل کی امنگ

واعظ ہیں نیکیوں کا سراپا نمونہ ہیں
ہے ان کے دم سے رونقِ دیوانِ مذہبی

منصف مزاج و خلق مجسّم ہے ان کی ذات
سب خوش ہیں ان سے پیر و جوانانِ مذہبی

ہیں ہم زبان ان کے ہی سب محکمہ کے لوگ
ہیں ہم خیال ان کے سب ارکانِ مذہبی

اختر[۱] ہیں معتمد تو مددگار نجم[۲] ہیں
دونوں ہیں نورِ مہرِ درخشانِ مذہبی

مذہب کے خیر خواہ - بہی خواہِ ملک ہیں
پوشیدہ ان کے دل میں ہے ارمانِ مذہبی

ہے صدرِ انجمن کا ہی آئینہ انجمن
وہ جسمِ مذہبی ہیں یہ ہیں جانِ مذہبی

کیوں کر نہ رائے معتمدی کی لطیف ہو
پاکیزہ پاک دل ہیں مشیرانِ مذہبی

ہے صدرِ مذہبی کی یہ سب نیک نیتی
ہمدرد مذہبی ہیں جو ارکانِ مذہبی

کیوں کر نہ ان کا شاہ کو ہر کام ہو پسند
محنت سے کام کرتے ہیں ارکانِ مذہبی

شہ نے خطاب ان کو دیا صدر یار جنگ
شان ان کی کیا بڑھی کہ بڑھی شانِ مذہبی

ہیں جمع آج جشنِ عطائے خطاب میں
عمّال مذہبی مع ارکانِ مذہبی

بیخود ہے خوشی سے ہیں کرتے ہیں شکرِ شاہ
ہیں شاد کام بادہ پرستانِ مذہبی

اے صدرِ مذہبی ہو مبارک تمھیں خطاب
کام آئی اب دعائے گدایانِ مذہبی

کس مُنہ سے یہ صغیر ثنا آپ کی کرے
ہیں آپ ایک مہرِ درخشانِ مذہبی

ہوں خانہ زادِ مذہب و ملت قدیم سے
سایہ فگن ہے مجھ پہ بھی دامانِ مذہبی

خدماتِ مذہبی سے تعلّق مجھے بھی ہے
ہوں میں شریکِ حلقہ بگوشانِ مذہبی

بچپن سے مجھ صغیر کو مذہب کا عشق ہے
پیوستہ میرے دل میں ہے پیکانِ مذہبی

مجھ کو بھی حق ہے آپ کی مدحت سرائی کا
اجداد تھے مرے بھی ثنا خوانِ مذہبی

رونق فزائے انجمنِ مذہبی ہیں آپ
سرسبز آپ سے ہے گلستانِ مذہبی

اصلاحِ مسلمیں کی نہ کیوں آپ کو ہو فکر
ہوتی ہے اس سے قوّتِ ایمانِ مذہبی

سارے دکن کے اہلِ مذاہب ہیں ان سے خوش
سب پر ہے نورِ نیرِّ تابانِ مذہبی

[۱] مولوی لطیف احمد صاحب بی اے معتمد امور مذہبی سرکارِ عالی [۲] مولوی محمد نجم الدین خاں صاحب مددگار امور مذہبی ۱۲

از جناب محمد حبیب الدین صاحب صغیر اہلکار محکمۂ امورِ مذہبی سرکارِ عالی

صد شکر ہے دکن میں عجب شانِ مذہبی — ہر قصر سے بلند ہے ایوانِ مذہبی
شاہِ دکن کی خاص توجہ سے آج کل — ہر طرح سے درست ہیں سامانِ مذہبی
دل بستگی ہے شاہ کو مذہب سے اس قدر — جاری ہمیشہ ہوتے ہیں فرمانِ مذہبی
کیوں کر نہ بلبلانِ مذاہب کو ہو خوشی — آباد ہے دکن میں گلستانِ مذہبی
بازارِ کائنات میں دیکھو جو غور سے — چلتی دکاں ہے ایک ہی دکّانِ مذہبی
ہیں عرصہ ہائے کارِ جہاں اک سے اک وسیع — لیکن بڑا وسیع ہے میدانِ مذہبی
مذہب کا جس کو عشق ہے کچھ اس کو لطف ہے — ہے درد ہی میں لذّتِ درمانِ مذہبی
واقف ہیں اہلِ دل کہ کتابِ الست کا — دیباچہ ہے عبارتِ عنوانِ مذہبی
سارے جہاں میں ذرّہ نوازیٔ شاہ سے — ہے روشنیٔ مہرِ درخشانِ مذہبی
ہیں مذہبی فیوض سے لاکھوں ہی فیض یاب — پھیلا ہوا جہاں میں ہے فیضانِ مذہبی
مذہب کا خاص ہے شہِ ذی جاہ کو خیال — کہنا بجا ہے اس کو ہی سلطانِ مذہبی
پہلے یہ کب تھی محکمۂ مذہبی کی شان — پہلے کب اتنا جمع تھا سامانِ مذہبی
کب تھا وزیرِ محکمۂ مذہبی کوئی — کب کوئی حکم ہوتا تھا شایانِ مذہبی
کب مذہبی اُمور کی شہرت تھی ملک میں — تھا کون ایسا طابعِ فرمانِ مذہبی
ادنیٰ کرشمہ ہے شہِ عُثماں کے عہد کا — رشکِ چمن بنا ہے بیابانِ مذہبی
اب مذہبی کے حکم پہ جھکتی ہیں گردنیں — ہے سب کے دل میں وقعتِ اعلانِ مذہبی
رحمٰن کے حبیب ہیں اب مذہبی کے صدر — یہ روحِ مذہبی ہیں یہی جانِ مذہبی
ہیں مذہبی اُمور کے موزوں یہ ہر طرح — اوصاف سے ہے حسن کے عیاں شانِ مذہبی
قدسی صفات اور تقدس مآب ہیں — سچ تو یہ ہے کہ ہیں یہی شایانِ مذہبی

از اعتلائے پایہ ازیں پیش در دکن — صدر الصدور بود بفرمانِ شہریار
بر پایۂ صدارتِ عالیہ اش فزود — ایں پایۂ خطاب شرف بخش کردگار
گفتم بہ اہلِ ہوش کہ شہ قدردانِ اوست — باشد چنیں مراتبِ خاصانِ شہریار
در ہند بحرِ دولت او موجزن بود — اندر دکن بود ز علومش رواں بحار
از دست گاہِ دولت و سرمایۂ علوم — باشد شہیر در ہمہ اعیانِ نامدار
باشد حبیبِ حضرتِ رحمٰن ز حُسنِ خُلق — دارد نظر بطالعِ او لطفِ کردگار
ایں خدمتِ صدارتِ عالیہ دیں خطاب — زیباست با وجاہتِ نوابِ نامدار
آنرا کہ عزِّ دولت و جاہ و حشم بود — برتر بود بعزتِ دیں از ہمہ کبار
در کشورِ دکن ز حکیمانہ رائے وے — محکم بنائے شرعِ متین است استوار
ہنگام وعظ خود بہ مجامع ہمی کند — از پاسِ شرع آگہی از حکمِ کردگار
نُطقش گواہِ قوّتِ درّاکہ اش بود — جائے کہ از بدیہ مضامین ست لکچرار
دنیا محلِّ عبرتِ اہلِ نظر بود — اور است از حقایقِ کونیہ اعتبار
از قاضیِ وقار بود بر سجلِّ دہر — بر حلمِ او شہادتِ تمکین کوہسار
فتویٰ نویس زہد باصلاحِ نفسِ خلق — از پاسِ امرِ شرع بہ نہیش نہد مدار
علّامۂ زمانہ و فہّامۂ بود — کز علم و فہم اوست بعلم و حکم فخار
در سینہ اش بحارِ علوم اند موجزن — می افگند بہ مَوجِ نفس دُرِّ شاہوار
ذاتش کہ مظہریست شیونِ کمال را — بینی صفاتش آئینۂ سرِّ کردگار
عقلش کلیدِ قفلِ درِ معضلاتِ علم — فکرش بہ فتحِ بابِ عویصات دست یار
تہنیتِ خطابِ ہمایونش آصفی — گویند از طرب چہ صغار اند و چہ کبار

یارب ز حادثاتِ زمانش نگاہ دار
چشمِ بدش مباد ز حسّادِ روزگار

ماہِ کامل ار بپوشد روے خود را باک نیست   روشن از انوارِ روے تو شبِ دیجور باد
ہر شرف کز پردۂ تقدیر می آید بروں   در حصارِ ہمتِ تو جاوداں مستور باد
چشمِ الطافِ تو بادا دیدبانِ بیکساں   دستِ فیضِ تو مسیحائے دلِ رنجور باد
در معمائیکہ فکرِ عاقلاں ششدر بود   کمترین فکرِ تو در تشریحِ آں منصور باد
اعتمادِ رائے تو خواہد کہ در ہر مشکلے   آنچہ منظورِ تو باشد شاہ را منظور باد
مرگ خود می خواست حاسد من حیاتش خواستم   تا کہ در اقبال و جاہت زندۂ در گور باد
سعی تو چنداں کہ باشد بہرِ کارِ دیں بود   پیشِ داور روزِ محشر سعی تو مشکور باد
گاہ در ذکر و عبادت گاہ در فکرِ عباد   دائما اوقات تو یارب چنیں معمور باد
از نفاذِ امرِ تو پیدا بود سرِ قضا   معنیِ لفظِ قدر در رائے تو مسطور باد
مقتضائے طبعِ تو چوں محض نیکوئی بود   ہر چہ در امکاں بود عزمِ ترا مقدور باد
بر مرادِ جودِ تو گر عالمے را زر دہند   ہر گدائے بے نشاں قارون صفت گنجور باد
با عروجِ دنیوی ہم پیشوائے دیں توئی   نامِ تو بر صفحۂ ہستی بزر مسطور باد
حلِ ہر مشکل کنی آساں بوقتِ اختلاف   رائے تو در کارِ ملت رہبرِ جمہور باد
دولت و اقبال را باشد بہ بختِ تو قراں   وز رخِ ایامِ تو گردِ حوادث دور باد
نیک خواہِ تو سزاوارِ نعیمِ خلد باد   بدسگالِ تو بپاداشِ عمل مقہور باد
چہرۂ اقبالِ تو تاباں بود چوں آفتاب   گر ز خفاشی نہ بیند خصمِ تو معذور باد
از خطا عاری بود فکرِ صواب اندیشِ تو   نکتۂ تحقیقِ تو بہرِ عمل دستور باد

این خطاب از شہ مبارک باد دہر روزت چنیں
دل بنقدِ کامرانی خرم و مسرور باد

از جناب مولوی محمد عبدالجبار خاں صاحب آصفی ۔ مددگار معتمد صرفِ خاص شاہی

دادند دوش مژدہ کہ شد صدر یار جنگ   شروانیِ گزیدۂ اعیانِ روزگار

گفت شوقی سنہ سرافرازی
اوجِ کوکب خطابِ عثمانی

۱۳ ھ ۴۱

از جناب مولوی سید اشرف علی صاحب اشرف مفتی بلدہ

صدّیق نے دیا ہے صداقت میں ان کو رنگ
فاروق نے سکھائے عدالت کے خوب ڈھنگ
شیرِ خدا نے قوّتِ بازو سے دی مدد
عثمان سے خطاب ملا صدر یار جنگ

از جناب سیّد اظہر حسین صاحب حیدرآبادی

شد از شہِ دکن چو سرافرازیِ خطاب — ہر دل شگفت و واشدہ چوں غنچہائے تنگ
صدر الصدور محکمۂ احتساب ہم — بر جائے خویش برد ازیں لطف خاص رنگ
ہجر بیت سال از لبِ ہاتف بہ یادگار
نامی خطاب پاک زہے صدر یار جنگ

۱۳ ھ ۴۱

از جناب مولوی غلام محمد صاحب خطیب مکّہ مسجد حیدرآباد

ایکہ در عالم بہ نیکی نامِ تو مشہور باد — ذکرِ تو در بزمِ پاکانِ جہاں مذکور باد
تا جہاں را نقش باشد نامِ بر لوحِ وجود — حرفِ احسانِ تو بر لوحِ زماں مسطور باد
در حریمِ قربتِ یزداں عبادت گاہِ تو — ہر انوارِ تجلّی ہم عنانِ طور باد

آنی کہ شد ز ذکرِ تو آفاق پُر صدا آنی کہ شہد مدح و ثنائے تو خلق را
شیریں نمود کام و دہن صدر یار جنگ!

آنی کہ از جبینِ تو نورِ خدا عیاں واندر دلِ کریم تو حُبِّ نبی نہاں
ہمچو دلِ اویس قرن، صدر یار جنگ!

بگزید مرترا نظرِ دور یاب شاہ کو ملک راست پشت و پئے دین حق پناہ
عثمان علی شاہِ زمن، صدر یار جنگ!

طلبید و کرد مسندِ ملّت مقام تو دادہ زمام دیں بہ کفِ انصرام تو
تا باشد از تو سدِّ فتن، صدر یار جنگ!

بردی چو رنجہا پئے نشرِ علوم دین کردی چو سعیہا بہ قیامِ رسوم دین
از جان و دل بسرّ و علن، صدر یار جنگ!

بر اوج عزّت و شرفِ دیگرت نشاند بر ترکشید پایۂ قدرت، ترا چو خواند
جمجاہ شہریارِ دکن "صدر یار جنگ"

در فکر سال ایں شرفِ تازہ بد حمیدؔ ناگہ بگوشش از لبِ ہاتف ندا رسید
"صدرِ صدور ملکِ دکن صدر یار جنگ"

۱۳۳۶ھ + ۵
۱۳۴۱ھ

از جناب حافظ محمد احسن صاحب شوقی رائے بریلوی

حبذا صدر یار جنگ چو شد شیر یزداں جنابِ شروانی
یعنی صدر الصدور عالیجاہ مولوی حبیب رحمانی
از حضورِ شہِ فلک رفعت رحمتِ ملک و ظلِ سبحانی
باد میموں مبارک و مسعود ایں خطابِ عطائے سلطانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تہنیت سرفرازیِ خطاب از پیش گاہِ اعلیٰ حضرت خسروِ دکن خلّد اللہ ملکہٗ

از جناب نواب فصاحت جنگ بہادر حافظ جلیل حسن صاحب جلیلؔ، استاد خسروِ دکن

زیبا ہے آپ ہی کے لئے صدر کا خطاب — اے صدرِ دیں فرید زمن صدر یار جنگ
علم و عمل میں فقہ میں تقوے میں زہد میں — ہیں آپ ہی وحیدِ زمن صدر یار جنگ
خطِ جلی میں ہے ورقِ روزگار پر — لکھا ہوا "سید زمن صدر یار جنگ"

تاریخ اس خطاب کی ہے ہدیۂ جلیلؔ
"علامہ و رشید زمن صدر یار جنگ"

۱۳ ھ ۶۱

از جناب محمد عبد الحمید خاں صاحب پروفیسر فارسی عثمانیہ یونیورسٹی کالج

اے آں کہ ہست ذاتِ تو مرشرع را قوام — دین یافتہ ز رائے رزینِ تو انتظام
اندر دکن بوجہ حسن صدر یار جنگ

دل سوزی اور متانت و وقار کا جلوہ ہمیشہ نمایاں رہے گا اور ہمارے عزیز طلباء کی پیشانیوں میں مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ ساتھ ادب و سعادت کا نور ہمیشہ تاباں رہے گا جو تعلیم قدیم کا سرمایۂ ناز ہے اور اس طرح جامعۂ عثمانیہ کی تعلیم قدیم و جدید دونوں تعلیموں کی برکتوں اور خوبیوں کا مجموعہ ہوگی اور اُس کے شاندار نتائج چاردانگ عالم میں اپنا کوسِ عظمت بجائیں گے ؎

یارب ایں آرزوئے من چہ خوش ست

تو بدیں آرزو مرا برساں

اب میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اعلیٰ حضرت خسروِ دکن میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع کو سالہائے دراز تک صحت و قوت کے ساتھ صراط مستقیم اور تخت سلطنت پر قائم رکھے اور اُن کے اعزاز و جاہ و اقبال میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور خاندانِ شاہی کو باصد جاہ و جلال اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

محمد حبیب الرحمن خاں شروانی
نائب امیر جامعہ عثمانیہ

پنج شنبہ غرۂ ذی الحجہ
۱۳۳۷ھ

سب سے بڑا فیض ہی، تعلیم ملکی زبان میں ایک ایسا دل کش خواب تھا جو برسوں ہمارے ملک میں دیکھا گیا۔ مبارک عہدِ عثمانی کی کیسی برکت ہی کہ ہم اُس روح پرور خواب کی تعبیر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ؎

مہ مصرست داغ از رشکِ مہتابے کہ من دیدم
زلیخا کور شد در حسرتِ خوابے کہ من دیدم

اعلیٰ حضرت خسروِ دکن خلّد اللہ ملکہٗ کی سرپرستی میں مجلسِ اعلیٰ، رفقا اور اساتذہ کا یہ مجمع اس لئے قائم ہوا ہی کہ نعمتِ علم کو زیادہ سہل الحصول اور زیادہ سریع الفہم بنا کر (جس طرح حضور ملکِ معظم قیصرِ ہند نے اپنے شاہی پیام میں فرمایا تھا) "علم اور اُمید کی کرنیں غریبوں کی جھونپڑیوں تک پہنچا دیں"۔ یہ کام بہت مشکل تھا اور ہی، لیکن اعلیٰ حضرت کی شاہانہ سرپرستی اور توجہ، سرکارِ عالی کے محکمۂ تعلیمات کی جانفشانی اور ارکانِ دار الترجمہ کی محنت و عرق ریزی نے اس دشوار گزار مرحلہ کو اس قدر آسان کر دیا کہ آج ہمارا پہلا قافلہ بخیر و خوبی جادہ پیما ہوتا ہی، خدائے تعالیٰ اُس کو منزلِ مقصود تک صحیح و سلامت پہنچائے۔

جامعۂ عثمانیہ کی آیندہ نیک نامی اور کامیابی کا زیادہ تر دار و مدار اُس کے محترم اساتذہ اور عزیز طلبا کی کوششوں پر ہی۔ جامعۂ عثمانیہ کے حکام نے پوری کوشش لائق اور فاضل علما کے فراہم کرنے میں کی ہی۔ اور منشورِ خسروی نے علومِ ظاہری کے ساتھ علمِ دین اور اخلاقیات کو لازم قرار دیا ہی۔ لہٰذا یہ توقع بالکل بجا ہی کہ ہمارے اُستادوں کی تعلیم میں علومِ جدیدہ کی وسعت اور نئے اعلیٰ اصولِ تعلیم کے دوش بدوش قدیم استادوں کی شفقت و

جامعۂ عثمانیہ کا خطبۂ افتتاحیہ

حضرات ارکانِ مجلسِ اعلیٰ، معزز رفقا، دیگر معززین، اساتذۂ کرام اور عزیز طلبا !
آج کا مبارک دن ایک تاریخی دن ہے اور غرۂ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ کو اعلیٰ حضرت آصف جاہ سابع خسرو دکن خلّد اللہ ملکہ کے عہدِ ہمایوں کا وہ علمی کارنامہ شروع ہوتا ہے جو بفضلِ خدا صدیوں تک یادگار رہے گا۔ اس سرزمین میں مدتہائے دراز سے رودِ موسیٰ جاری ہے، جامعۂ عثمانیہ کا یہ چشمۂ فیض رودِ عیسیٰ بن کر مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور جہالت کے مریضوں کو شفا بخشنے میں اعجازِ مسیحا دکھلائے گا، جس طرح خلیفہ ہارون الرشید کے بیت الحکمۃ اور خواجہ نظام الملک طوسی کے مدارس بغداد و نیشاپور کے مدارس نظامیہ کا نام صدہا برس گزر جانے پر بھی آج تک روشن ہے، اسی طرح جامعۂ عثمانیہ کے دارالترجمہ اور درسگاہوں کے کارنامے صفحاتِ تاریخ کو صدیوں تک منوّر و درخشاں رکھیں گے۔
انشاء اللہ العزیز۔

حضرات ! علم بہت بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کو بنی نوعِ انسان میں پھیلانا

و

غزلوں میں حافظ شیراز کا سوز و گداز، عذوبت و سلاست اور چستی و پختگی موجزن نظر آتی ہے۔

آپ کا کتاب خانہ شایقین علم کے لئے حیات کدہ ہے مختلف علوم و فنون کے صدہا طلا و مذہب نایاب قلمی نسخے اس میں موجود ہیں، اور فارسی کا تو اتنا نادر اور مکمل ذخیرہ ہے کہ ہندوستان کے کسی کتاب خانہ میں بہ مشکل ملے گا۔

تحریر کی طرح تقریر میں بھی آپ کو کمال حاصل ہے، بیان نہایت دل چسپ فصیح اور عالمانہ ہوتا ہے۔ باریک سے باریک نکات کو عام فہم زبان میں بے تکلف ادا کرنے کا ملکہ قدرت نے خاص طور پر عطا فرمایا ہے۔

سنہ ۱۳۴۴ھ میں بہ قصد حج و زیارت، حجاز تشریف لے گئے۔ سلطان ابن مسعود ملک حجاز نے بمبئی سے لے کر واپسی ہند تک جو احترام ملحوظ رکھا اور سفر و حضر میں راحت و آسائش کے لئے جتنا اہتمام کیا وہ کسی والی ملک کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔

سنہ ۱۳۴۸ھ میں بعض مصالح کی بنا پر صدرالصدوری کے عہدۂ جلیلہ سے مستعفی ہو کر مراجعت فرمائے وطن ہوئے اور خسرو دکن خلد اللہ ملکہ نے ساڑھے سات سو روپئے ماہوار وظیفۂ حسن خدمت سے سرفراز فرمایا۔

خاکسار

محمد عبدالحی خاں

اتنا اعتماد رہا ہے کہ جاگیرات پائیگاہ کے تصفیہ کے لئے جب ایک کمیشن کا تقرر اس صورت سے منظور فرمایا گیا کہ اس کے دو رکن دولت آصفیہ کے اعلیٰ عہدہ دار ہوں گے اور ایک رکن گورنمنٹ آف انڈیا کا نامزد، تو فرمانِ خسروی کے ذریعے سے اس کی رکنیت کی عزت آپ کو عطا ہوئی۔

نواب نظامت جنگ بہادر سابق وزیر سیاسیات کی یہ رائے مبنی بر حقیقت ہے کہ:

"نواب صدر یار جنگ کی لیاقت، استعداد، دیانت و متانت کا آدمی حیدرآباد تو کیا ہندوستان میں نہیں مل سکتا۔"

سنہ ۱۳۴۰ھ میں جب آپ دارالعلوم دیوبند کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو مہتمم دارالعلوم کی حیثیت سے جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی نے جماعتِ علما کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے آپ کی حق پرستی، پابندیِ شریعت اور علمی فضیلت کا شاندار طریقہ پر اعتراف فرمایا، علمائے دیوبند کی طرف سے کسی ہستی کے ان اوصاف کا اعتراف گویا تمام ہندوستان کی علمی جماعتوں کا اعتراف ہے۔ یہی احترام آپ کو علمائے ندوہ کے حلقہ میں حاصل ہے۔

یوں تو آپ کی تصنیفات نہایت قابل قدر اور خوبی زبان و ادب کا بہترین نمونہ ہیں لیکن علمائے سلف اور نابینا علما بہت معرکۃ الآرا کتابیں ہیں جن سے آپ کی معلومات و مطالعہ کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شاعری کا ذوق اور مشق بھی دیرینہ و مکمل ہے، حسرت تخلص فرماتے ہیں، اردو و فارسی دونوں میں مشقِ سخن ہے۔ خمخانۂ جاوید میں آپ کا تذکرہ اور کلام شائع ہو چکا ہے۔ فارسی

نواب فضیلت جنگ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب مرحوم صدر المہام امور مذہبی کی رحلت کے بعد جب ان کی جانشینی اور شعائر اسلامی کے تحفظ کے لئے ایک موزوں ترین شخصیت کے انتخاب کی ضرورت داعی ہوئی تو آپ کے اتقا، اتباع شریعت اور علم و فضل کی شہرت کی بنا پر اعلیٰ حضرت خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کی جوہر شناس نظر نے اس عہدۂ جلیلہ پر آپ کو مامور فرما کر اپنے حسنِ انتخاب سے مسلمانان ہند کے دل مسخر کر لئے۔ اس مہتم بالشان عہدہ کے فرائض بارہ سال تک جس قابلیت سے آپ نے انجام دیئے اور مسلمانوں کی مذہبی اصلاح اور اخلاقی ترقی کے لئے جو کچھ کیا اُس کی تفصیل کے لئے ایک مستقل رسالہ چاہیے۔

عثمانیہ یونیورسٹی جو ایک امتیازی خصوصیت کی سرمایہ دار ہے اپنی آخری تشکیل و تکمیل خصوصاً شعبۂ دینیات کے قیام اور الحاق میں آپ ہی کے بہم دماغ سوزیوں کی رہین منت ہے یہ کام صدر الصدوری کا جائزہ لیتے ہی بارگاہِ خسروی سے تمام و کمال سپرد ہو کر آپ کی رائے اور صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ یونیورسٹی کے مصلحت شناس تاریخ نگار اس کا ذکر کریں یا نہ کریں لیکن یہ واقعہ اپنی جگہ پر ہے کہ تمام مراحل و منازل کو عبور کر لینے کے بعد آپ ہی کی آخری عرضداشت پر بارگاہِ جہاں پناہی سے یونیورسٹی کو چارٹر عطا ہوا۔ از روئے فرمانِ مبارک اس کا افتتاح بھی آپ ہی کے دستِ مبارک سے ہوا۔ اور کئی سال تک اس کے سب سے پہلے وائس چانسلر آپ ہی رہے۔ افتتاح کے وقت جو جامع اور مانع خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا وہ آپ کی روشن خیالی اور ادبی قابلیت کا بہترین آئینہ ہے جو آخر دیباچہ میں درج ہے۔

اعلیٰ حضرت شاہِ دکن خلد اللہ ملکہ کو آپ کی معاملہ فہمی، دیانت اور بے لوث طرزِ عمل پر

سفرِ حج سے واپسی وغیرہ کے موقعوں پر بھی ان تبریکی نظموں کے پھول برسائے گئے۔ محامدِ حبیب اخلاص وعقیدت کی انہی پھولوں کا گلدستہ ہے جس کو اربابِ سخن کے اعترافِ کرم اور اظہارِ تشکّر کے طور پر اب شائع کیا جا رہا ہے۔

نواب صاحب ممدوح کو اوائل سن سے علم وفن کے ساتھ طبعی لگاؤ تھا، انتہائی فارغ البالی اور مرفہ الحالی کے ماحول میں پرورش پانے کے باوجود آپ ہمیشہ علمی مشاغل میں منہمک رہے اور تحصیل علم کی دشوار گزار گھاٹیوں کو پورے شوق واستقلال کے ساتھ عبور کیا۔ علوم عربیہ کا بڑا حصّہ حضرت اُستاذ العلما مفتی محمد لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد رشید جناب مولانا محمد عبد الغنی خاں صاحب مرحوم رئیس قائم گنج ضلع فرخ آباد سے پڑھا جن کی فیض صحبت اور حسن تربیت نے استعداد فطری کے جوہر کو اور چمکا دیا۔ اس کے بعد بعض فنون کی تکمیل حضرت مفتی صاحب مغفور جیسے وحید العصر فاضل سے فرمائی۔ ان نفوس قدسیہ کے اثرِ صحبت، ذاتی شوق مطالعہ، اور مشغلۂ تالیف وتصنیف نے آپ کی وسعتِ نظر اور قابلیت علمی کو معراجِ کمال پر پہنچا دیا۔

آپ کی زندگی ابتدا سے اب تک خالص اسلامی زندگی کا قابلِ تقلید نمونہ رہی ہے حسن اخلاق، اہل علم کی سرپرستی، خدمتِ خلق آپ کا دیرینہ شعار چلا آرہا ہے۔ مسلمانوں کی علمی اور مذہبی ترقی کے لئے آپ نے اپنی گراں مایہ عمر کا بڑا حصّہ وقف رکھا۔ اس وقت بھی آپ ندوۃ العلما کے رکن رکین، مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممبر، اُس کی شاخ دینیات کے صدر، اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے آنریری سکرٹری ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالی جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی مدظلہ العالی کی مشہور و ممتاز شخصیت کسی تعارف و ستائش کی محتاج نہیں۔ خاندانی عظمت، ملّتِ بیضا کی خدمت و حمایت، علمی فضیلت اور عالمِ باعمل ہونے کے لحاظ سے وہ طبقۂ امرا و علما دونوں کے فردِ فرید مانے جاتے ہیں۔

ہر دل عزیزی کا یہ عالم ہو کہ ہر ایسی تقریب پر جس کا تعلق آپ کی گرامی ذات سے ہو سب طرف سے مبارک باد کا غلغلہ بلند ہوتا ہو اور ہر طبقے کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں تہنیت ادا کرتے ہیں۔

عہدۂ صدرالصدوری پر فائز ہوئے تو دُور و نزدیک کے مخلصین و احباب نے اُردو فارسی، عربی میں تہنیتی قصائد، قطعات اور رباعیات لکھ لکھ کر نذر کیں جو آئینۂ محاسن کے نام سے عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد خطاب سے سرفرازی، توسیع خدمت

مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللّٰہَ

الحمد للہ کہ

مجموعۂ قصائد و رباعیات و قطعات شعرائے ہند و دکن

آئینۂ محاسن

حصّۂ دوم

فضیلت پناہ شریعت دستگاہ حقائق آگاہ عالم با عمل
فاضل بے بدل ممدوح ذی شان جناب مولانا مولوی
محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی ادام اللہ فیوضہ العوانی

بہ ترتیب و تالیف

علیا جناب نفیس دلہن صاحبہ آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

در مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ طبع شد

دیر ست جان شیریں محصور گشتہ ماند
تنگ آمدست زاین سان یکلخت زندگانی

محصور ہوگئی ہے اس درجہ جان شیریں
تنگ آگئی ہے مجھ سے امید زندگانی

این آتش الٰہا چوں التہاب دارد
نطقِ من ست ہر دم با شعلہ ہمزبانی

سینے میں آگ غم کی کچھ اِس طرح ہے بھڑکی
ہے بات کو بھی میری شعلہ سے ہمزبانی

چشمِ نوازش تو بادِ مسیح باشد
داروے دردِ دل کن ہر آنچہ میتوانی

چشم کرم تمہاری عیسیٰ نفس اگر ہے
ہوجائے مجھکو حاصل پھر تازہ زندگانی

باد بہار افزا در گلشن عدالت
ابر کرم بعالم در منفعت رسانی

گلزار معدلت کے باد بہار ہو تم
ابر کرم کی عادت ہے منفعت رسانی

زاں پس امیدوارم از فیض بخششیٔ تو
باشد رہینِ چشمِ فیاض ناگہانی

احسان ناگہاں کا امیدوار ہوں میں
پھر کیوں کروں نہ مجھ پر احسان ناگہانی

سید محمد مرتضےٰ متخلص بہ شمیم

قطعہ

للہ الحمد بہ فرمان خداوند جہاں
ہست ہر مشکل و دشوار بلطفش آساں

للہ الحمد بہ فرمان خداوند جہاں
ہوتی آئی ہے ہر اک مشکل انساں آساں

آتش از جوشش حرارت بہ ہوا سرد شود
خاک خشک است کہ تر گردد از آب باراں

سرد کرتی ہے ہوا آکے زباں آتش کی
خشک مٹی کو جو تر کرتا ہے آب باراں

شب تاریک ز مہرِ سحر آمد بہ فروغ
روز از تیرگی شب بدر آید رخشاں

ختم ہوجاتا ہے جب روز تو شام آتی ہے
نکل آتا ہے شب تیرہ سے روز رخشاں

ناظم ضابطہ میخواست نظام عالم
دَورِ آراستہ می جُست زمانِ دوراں

تھی ضرورت کہ سدھر جائے نظام عالم
دور خوبی کا طلبگار تھا دَورِ دوراں

قطعۂ منظوم

بحضرت مولنا مولوی حبیب الرحمان خاں صاحب شروانی وزیر امور مذہبی
بلدۂ دکن مدفیضہ العالی

اے محسن زمانہ فرزانۂ یگانہ
اے محسن زمانہ فرزانہ یگانہ

نازد بذات والا آئینِ کاروانی
سمجھا ہے کچھ تمہیں نے آئینِ کاروانی

در بارگاہِ عیشت زہرہ بہ نغمہ گوئی
زہرہ کو نغمہ گوئی ہے بزم میں تمہاری

بر پایۂ مسندِ تو کیواں بہ پاسبانی
حق ہے تمہارے در پہ کیوان کی پاسبانی

جام جم است گویا آئینۂ طبیعت
ہے جام جم تمہارا آئینۂ طبیعت

موجے ست پُر ز معنی رائے تو در روانی
موج رواں ہے گویا ہر رائے پُر معانی

جز تو دِگر نسنجد آئین نغمہ سنجی
آئین شعر فہمی تم خوب جانتے ہو

در نظم کس ندارد چوں من گہر فشانی
میں خوب جانتا ہوں طرز گہر فشانی

رنجور گشتہ ام من از روزگار زیں سال
کچھ اس طرح فلک نے رنجور کر دیا ہے

آرے نماند مارا نیروے زندگانی
آگے نہیں رہی اب کچھ تاب زندگانی

از بخت کامگارم دولت قرینِ من بود
خوش بختیوں سے حصہ مجھکو بھی کچھ ملا تھا

صد گونہ جمع خاطر با عیش و کامرانی
حاصل کبھی مجھے بھی تھا عیش و کامرانی

ناگاہ تند بادے بشکست رنگ دیگر
لیکن جا کچھ ایسا پھر انقلاب کا رنگ

برہم زد آنہمہ را ایں دورِ آسمانی
آنے لگے یکایک آفات آسمانی

زیں حادثہ کہ آمد غمگین و ناصبورم
اس حادثہ سے ایسا غمگین ہوں کہ اب ہے

ہر آن بینوائی ہر وقت خستہ جانی
ہر وقت بے نوائی ہر وقت خستہ جانی

جھوٹی تعریف ہی بے شبہ خوشامد کی دلیل — سچے اوصاف کا اظہار۔ صداقت کا نشاں

تجھ پہ یہ فضل خدا ہے کہ دیا ہی سب کچھ — علم دین و عمل و ہمت و بذل و احساں

ضعف حالت سے نہ تھی مجھ میں سفر کی طاقت — کھینچ لایا ہے ترا شہرۂ اکرام یہاں

من فدای تو۔ یہ جاں ہی تری قدموں پہ نثار — کر چکا دل تو۔ میں اک خاص ادا پر قرباں

یاد ہے مجھکو وہ آفت کہ خدا پھر نہ دکھائے — یاد ہیں مجھکو وہ الطاف وہ رحم و احساں

مَیں ترے حلقہ بگوشوں میں نہ کیوں ہوں داخل — سچ ہی ارشاد الاِنسان عبید الرحماں

ہاتھ خالی نہیں آیا ترے در پر مفلس — لایا ہے۔ نور نظر۔ نذر کو باصد ارماں

محض ناکارہ ہو یہ نذر محقّر۔ لیکن — آپ چاہیں گے تو ہو جائیگا محسود جہاں

اے رحیم فقرا۔ اور کرم کی ہو نظر — دستگیر شرفا۔ طاقتِ بے تاب و تواں

رہین احسان رہے یہ عبدِ دعاگو تیرا — تیرا شکر یہ بھی شامل ہو بہ شکر یزداں

میں تو دلدادۂ خلق حسن دینی ہوں — دیں فروشی سے نہیں مال کا میں بھی خواہاں

مجھکو بھی مرشدِ آفاق سے نسبت ہی خفی — مجھکو بھی جمع اکابر سے عقیدت ہی عیاں

مفلسی۔ بے ہنری۔ خوف رَد۔ و شرم سوال — پیری۔ بیکاری۔ ضرورت نے کیا ہی حیراں

میری قسمت ابھی بن جائے جو ہو جائے قبول — عیش و راحت سے بدل جائیں مرے سب احزاں

عرضِ احوال ہی مقصود فقط خادم کو — حکم والا کی یہ تعمیل ہی اشعار کہاں

پھر ذرا دیکھیں گل افشانی بلبل کی بہار — آئے تو موسم گُل۔ جائے تو یہ فصل خزاں

ختم ہے عرض سفارش پہ کریم آقا کی — اور ہر دم یہ دعا اب ہی مری وِردِ زباں

بہے مداح کے سر پہ ترا ظلّ ممدود — سر ممدوح پہ ہو سایۂ فضلِ رحماں

خود طلب تو نے کیا اسواسطے — تا نہ ہو مایوس یہ امیدوار
شکر کس مُنہ سے کروں اُسکا ادا — تو نے بخشا ہی جو کچھ عزو وقار
ایک ہفتہ ہو گیا پُورا اِسے — ہے در دولت پہ حاضر خاکسار
بادل ناخواستہ رخصت طلب — تجھ سے اب ہی یہ ترا مدحت نگار
اسپہ بھی لطف و کرم بڑھتا رہی — جس قدر ہو تجھ پہ فضلِ کردگار
ہے رہینِ لطف و احسان و کرم — کیا دعا دے تجھکو تیرا جاں نثار

چوگنا اقبال ہو تیرا فزوں
ہو شمار عمر۔ تا روزِ شمار

عرض حال حسرت بوالاخدمت راس الرؤسا دستگیر شرفا مجمع الفضائل والاشان مولوی حبیب الرحمٰن خانصاحب دام اقبالہ

مرجع عزو شرف۔ منبعِ جود و احساں — صاحبِ علم و عمل خانِ حبیب الرحمں
اے امیر ابن امیر آپ وسیع الاخلاق — اے رئیس ابن رئیس آپ عمیم الاحساں
عدل سے تیری ہی رعایا تری شاد و آباد — رحم سے تیرے موالی تری خوش اور شاداں
ہم نے مانا کہ خوش افعال ہیں بعضے رؤسا — جامعِ علم و عمل۔ لیک۔ زمانہ میں کہاں
للہ الحمد کہ ہیں تجھ میں سب اوصافِ کمال — شکر صد شکر کہ ہی تجھ پہ یہ فضل یزداں
میری عادت نہیں مداحیِ اہلِ دُنیا — میری فطرت نہیں زنہار مگس رانیِ خواں

ہے قوم کو اُن سے ایسی الفت کہ جیسی اس سے انھیں محبت
رہیں ہمیشہ یہ خوش خدایا کہ قوم کا غم ہیں کھانے والے

خاکسار سیکل سوار۔ رضا کاران جلسہ میلاد۔ سکندرآباد۔ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرحبا اے مسند آرائے شرف
حبذا اے صاحب عزو وقار

جمع ہیں ذات مقدس میں تری
خوبیاں۔ اور وہ بھی بحد بیشمار

علم و فضل و جود و ایثار و عطا
کرچکا ہے تیرا حصّہ کردگار

بنگیا گرویدہ تیرے خُلق کا
ہوگیا جس سے تعارف ایکبار

تیرا دل کانِ کرم بحر سخا
اور ترا دستِ کرم ابر بہار

عزم جو تیرا ہے وہ بالجزم ہے
عہد جو تیرا ہے وہ ہی استوار

جس کا جو کچھ بھی مقرر ہوگیا
الفراض دہر تک ہی پائدار

کرسکے کیا کوئی مدّاحی تری
ہو سکے کیا خوبیوں کا انحصار

تُو رہے قائم ہے جب تک یہ فلک
تُو رہے جب تک ہی یہ لیل و نہار

اور دن دونی ترقی ہو تجھے
آئے دن بڑھتا رہے عزو وقار

پھولتا پھلتا رہے باغ مراد
عمر بھر اس میں رہی فصل بہار

تیسرا سال آگیا اس بات کو
جب سی تھا محروم دید۔ امیدوار

دل میں تھا شوق زیارت جاگزیں
رات دن اس فکر میں تھا بیقرار

ہوگیا آگاہ رازِ دل سے تُو
کھلگیا تجھپر جو کچھ تھا انتشار

اثر حبِ نبی ہیں پسِ مرگم در گور	جنتے ساختہ خاکِ تنِ بے جانی را
ہاں پسِ مرگ بھی تھا حُبِ نبی کا یہ اثر	باغ فردوس کیا خاکِ تنِ بیجاں کو
گفت نواب بہ پیش تو پریشاں حسرتؔ	کَے بود خاطرِ مجموع۔ پریشانی را
کیوں پریشاں نہ ہوں نواب کی باتیں حسرت	دل کہاں سکتی ہے خاطر جمعی حیراں کو

۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ (برودہ)

ھُوَالعَزِیز

ہو سر پہ مدام تیرے ظل سبحاں	تو اُس کا حبیب ہو حبیب الرحماں
رُتبے ہوں بلند کچھ ایسے تیرے	اے صدر دکن جلد ہو تو صدر جہاں

گزرانیدہ محمد عبدالحمید خاں منصرم منتظم پیشی
۱۳۳۸ھ

ترانۂ جلوس صد جلسہ جشن میلاد النبی سکندرآباد

خدا کی رحمت ہو اہل دل پر جو قوم کا غم ہیں کھانے والے
سفر کی زحمت اٹھانے والے مجالس اُسکی سجانے والے

حبیبِ قومی۔ طبیب قومی۔ خطیب قومی۔ ادیب قومی
مفاد قومی سُجھانے والے۔ دلوں پہ سکہ جمانے والے

خدا رکھے تم کو۔ ایسے ذیشان نہ کس طرح ہونگے قوم کی جاں
کہ قوم پر کرکے اپنا احساں تمہیں تو ہو کام آنے والے

میں نہ مانونگا نہ مانونگا کبھی	کہ بلا وجہ توقف پہ وہ مائل ہوتا

عام ہیں اسکے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی۔ اگر تو کسی قابل ہوتا

بحضرت حسرت

اے کہ الطاف خفیہ شدی رحمانی را	کے بروں آوری از دیر مسلمانی را
تم کہ مقبول ہو در پردہ بہت رحماں کو	دیر سے لاؤگے باہر اثر ایماں کو
اے ز تو تازہ بہندست بہار ایراں	چند بینی بہ قفس مرغ خوش الحانی را
ہند میں تازہ ہے اک تم سے بہار ایراں	اب تو آزاد کرو طائر خوش الحاں کو
دل چو عرش است عجب نیست کہ ادرا ببری	تو کہ آصف شدیُ ملک سلیمانی را
آج تو ملک سلیمان کے آصف ہو تم	دیکھیں تم لے تو اُڑو عرش دل سوزاں کو
صدر دیں ہستی وچوں باز نگیری از وے	نا مسلماں بکف آورد چو قرآنی را
مسند دین کے تم صدر ہوے تو واپس	نا مسلماں ہو کوئی اور چھوے قراں کو
سُرمہ ساں ساخت مرا گردش دوراں۔آری	گشتہ ام گرمی بازار صفاھانی را
گردش چرخ نے سرمہ کی طرح پیسا ہے	تختۂ مشق بنا رکھا ہے مجھ حیراں کو
رنج رنج است اگر حاصل ایں کہنہ رباط	گنج گنج است نہانی دل ویرانی را
رنج ہی رنج ہے گر حاصل دو روزہ جہاں	گنج ہی گنج نظر آئے دل ویراں کو
اہرمن گر بجہاں چیرہ شود با کے نیست	سخرۂ دیو نہ بینند خدا خوانی را
اہرمن کو غلبہ ہو تو تعجب کیا ہے	دیو پہچانتے کب ہیں اثر ایماں کو

چوں بمیزان خرد اہل زماں را سنجید
جب ترازو میں تمام اہل زماں لائے گئے

برگزید از ہمہ ایں فخر زماں را بجہاں
تو یہ طے پایا کہ اس کام کے ہیں یہ شایاں

آنچہ من گفتہ ام ایں نیست مدیح شاعر
میں نے یہ مدح نہیں کی ہے کہ کچھ جھوٹ کہوں

آمدہ واقعہ نفس حقیقت بزباں
واقعہ کا ہے یہ اظہار جو کرتی ہے زباں

تضمین شعر شہیدی

بہ جناب مولنا مولوی حبیب الرحمان خانصاحب شروانی بالقابہ

از احسن مارہروی

میری تدبیر کی تقدیر ہی دشمن یارب
کوئی آرام کا پہلو نہیں حاصل ہوتا

بدنصیبی سے وہی کام بگڑ جاتا ہے
دیکھنے میں جو ذرا بھی نہیں مشکل ہوتا

ہے بڑا فیض رساں تیرا حبیب ای رحماں
جس کے در سے نہیں واپس کوئی سائل ہوتا

سیر کرتی ہے جنھیں نعمت فیضان حبیب
کاش احسن بھی اُسی زمرے میں شامل ہوتا

کوئی صورت جو حضوری کی نظر آجاتی
پھر کوئی پردۂ تعویق نہ حائل ہوتا

سُنکے یہ خواہش دل آئی ندائے غیبی
یوں نہ کہتا خط قسمت کا جو قائل ہوتا

تیری تقدیر ہی خود ضامن انجام عمل
کہ جہاں میں نہیں ناقص کوئی کامل ہوتا

تجھ میں خامی جو نہ ہوتی تو نہ کرتا یہ گلا
تو بھی بیکار نہ رہتا جو نہ کاہل ہوتا

تیرے اسلاف سے اسکو تو خصوصیت ہے
پھر وہ کس طرح ترے کام سے غافل ہوتا

بِهَا اِنْ بَدَتْ عَنْ قِصَرِ بَاعٍ وَفِطْنَةٍ
عجب کیا ہے کہ کم فہمی سے میری بات قاصر ہو

وَعَجْزٍ عَنِ اسْتِقْصَاءِ كُلِّ فَضِيْلَةٍ
فضیلت اور خوبی میرے استقصا سے باہر ہو

لِمَنْ وُدُّهٗ مُنْذُ لَقِيْتُ جَنَابَهٗ
ہوئی جس روز سے میری ملاقات آپ سے حضرت

غَدَا اَدْيَدَنِيْ دِيْنِيْ غِذَائِيْ وَكَعْبَتِيْ
غذا میری میرا مذہب فقط ہے آپ کی الفت

وَاَنْ كَيْ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهٗ
سلام اللہ کا شمع رسالت شمع عزت پر

عَلٰى مَنْ لَهٗ رُوْحِيْ فِدَاءٌ وَمُهْجَتِيْ
فدا ہے جان میری جن کی سیرت اور صورت پر

مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ مَا قَالَ مُحْسِنٌ
کہا کرتا رہے جب تک جہاں میں محسن خستہ

حَيِيْتُ وَرَبِّ الْبَيْتِ بُكْرَةَ جُمْعَةٍ
قسم ہے جمعہ کے دن میں تو گویا ہو گیا زندہ

قطعہ

فرستادۂ جناب مولنا شاہ انوار الرحمان صاحب جیپوری

آنچہ زاخلاق نکو خواندہ ام اندر تاریخ
میں نے تاریخ میں اخلاق کی دیکھی جو صفت

آنچہ بشنیدہ ام اوصاف بزرگان و مہاں
اور جو کچھ سنے اخلاق بزرگان و مہاں

اندروں عہد زبوں جامع آں جملہ صفات
اُن کا جامع کوئی عالم میں دکھائی نہ دیا

یافتم ذات گرامی "حبیب الرحماں"
مگر اک ذات کہ ہے نام حبیب الرحماں

آفریں بر نگہ منتخب شاہ دکن
آفریں ہے نگہ منتخب سلطاں پر

کہ پئے صدر نشینی امور ایماں
کہ پئے صدر نشینی امور ایماں

وَحَسْبُ الْوَرٰی عِلْماً بِفَضْلِ الْاَمْرِ وَالْاِمَامِ انْتِشَارُ الْفَضْلِ فِیْ کُلِّ بَلْدَۃٍ

دلیل اب اور کیا ہو اس سے بڑھ کر انکی عزت کی

کہ شہرت چار سو عالم میں ہے ان کی فضیلت کی

وَحَسْبِیْ جِوَارُ الْعَادِلِیْنَ مَعَ النَّدٰی

رہوں میں بھی سخی لوگوں کے سایہ میں تو ہے اچھا

مُعِیْنًا عَلٰی کَسْبِ الْعُلُوْمِ الشَّرِیْفَۃِ

کہ تحصیل علوم دین میں مجھ کو مدد دے گا

وَدَفْعِ خُطُوْبِ الدَّهْرِ مِنْ کُلِّ حَادِثٍ

اگر بھٹکی ہوئی آفت کوئی مجھ پر اُتر آئے

یُلِمُّ فَیَعْلُوْنِیْ بِهَمٍّ وَکُرْبَۃٍ

تو ایسے نیک لوگوں کی مدد سے دفع ہو جائے

وَیَجْعَلُنِیْ عَمَّا اسْتَعِیْنُ بِہٖ عَلَی الْعُلَا وَاکْتِسَابِ الْعِزِّ وَقْتَ الْفُتُوَّۃِ

وہ میرے اکتساب علم و عزت میں مدد دینگے

رہونگا میں نہ بے نصرت زمانے میں جوانی کے

اِلٰهِیْ اَدِمْ لِلْمُسْلِمِیْنَ بَقَاهُمَا

مسلمانوں کی خاطر عمر میں ان کی ترقی دے

سَعِیْدَیْنِ مَحْفُوْظَیْنِ مِنْ کُلِّ فِتْنَۃٍ

وہ بختاور رہیں محفوظ ہوں ہر ایک فتنے سے

وَسُوْءٍ بِمَا اَنْتَ تَقِیْ کُلَّ صَالِحٍ

بچاتا ہے تو جیسے نیک لوگوں کو بُرائی سے

بِذٰلِكَ مِنَ الْاَسْوَاءِ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ

بچائے رکھ الٰہی ان کو آفات سمائی سے

وَدُوْنَكَ یَا مَوْلَایَ بِكْرًا اَجَلُّوْتُهَا

مرے مولا قصیدہ میں نے جو تم کو سنایا ہے

عَرُوْسًا عَلَتْ کُلَّ عَرُوْسٍ لِطُرْفَۃٍ

یہ فائق ہے قصیدوں پر مضامیں میں یہ یکتا ہے

لِنَظْمِیْ بِهَا دُرُّ مَدِیْحٍ جَمَالُهٗ

جلا ہے نظم میں میری تمہارے روئے رخشاں سے

تَجَلّٰی بِاَنْوَارِ الصِّفَاتِ الْکَرِیْمَۃِ

کہ روشن ہو گئے ہیں نور اوصاف بزرگاں سے

لِنَاظِرِهَا وَالسَّامِعِیْنَ لَهَا کَمَا

میرے اشعار یوں ظاہر ہوئے ہیں سننے والوں کے

تَجَلَّتْ لَنَا شَمْسُ النَّهَارِ بِضَحْوَۃٍ

کہ جیسے صبح روشن سے نکلتا ہے شہ خاور

وَمَا مَهْرُهَا یَا حِبْرُ اِلَّا قَبُوْلُهَا

قصیدہ کا عوض یہ ہے کہ بس مقبول ہو جائے

لَدَیْكَ مَعَ الْاِغْضَاءِ عَنْ کُلِّ هَفْوَۃٍ

اگر ہو عیب اس میں تو نظر اغماض فرمائے

وَخُلْقًا كَرِيمًا نَبَأً عَظِيمًا وَعِفَّةً ‏ ‏ وَنُسْكًا مَعَ زُهْدٍ وَحُسْنِ طَوِيَّةٍ

وہ مرد نیک سیرت ہیں وہ اہل عز و عظمت ہیں ‏ ‏ عبادت زہد میں وہ صاحب حسن سریرت ہیں

بِذَا عَيْنُكَ شَيْخُ الْمُسْلِمِينَ وَدِينُنَا ‏ ‏ الْقَدِيمُ الَّذِي زَيَّلْتَ بِهِ كُلَّ شُبْهَةٍ

تمہیں اسلام کا شیخ اس لئے کہتے ہیں سارے لوگ ‏ ‏ کہ تم نے اب نکالے دین سے شبہات کے سب روگ

وَلَمْ يَقْبَلِ الرَّبُّ الْكَرِيمُ لِطَالِبٍ ‏ ‏ سِوَاهُ مِنَ الْأَدْيَانِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ

پسند آیا نہ خالق کو سوا دین رسالت کے ‏ ‏ نبوت پھر نہ آئی بعد حضرت کی نبوت کے

نُبُوَّةِ خَيْرِ الْمُرْسَلِينَ وَأَصْلُكَ الَّذِي ‏ ‏ نِلْتَ بِالْمَوْلَى بِهِ كُلَّ قُرْبَةٍ

تمہارا اصل ہے دین رسول حضرت احمد ‏ ‏ ملا ہے تم کو مولیٰ سے بہت اشرف ترین مقصد

وَبِالْعَزْمِ وَالْإِقْدَامِ نِلْتَ مِنَ الْعُلَى ‏ ‏ مَقَامًا عَلَى فَوْقِ الْبُرُوجِ الْعَلِيَّةِ

کئے ہیں تم نے حاصل عزم سے رتبے بلند ایسے ‏ ‏ کہ فرق آسماں پر ہیں بروج آسماں جیسے

فَأَنْتَ كَمَا سُمِّيتَ اِسْمًا مُكَرَّمًا ‏ ‏ حَبِيبًا لِرَحْمٰنٍ جَوَادٌ بِجَنَّةٍ

تم اسم با مسمّیٰ ہیں خلیل رب قادر ہیں ‏ ‏ حبیب حضرت رحمٰن ہیں جنت کے مبشر ہیں

لِمَنْ طَاعَهُ سِرًّا وَجَهْرًا وَمَنْ عَصَا ‏ ‏ فَبُعْدًا لَهُ يَوْمَ انْكِشَافِ الصَّحِيفَةِ

مگر اُس کے لئے جو ظاہر و باطن میں تابع ہو۔ ‏ ‏ نہ اُس کے واسطے جو روز محشر آہ ضائع ہو

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ مِنِّي وَكَيْفَ لَا ‏ ‏ وَأَنْتَ الَّذِي قَلَّدْتَنَا عِقْدَ نِعْمَةٍ

خدا کی تم پہ رحمت کیوں نہ نازل ہو تمہیں نے تو ‏ ‏ عنایت اور کرم کے ہار پہنائے ہیں عالم کو

بِفَضْلِكَ إِذْ وَافَيْتَ حُبًّا كَرَامَةً ‏ ‏ وَقَدْرًا وَإِكْرَامًا لِرَبِّ الْحُكُومَةِ

حقیقت میں بزرگی کی تمہیں نے قدر کچھ جانی ‏ ‏ کہ سلطان دکن کی قدر دانی تم نے پہچانی

أَمِيرُ الْهُدَى رَبُّ النَّدَى قَاهِرُ الْعِدَى ‏ ‏ بِسَيْفٍ وَإِقْدَامٍ وَعَزْمٍ وَقُوَّةٍ

وہ سلطان دکن فیاض ہیں ہادی ہیں غالب ہیں ‏ ‏ کسی کے پیچھے عزم و قوت و اقدام میں کب ہیں

قصیدۂ تہنیت

از مولوی ابو عبد اللہ عرف حبیب محسن العلوی الحسینی

ساکن حیدرآباد

حَیِیْتُ وَرَبِّ الْبَیْتِ بُکْرَۃَ جُمْعَۃٍ — بِرُؤْیَا مُحَیَّا مَنْ اَقَامَ بِرُتْبَۃٍ

قسم ہے جمعہ کے دن میں تو گویا ہو گیا زندا — مبارک چہرہ ممدوح ذی رتبہ کو جب دیکھا

مِنَ الْمَجْدِ لَمْ تَرْضَ سِوَاہُ وَلَمْ یَنَلْ — لِتِلْکَ سِوَا مَنْ صَارَ کُلُّ الْبَرِیَّۃِ

سوا ان کے کسی کو مرتبہ ایسا ملا کب تھا — خدا کی ساری دنیا میں سوا ہے مرتبہ اُن کا

یَقُوْلُوْنَ حَقًّا وَاعْتِرَافًا بِاَنَّہٗ — فَرِیْدٌ بِاَوْصَافِ الْکِرَامِ الْحَمِیْدَۃِ

یہ سچا قول ہے سب کا کہ وہ ممدوح یکتا ہے — وہ اوصاف حمیدہ میں یگانہ ہے وہ تنہا ہے

وَاَنَّ الْہُدٰی وَالْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالتُّقٰی — مَعَ الْجُوْدِ وَالْاِنْصَافِ وَالْقَوْلِ بِالَّتِیْ

سبھی ہے اس کا زیور وہ ہدایت ہو کہ تقویٰ ہو — سخاوت ہو کہ علم و حلم ہو یا قول سچا ہو

صِفَاتٌ لِمَنْ فَاقَ الْکِرَامَ سَمَاحَۃً — وَہَدْیًا وَاِرْشَادًا اِلٰی خَیْرِ سُنَّۃٍ

یہ باتیں ہیں صفت اسکی ہے جس کو سب پہ فوقیت — ہدایت خیر سنت کی طرف ہے اسکی اک سیرت

وَاَمْرًا بِمَعْرُوْفٍ وَنَہْیًا لِمُنْکَرٍ — وَحُبًّا لِاَہْلِ الْعِلْمِ مِنْ خَیْرِ اُمَّۃٍ

وہ اچھی بات کہتے ہیں بدی سے روک دیتے ہیں — وہ علم و فضل والا کی محبت دل میں لیتے ہیں

وَنَصْرًا لِدِیْنِ الْمُصْطَفٰی مِنْ کِنَانَۃٍ — بِعِلْمٍ وَاِقْدَامٍ وَعَزْمٍ وَہِمَّۃٍ

مدد کرتے ہیں دین مصطفیٰ کی جان سے دل سے — انہیں ہے سابقہ دن رات علم و عزم کامل سے

كميش الإزار في المهمات وحده — يحل صعاب الأمر يهدي له العقل

وہ ایسا مستعد ہے کام خود انجام دیتا ہے — نہیں ہے جس کے آگے کوئی مشکل بات کوئی شے

ترى حوله النزاع من كل بلدة — على بابه المنيف ليس به قفل

رہا کرتا ہے اس کے گرد مجمع میہمانوں کا — ہمیشہ ہی کھلا رہتا ہے اسکے گھر کا دروازہ

عقيد الندى واري الزناد سميدع — ويسمو إلى الخيرات يصفو له البذل

سخاوت ہی ہے اُس کا عہد وہ مرد بہادر ہے — اسے مدنظر نیکی ہے۔ خست سے تنفر ہے

تقي نقي لا يدنس عرضه — من الغدر والفحشاء ينزهه الفضل

وہ مرد متقی ہے آبرو والا ہے ذیشاں ہے — شریف انسان ہے فضل و شرافت اس پہ نازاں ہے

وفي العهود لا يخالف وعده — وذي عدة ينتابه القول والفعل

وہ ہے پابند اپنے عہد کا سچی ہے اُس کی بات — وہ جو کہتا ہے کرتا ہے بھروسہ کرنے لائق ذات

وزاد على الأكفاء فضلا وحكمة — عليه تصانيف له شاهد عدل

وہ ہمعصروں میں از روئے فضیلت سب سے زائد ہے — تمام ان خوبیوں پر اس کی ہر تصنیف شاہد ہے

وكم من ذوي الحاجات يغشون بابه — قد انقلبوا راضين ما ذا له بذل

کوئی اہل غرض جب اسکے دروازے پہ آتا ہے — تو وہ مشکل کشائی کے سبب خوش ہو کے جاتا ہے

له خلق لم يعطه الناس دونه — وسيما من الحكام ليس له عدل

وہ ایسا صاحب اخلاق ہے کوئی نہیں جیسا — یہاں کے حاکموں میں اب کوئی بتلا تو دے ایسا

بِطِرْفٍ كَلَوْنِ الْاُرْجُوَانِ كَاَنَّهٗ ... يُعَارِضُ وَفْدَ الرِّيحِ لَيْسَ بِهٖ كَسَلُ

مرا مرکب ہے وہ گھوڑا ہے جس کا ارغوانی رنگ ... ہوا سے بات کرتا ہے سواری سے نہیں وہ تنگ

كَاَنِّيْ وَسَرْجِيْ فَوْقَ اَجْرَدَ قَارِحٍ ... عَلٰى مَرْقَبٍ فَوْقَ الثَّنِيَّةِ اِذْ يَعْلُوْا

مرا مرکب ہے گویا جانور ایسا جو ہو نادر ... شکاری کو جو چڑھ کر دیکھ لے اور بھاگ جائے پھر

وَ ذَالِكَ عَيْشٌ قَدْ مَضٰى اِلٰى بُرْهَةً ... اَرَاهُ نَعِيْمًا لَا يُكَدِّرُهُ الثَّبْلُ

رہا یہ عیش و راحت کا زمانہ اک زمانہ تک ... سمجھتا تھا میں جس کو یہ رہیگا موت آنے تک

وَلٰكِنَّ دَهْرًا قَدْ حَدَانِيْ بِحُكْمِهٖ ... عَلٰى عُهْدَةٍ قَدْ صَارَ ثَوْبِيْ بِهَا رَذْلُ

مگر احکام نافذ کردئے ایسے زمانہ نے ... کہ میرے جامہ ہائے عیش بودے ہوگئے سارے

مُنِيْتُ بِتَحْقِيْقِ الْقَضَايَا وَكَشْفِهَا ... فَكُنْتُ عَلٰى حِذْرٍ مِنَ النَّاسِ لَا اَسْلُو

مجھے اب قضیے جھگڑوں میں کچھ ایسا لا پھنسایا ہے ... کہ لوگوں سے مجھے ہشیار بیحد رہنا پڑتا ہے

فَكُلُّ امْرِئٍ يَرْتَابُ فِيَّ اِذَا رَأٰى ... لَبِسْتُ لِبَاسًا لَا يُجَاوِبُهٗ فَضْلُ

مجھے جو دیکھتا ہے شبہ کرتا ہے مری نسبت ... کہ اب باقی نہیں مجھ پر لباس فضل اور برکت

وَصَارَ نَهَارِيْ مِثْلَ لَيْلِيْ مُظْلِمًا ... عَلَيَّ وَلَا خَمْرٌ لَدَيَّ وَلَا خَلُّ

مرے دن کے نصیبوں کو ملی راتوں کی تاریکی ... خوشی ہے اب نہ غم ہے حالتیں یکساں ہوئیں ساری

فَقَبَّلْتُ طَرْفِيْ فِي الرِّجَالِ لِمُنْقِذٍ ... لِيَرْأَبَ مَا اَثْاَتْ يَدُ الدَّهْرِ مِنْ قَبْلُ

تو پھیری باگ میں نے جانب ممدوح خوش خاطر ... جو سیدھی راہ پر لے آئے اک بھٹکے ہوئے کو پھر

هُدِيْتُ اِلٰى رَحْبِ الذِّرَاعِ وَمَاجِدٍ ... سَبُوْقٍ اِلَى الْغَايَاتِ لَيْسَ لَهٗ كِفْلُ

ملا میں ایک ایسے نیک دل مرد مروت سے ... کہ پیچھے رہ گئے ہمعصر اسکے اس کی سبقت سے

عَزِيْزٌ مَنِيْعٌ لَا يُرَامُ جَنَابُهٗ ... وَ ذُوْ رَحْبَةٍ يَنْتَابُهُ الْحَزْنُ وَالسَّهْلُ

وہ غالب ہے وہ قاہر ہے وہ ہے محفوظ حملوں سے ... سبھی آتے ہیں اُسکے آستانے پر بُرے اچھے

وثار بي الداء الدفين وساورت
علي هموم لا ينهنهني عذل
غموں نے پھر کیا حملہ مرض پھر لوٹ کر آیا
ملامت اسکو کیا روکے محبت جس کا ہو شیوہ

لقد اودعت نار الهوى في جنبتي
تشب بادنى نظرة شابها القتل
محبت نے مرے پہلو میں رکھ دی ایک چنگاری
کہ قاتل کی نگاہِ ناز سے ہے وہ بھڑک اٹھی

وفيت وما يغني الوفاء بانني
رهين بمن في الحي شيمتها البخل
وفا میں نے تو کی لیکن وفا کا کیا نتیجہ ہے
بخیل ایسا ہے وہ اُس پر نہیں ظاہر وفا کیا ہے

رمتني سليمى ثم عادت كانها
جهول بما قالت لي الاعين النجل
سلیمی نے مجھے اک تیر مارا پھر ہوئی انجاں
کہ گویا اس کی آنکھوں نے نہیں لی آدمی کی جاں

تقول سليمى ما دهاك تعجبا
فقلت لها يا هذه انت والازل
تعجب سے سلیمی پوچھتی ہے کیوں پریشاں ہو
کہا میں نے ستایا تم نے اور افلاس نے مجھ کو

لقد كنت جلدا قبل ان توقد الهوى
وكنت نشيطا لا يقال لي الهبل
نہیں بھڑکی تھی جب تک آگ الفت کی میں صابر تھا
رہا کرتا تھا میں خوش کوئی غم مجھ پر نہ قادر تھا

وعمرت في اهلي بخفض ومرحب
وداري لم يلمم بها الحزن والثكل
میں اپنے گھر میں رہتا تھا خوشی و خرمی کے ساتھ
مرا گھر غم نے دیکھا تھا نہ رہتا تھا وہ میرے ساتھ

ذهول عن البلوى بعيد عن الاذى
طهور الثياب لا ينجسها الغل
غموں کو بھول جاتا تھا برائی دور کرتا تھا
مری تھیں عادتیں اچھی امانت سے نہ ڈرتا تھا

ورثت من الاباء مجدا وسوددا
ورايا اذا ما الامر يعيا به العقل
شرافت مجھکو ورثہ میں مرے آبا سے حاصل ہے
اگر غافل رہے عاجز تو میری رائے قابل ہے

واني لنهاض بعبء باسل
اذا ما جبان الناس يغلبه النكل
بہادر ہوں اٹھا کرتا ہوں لیکر کام ہمت کے
کوئی بزدل تباہ بیٹھے تو بڑھتا ہوں میں آگے

رُبَّ مَغْرُوْرٍ يَقُوْلُ اِنَّمَا ۔۔۔ اِلْكِتَابِ الْمَالِ خَلَّى الْوَطَنَا
سمجھنے دو اگر نادان انسان یہ سمجھتے ہیں ۔۔۔ کہ کسب مال کی خاطر وطن چھوڑے وہ آئے ہیں

قُلْتُ كَلَّا اِنَّهٗ فِيْ عِيْشَةٍ ۔۔۔ غَضَّةٍ مَا مَسَّهٗ اَدْنٰى عَنَا
حقیقت میں وہ اک خوشحال و دولتمند ہیں گھر کے ۔۔۔ نہیں ہے سابقہ ان کو ذرا بھی تنگدستی سے

بَلْ لِكَيْ يَأْتَمَّ فِيْ نَشْرِ الْهُدٰى ۔۔۔ بِالنَّبِيِّيْنَ وَ يُحْيِيْ السُّنَنَا
غرض ان کی فقط یہ ہے کہ پھیلائیں ہدایت کو ۔۔۔ کریں زندہ جناب انبیاء کی نیک سنت کو

رَبَّنَا بِالْمُصْطَفٰى الْهَادِي الَّذِيْ ۔۔۔ نَالَ بِالْمِعْرَاجِ غَايَاتِ الْمُنٰى
طفیل حضرت احمد کہ جن کی کوئی کیا حد پائے ۔۔۔ جنہوں نے لیلۃ المعراج میں اعلیٰ مقاصد پائے

اَنْ تُعِيْدَ سُؤْدَدَ الدِّيْنِ زَمَنْ ۔۔۔ لِشَرَفْ مَدْحِيْ بِجَاهِهٖ عَدَنَا
زمانہ پھر خداوندا بنا دیں کی ترقی کا ۔۔۔ بدولت انکی جن کی آج میں یہ مدح ہوں کرتا

وَ بِآلٍ ثُمَّ اَصْحَابٍ عَلَوْا ۔۔۔ كُلَّ مَنْ حَادَ بِعَضْبٍ اَوْقَنَا
وسیلہ ہے مجھے اصحاب کا اور آل کا یارب ۔۔۔ کیا تلوار سے سیدھا جنہوں نے کفر کا مذہب

مَا شَدَا شَادٍ وَمَا تَالٍ تَلَا ۔۔۔ نَزَهَتِ الذَّكَنُ فِيْ حِرْطِ الْهَنَا
ترقی دیں کی ہو ممدوح سے اسوقت تک قائم ۔۔۔ کہ پڑھنے والے ان اشعار کو دیکھیں پڑھیں دائم

قصیدہ مدحیہ

از ابوالفدا نور محمد صاحب فاروقی

سَمَا لَكَ شَوْقٌ بَعْدَ مَا انْقَطَعَ الْحَبْلُ ۔۔۔ وَرَاجَعَ اَيَّامُ الصَّبَابَةِ وَالْهَزْلُ
ہوا پھر شوق تازہ ہو گیا تھا منقطع پہلے ۔۔۔ زمانہ پھر پلٹ آیا پھرے ایام بچپن کے

حَامِلُ الْوَحْيِ الْإِلٰهِيِّ الَّذِيْ — صَارَ لِلْإِسْلَامِ شَيْخًا هٰهُنَا

خدا رکھے کہ وحی خالق یکتا کے ہیں حامل — دکن میں ہے انہیں اسلام کی شیخوخیت حاصل

بِانْتِخَابِ رَاجِعِ الْآرَاءِ ذُوْ — عَمَرَ الْأَرْضَ وَسَاسَ الْمُدُنَا

کیا ہے والی ملک دکن نے انتخاب اُن کو — بڑھائی جس نے دولت اور پھیلایا تمدن کو

مَلِكُ الدَّكَنِ عُثْمَانُ الَّذِيْ — فِيْ ذُرَى كَيْوَانَ شَادَ وَبَنٰى

دکن کے ہیں وہ سلطاں اور ہی عثماں علیخاں نام — جنہوں نے خوب مستحکم بنائی ہے بنائے کام

وَبِهٖ أَمْسَتْ مَقَامُ الْعَدْلِ وَالظُّلْمُ فِيْ سَاحَاتِهَا قَدْ دُفِنَا

ملی جن کی بدولت عدل کی دولت زمانے کو — جنہوں نے کردیا ویراں ستم کے آشیانے کو

وَالْعُلُومُ بُثَّهَا حَتّٰى غَدَا الْجَاهِلُوْنَ الْأَبْلَدُوْنَ فُطُنَا

ہوا اُن کے زمانے میں کچھ ایسا علم کا چرچا — کہ مرد جاہل و نادان بھی ہے عالم و دانا

لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ لَهٗ مِنْ مُشْبِهٍ — فِي الْأُوْلٰى وَإِنْ لَهُمْ أَهْلُ الدُّنَا

نہیں اس کی خبر مجھکو کہ ان کا مثل ہے کوئی — کہ سارے ملک والے قدردانی کرتے ہیں جس کی

كَيْفَ لَا وَهُوَ رَحِيْبُ الْكَفِّ قَدْ — فَاقَ فِي الْجُوْدِ الْجَوَادَ مَعْنَا

کشادہ دل ہیں ایسے ہاتھ میں انکے سخاوت ہے — سخی جتنے ہیں دنیا میں انہیں سب پر فضیلت ہے

فَوَرَبِّ الْعَرْشِ حَقًّا إِنَّهٗ — أَسْكَنَ الْمَنْزِلَ مَنْ شَادَ الْبِنَا

قسم اللہ کی سلطاں میں ہیں یہ خوبیاں بیشک — صدارت کے لئے جس نے بلایا اپنی منزل تک

حَاكِمًا بِالْقِسْطِ لَا يُسْغِيْ لِمَنْ — فِيْ رِضَا مَوْلَاهُ حَبَّ أَوْ شَنَا

اک ایسے حاکم انصاف پرور مرد ایمن کو — نظر جن کی برابر دیکھتی ہے دوست دشمن کو

رَافِعًا أَلْوِيَةَ الشَّرْعِ الْحَقِّ — قَاضِيًا يَقْضِيْ عَلَيْنَا وَلَنَا

علمائے شریعت کو اٹھانے اب وہ آئے ہیں — وہ حق کہنے کی شیرینی و تلخی دونوں لائے ہیں

وَتَسَامَيْتُ عَنِ النُّقْصَانِ بَلْ — اِنَّ وَهْدِيَ اسْتَحَالَتْ قُنَنَا

تلافی ہو گئی نقصان جتنا مجھ کو تھا حاصل — کہ ہے اوج بزرگی پہ مری پستی مری مشکل

وَقِفَارِي اَصْبَحَتْ رَوْضًا بِهَا — اَنْهُرٌ تَجْرِي مَعِينًا مَعَنَا

مرے جنگل بیاباں باغ ہیں گلزار ہیں اب تو — زمین باغ میں میرے رواں انہار ہیں اب تو

بِقُدُومِ لَوْذَعِيٍّ جِذْ يَجٍ — مُفْلِقٍ اِنْ قَالَ اَعْيَا الْاَلْسُنَا

یہ رونق خیر مقدم میں ہے اک انسان عاقل کے — کہ وہ کہنے لگے کچھ بھی تو سب ہو جائیں پھر چپکے

مَاجِدٍ طِرْفٍ هُمَامٍ كَوْثَرٍ — قَتَلَ الْاَشْيَاءَ خُبْرًا وَفَنَا

وہ اہل مجد ہیں اہل شرف ہیں اہل ہمت ہیں — انہیں ہر بات کا ہے تجربہ اہل حذاقت ہیں

هَذَّبَتْ اَخْلَاقَهُ طِفْلًا فَمَنْ — شَامَهَا قَالَ رَاَيْتُ الْحَسَنَا

زمان صغر سن سے ان کا ہر اک خلق اچھا ہے — کہ ان کو دیکھتا ہے جو کوئی تعریف کرتا ہے

اَلْقَرِيعُ الْبَاسِلُ الشَّهْمُ الَّذِي — طَوَّقَ الْاَعْنَاقَ مِنَّا الْمِنَنَا

وہ اپنے فن کے یکتا ہیں بہادر ہیں قوی دل ہیں — ہماری گردنوں میں جن کے طوق فیض حائل ہیں

مُرْشِدٌ لَيْسَ لَهُ مَيْلٌ اِلَى — مَنْ يَرَى الدِّينَ بِرَقْصٍ اَوْ غِنَا

انہیں لہو لعب سے کیا غرض ہیں مرشد کامل — جو مذہب چھوڑ دے رقص و غنا پر وہ رہے مائل

لَيْسَ بِالْخِبِّ وَلَا يَخْدَعُهُ الْخِبُّ — بَلْ يَصْفَحُ عَمَّنْ قَدْ جَنَى

دغا میں وہ نہ آتے ہیں دغا انکی نہ سیرت ہے — مگر ہاں عفو تقصیر ان کی اک مخصوص عادت ہے

كُلُّ مَنْ سَاجَلَهُ فِي خُلَّةٍ — عَادَ مَغْلُوبًا بِخَابَ وَانْثَنَى

کوئی اخلاق میں عادات میں ان کا مقابل ہو — تو مغلوبی و ناکامی یقیناً اس کو حاصل ہو

لَيِّنُ الْجَانِبِ سَهْلُ الْخُلُقِ لَا — بِالْمَطِيطَاءِ تَحَلَّى وَاعْتَنَى

ہے نرمی ان کا شیوہ اور ہیں اخلاق انکے نرم — تکبر وہ نہیں کرتے کبھی ہوتے نہیں وہ گرم

وَمَادِحُکُمْ اَبُوالْقَاسِمْ ثَنَاءً
ابوالقاسم طبیب حیدرآبادی ثنا خواں ہے

یُھَنِّیکُمْ بِذَا الْمَجْدِ التَّمَامِ
تمہیں جو رتبۂ عالی ملا ہے اُس پہ شاداں ہے

از نتیجہ فکر مولوی سید عبداللہ بن احمد العلوی الحسینی الحضرمی

تھنیت

زَهَتِ الدَّکَنُ فِی مِرْطِ الْهَنَا
پہن لی ہے دکن نے اب قبا ناز و فوقیت

وَ اکْتَسَتْ بُرْدَ الْحُبُوْرِ وَالسَّنَا
بنا ہے اب لباس فخر اس کا غلبۂ عزت

وَ الْحَمَامُ فِیْ ذُرَیٰ اَفْنَانِهَا
کبوتر اڑتے پھرتے ٹہنیوں پر ہیں درختوں کی

سَجَعَتْ سَجْعًا رَخِیْمًا عَلَیْنَا
وفور عیش و بے فکری سے ہے اُنکی خوش الحانی

وَالرِّیَاضُ اَزْهَرَتْ بِشْرًا
وفور شادمانی سے کھلے ہیں باغ کے غنچے

وَ اَیْنَعَتِ الْاَثْمَارُ کَیْمَا تُجْتَنیٰ
ثمر سب پک گئے ہیں باغ کے سب اب کوئی چن لے

وَغَدَتْ اَطْیَارُهَا تُهْدِی اِلیٰ
پرندوں کے یہ نغمے تحفہ ہائے شادمانی ہیں

سَمْعِنَا اللَّحْنَ الْاَنِیْقَ الْحَسَنَا
سُریلی ان کی آوازیں صدائے زندگانی ہیں

وَ بِهَا الْاِسْلَامُ اَمْسیٰ قَائِلًا
ہوا اسلام کا وہ بول بالا بول اٹھا اسلام

شِیْدَ صَرْحِیْ بَعْدَ اَنْ قَدْ وَهَنَا
کہ ہے میرے محل کو بعد کمزوری کے استحکام

وَ تَسَنَّمْتُ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ
کہ اب کوہان عزت پر مری جائے گرامی ہے

بَعْدِ اِلْغَاءِ الْفُتُوْرِ وَ الْوَنَا
کہاں اب مجھ میں وہ سستی کہاں فرسودہ گامی ہے

وَقَدْ جَاءَ الْبَشِيْرُ مَتیٰ هُنِيتُم
خبر جب ان کی تشریف آوری کی چارسو دوڑی

فَزَالَ الهَمُّ بِالْفَرَحِ الدَّوَامِ
تو لے لی دائمی فرحت نے جا ہر رنج اور غم کی

لَقَدْ سُرَّتْ اَحِبَّتُكُمْ جَمِيْعًا
وہ سب خوش تھے کہ جن کو قدر تھی رائے گرامی کی

لِاِصْلَاحِ الْاُمُوْرِ لَذِی انْتِظَامٍ
کہ اب ہو جائیگی اصلاح امور انتظامی کی

مُبَاهَاةٌ بِنَفْسِكَ لِلصَّدَارَةِ
صدارت کا جو منصب ہے وہ تم پر آج نازاں ہے

لِاَهْلِ الْخَيْرِ وَالشَّهْمِ الْهُمَامِ
کہ اس کے محکمہ میں ایک ایسا نیک انساں ہے

وَقُوْرٌ بِالسَّمَاحَةِ مَنْ يُلَاقِيْ
متانت ان کو حاصل ہے مگر ملتے ہیں وہ ایسے

يُقَابِلُ بِالْبَشَاشَةِ وَابْتِسَامٍ
کہ اپنے دوست سے ملتا ہو کوئی خندہ رو جیسے

وَنَشْرًا لِلْعُلُوْمِ وَقَدْ مَحَتْهَا
علوم دین کی نشر و اشاعت کام ہے ان کا

صُرُوْفُ الدَّهْرِ بِالنُّوَبِ الْجِسَامِ
کہ جس کو گردش دوراں نے ہی بالکل مٹا رکھا

وَمَدْرَسَةُ النِّظَامِيْ فِي ارْتِقَاءٍ
وہ مکتب جو نظامیہ ہے اس کو اوج ہے حاصل

بِصَدْرٍ مِنْ سَمِيْرِ الْمَجْدِ سَامٍ
توجہ سے انہیں کی ہوگیا اعزاز کے قابل

فَلَا مَتْ هٰذِهِ النَّعْمَا عَلَيْكُمْ
الٰہی برکتیں تیری ہمیشہ ان پہ نازل ہوں

وَكُوْنُوْا فِي الصَّلَاحِ عَلَى الدَّوَامِ
ہمیشہ کارہائے خیر و برکت کو وہ حامل ہوں

وَلَا زِلْتُمْ بِفَضْلٍ طُوْلَ عُمْرٍ
وہ جب تک اہل عالم میں رہیں انکو فضیلت ہو

مَعَ الْاَعْوَانِ وَالْعِزِّ الْفِخَامِ
انہیں اعوان حاصل ہوں مددگار ان کی عزت ہو

فَيَا رَبَّ الْعِبَادِ اَدِمْ نِظَامًا
دکن کے والیٔ ذیشان کو یارب سلامت رکھ

وَدَوْلَتَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ
بنار سلطنت کو بادشاہ کی تاقیامت رکھ

وَوَفِّقْ سَائِرَ الْاُمَرَا صَلَاحًا
صلاح خیر کی توفیق دے حکام ہیں جتنے

لِاَهْلِ الْمُلْكِ بِالْفَوْزِ الْعِظَامِ
کہ اہل ملک کی کچھ بہتری ہو انکی نیکی سے

بود صدر الصدور ما حبیب اللہ شروانی

بود صدر الصدور ما حبیب اللہ شروانی

۱۳ ۳۴
۳
۱۳ ۳۷ھ

از نتیجۂ فکر مولوی ابو القاسم نور محمد صاحب طبیب حیدرآباد دکن

تهنیت

حَرِیٌّ بِالصَّدَارَةِ وَالْمَهَامِ
صدارت کے تو قابل آپ کی ذاتِ گرامی ہے

وَدُمْتُمْ فَائِزِیْنَ بِذَا الْمَرَامِ
ہمیشہ آپ کو مقصد میں اپنے کامیابی ہے

وَنِلْتُمْ فَوْقَ مَا رُمْتُمْ نَعِیْمًا
امیدوں سے بہت بڑھکر تمہیں حاصل مسرت ہے

وَجُدْتُمْ مُفْضِلًا اَسْمَی الْمَقَامِ
ملا ہے تم کو جو رتبہ تمہیں حق کی فضیلت ہے

وَحُزْتُمْ مَفْخَرًا صَدْرَ الصُّدُوْرِ
امور مذہبی کے صدر ہو یہ فخر ہے تم کو

لِاَهْلِ الْعِلْمِ وَالشِّیَمِ الْکِرَامِ
کہ تم بھی اہل علم و فن میں اہل علم و دانش ہو

سُعُوْدٌ دَائِمٌ لِلْحَبِیْبِ تَرْحَمْنٌ
سعادت کو جہاں میں تم سے نزدیکی رہے ہر دم

لِاِمْدَادِ الْوُفُوْدِ بِلَا انْفِصَامِ
کہ اپنے خیرخواہوں کو ہمیشہ کر سکو خرم

وَاَوْصَافُ الْحَبِیْبِ بِغَیْرِ عَدٍّ
تمہاری ذات میں پوشیدہ ہیں بے انتہا اوصاف

وَاَخْلَاقٌ کَهَطَّالِ الْغَمَامِ
جہاں میں ابر باراں کی طرح ہیں پُر صفا اوصاف

لَہٗ وَصْفٌ بِنَظْمٍ کَالَّلآلِی
اگر اوصاف انکے نظم میں لکھیں تو موتی ہیں

لَهَا صِیْتٌ فَیُغْنِیْ عَنْ کَلَامِ
بہت مشہور ہیں وہ اب زیادہ کیا کہونگا میں

شعبان ۱۳۴۲ء

جاے در بزم رسول اللہ یابد چوں انس
پائیں جا بزم رسول اللہ میں مثل انس

از نتیجۂ فکر

جناب مولوی علی احمد صاحب شوق حیدرآبادی

بحمد اللہ چوں تازد نسیم لطف رحمانی
چمن میں چل رہی ہے اب ہوائے لطف رحمانی

کند فصل بہار تازہ گوناگوں گل افشانی
بہار تازہ عہد گل میں کرتی ہے گل افشانی

چو دریائے نوال رحمت یزداں بجوش آید
خدا کی رحمتوں کا جوش پر آجائے جب دریا

کند ابر کرم بر فرق عالم گوہر افشانی
تو عالم پر کرے ابر سعادت گوہر افشانی

اگر در انتظام مصلحت کاری گراں افتد
اہم جب کام ہوتا ہے کسی اہل ضرورت کا

شود از کاردان مرحمت سامانش ارزانی
تو کر دیتی ہے پیدا اُس میں رحمت خود ہی آسانی

روائے کار از روشن روان کاردان زیبا
حبیب حضرت حق نے کیا اس کام کا اجراء

کہ می گردد شب تار از شعاع صبح نورانی
کہ جن کے جبہ پُر نور سے ہے شب بھی نورانی

امور مذہبی میخواست نظم از ناظم کامل
امور مذہبی کا کام سلطاں نے لیا ان سے

شود آئینہ ساں تا روشن آئین مسلمانی
غرض یہ تھی کہ روشن پھر ہو آئین مسلمانی

ز ہند آمد امیرو فاضل و با دانش و با علم
وہ اک مرد خدا ہیں ہند کے با دانش و با علم

فزود اندر مہام ملک و ملت رونق ثانی
گلستان مذاہب کو ملی جن سے گلستانی

زہے بخت دکن کز روے جود رحمت رحماں
دکن کی ہے یہ خوش بختی کہ رحمت بن کے وہ آئے

نقش پایت جادہ پیماے حقیقت راست بس
ہے تمہارا نقشۂ پا راہ بتلانے کو بس

چیدۂ گلہاے تر از باغ خوے احمدی
باغ اخلاق نبی سے چن لئے ہیں تم نے پھول

در ریاض خُلق تو عنقاست نام خار و خس
کب تمہارے گلشن اخلاق میں ہیں خار و خس

دست تو باشد زہا اُفتادگاں را دستگیر
ہے تمہارا ہاتھ یا اُفتادگاں کا دستگیر

دستگیرم شو کہ یابم تا قدومت دسترس
ہاتھ میرا تھام لو تا ہو قدم تک دسترس

کن دعاے ثاقب دلریش یارب مستجاب
ثاقب دلریش کی مقبول کر یارب دعا

تا بود بر گنبد نیلی مہ و خور چوں کلس
چرخ پر جب تک ہو خورشید و قمر مثل کلس

دارد ایں صدر الصدور مذہبی اندر رکاب
اوج پر ہو عزت صدر الصدور مذہبی۔

دولت و اقبال و عز و جاہ و ثروت چوں فرس
یہ ہوں فارس اور جاہ و دولت و حشمت فرس

حسرتم ایں ست یارب ایں حبیب اندر دو کون
ہے یہی حسرت کہ ہر دو جا حبیب ذوالمنن

نام تو نامی کن بزم صدارت ہر نفس
تم سے اب صدر الصدوری کو ہے رونق ہر نفس

ای توی صدر الصدور کار و بار مذہبی
کار و بار مذہبی کو دیتے ہو انجام تم

صیت عدلت داد خواہاں را بود بانگ جرس
اب تمہارے عدل کی شہرت ہے ہم بانگِ جرس

اے رخت در بزم حادث شمع انوار قدم
بزم حادث میں ہو تم نورِ قدم کی روشنی

عالمے گردد چو پروانہ بہ گردش ہر نفس
اک جہاں پروانہ وش اطراف میں ہے ہر نفس

چشمۂ فیض تو شیریں چشمہ آمد بالمثل
چشمۂ شیریں تمہارا فیض کا چشمہ بنا

گرد او ہر لحظہ آید مردم و مور و مگس
پھر نہ کیوں ہوں جمع ہر سو مردم و مور و مگس

جانشین و ورثہ دار انبیار ما سلف
انبیار ماسلف کے ہو حقیقی جانشین

در طریقت میر عدل و در شریعت چوں عسس
تم طریقت کے ہو سلطاں اور شریعت کے عسس

ای زرہ گم گشتگان معرفت را خضر راہ
بھولے بھٹکے معرفت کے جانتے ہیں تم کو خضر

تہنیت

خیر مقدم عالیجناب مولٰنا حبیب الرحمان خان صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی

انتخاب ستارۂ فرہود
اک ستارہ کو اور لاتا ہے

مرحبا بامداد روز نشاط
رات گزری تو صبح کو دیکھا

مطلع بارگاہ سلطانی
مطلع بارگاہ سلطانی

بر دکن تافت مہر شروانی
اب دکن میں ہے مہر شروانی

گزرانیدہ محمد حسین صاحب المخاطب بہ منور رقم المتخلص موجد
شہر رمضان ۳۶ھ

از افکار ابکار

حضرت ثاقب قادری بدایونی المخاطب بامام الکلام

اے بہ علم و فہم و دانش من ندیدم چوں تو کس
علم و دانش میں کوئی تم سا نہیں ہے بیش و پس

نکتہ سنج و نکتہ فہم و نکتہ پرور نکتہ رس
نکتہ سنج و نکتہ فہم و نکتہ پرور نکتہ رس

اے تو مقبول حبیب خاص رحمٰن آمدی
تم ہو مقبول خداوند دو عالم آفریں

چوں گذشتی از خودی گشتی فنا در بحر علم
چھوڑ کر ساحل خودی کا پالیا دریائے علم

صدر بنمودی بعالم لائق ایں شان را
صدر بن کر شان دی علم و ہنر کی شان کو

انجم صاحب بصایر را تو بدری در سجی
انجم اہل نظر میں چودھویں کے تم ہو چاند

غامض بحر حقیقت مظہرے عرفان را
تاڑ لیتے ہو نگاہِ دل سے تم عرفان کو

جان تو معنی وحدت در وجود ممکنات
معنی وحدت کی گویا جان ہو امکان میں

ہم سبیح بحر معنی ہم بدیعی شان را
تیرتے ہو علم میں دیکھو تو اپنی شان کو

ذات والایت بعالم اظہرست از شمس و مس
رات اور دن سے کہیں ظاہر تر ان کی ذات ہے

بس کجا حاجت بود تبیان ایں اعیان را
پھر ہو کیا تاب سخن تعریف میں انسان کو

در ثنایت لب کشاید کے ز بے فہمی فنا
میری کم عقلی ہے اب تعریف میں لب کھولنا

عقل چوں برخویش دارد جملہ حیران را
اے فنا اب اور کیا رکھوں پریشاں جان کو

قطعہ مدحیہ

گزرانیدہ محمد حفیظ الدین صاحب عنصر منصبدار

تو حامی شرع مصطفائی
ہو حامی شرع مصطفائی

تو وارث ارث انبیائی
ہو وارث ارث انبیائی

اسم تو خوشا حبیب رحماں
ہے نام حسن حبیب رحماں

با خلق حسن کہ مجتبائی
با خلق حسن کہ مجتبائی

۳۶ ۱۳ ھ

پرتو افگن بسرش سایۂ شاہ عثماں
تو سدا ان پہ رہے سایہ شاہ عثماں

گزرانیدہ محمد عثمان شریف نیّر

قصیدہ

گزرانیدہ حافظ ولی محمد صاحب قاضی رجمنٹ فرسٹ لانسرز امپیریل

ای حبیب از حُب بخواہی رحمت رحمان را
اے حبیب حق اٹھا لو رحمت رحمان کو

زافتخار دولتش شرفی دہد شروان را
تم سے عزت ہے جہاں میں بلدہ شروان کو

جا گزیدی مثل دل در صدر عالم بس نہاں
سینۂ عالم میں تم ایسے نہاں ہو جیسے دل

فخر بخشیدی بعالم بالخصوص افغان را
فخر ہے عالم کو تم سے بالخصوص افغان کو

بہر تسخیر جہاں رحمان را گشتی حبیب
اپنے احساں کی وجہ سے تم خدا کے ہو حبیب

واجب آمد زیں سبب تعظیم تو سلطان را
پھر تمہاری کیوں نہ عظمت چاہیئے سلطان کو

حامی اسلام گشتی در دکن صدالعدوُ
تم دکن میں مذہب و ملت کے ہو صدالعدوُ

بر نہادی در خلائق تا ابد احسان را
تم نے اپنے واسطے سمجھا ہے فرض احسان کو

میکشائی عقدہ لاینحل بہ عقل موشگاف
موشگافی نے تمہاری عقدے سب حل کر دیئے

ثانی بویوسفی در عہد خود سلطان را
تم ابو یوسف ہو گویا۔ مل گئے سلطان کو

یافتی انعام از رحمان میراث حبیب
تم نے کیا رحمان سے پائی ہے میراث حبیب

کرد مستغنی دلِ ہر صاحبِ ایمان را
کر دیا مستغنی جو ہر صاحب ایمان کو

کرد اصلاح بہ تعلیم و بہ ترمیم نصاب
اس کی اصلاح بھی تعلیم میں ترمیم بھی کی

ہم مرتب شدہ اسکیم جدید از دستش
ان کے ہاتھوں ہوئی اسکیم جدید اس کی اور

گشت ممتاز و معین ہمہ حد تعلیم
کار تعلیم کے ہر وقت مددگار رہے

بہر طلاب نظامیہ چو داعی گشتہ
مدرسہ والوں نے جب ان کو بلایا وہ گئے

از ورود شرف آمود شرف ہم داد است
اپنے آنے سے نظامیہ کو عزت بخشی

ہمہ طلاب شد از فرط خوشی مالامال
مدرسے والے سبھی فرط خوشی سے تھے نہال

ہست امید قوی مدرسہ بر اوج رسد
ہے یہ امید کہ کچھ اور بھی مکتب بڑھ جائے

نیرؔ اتا بہ کجا مدح توانی گفتن
نیرؔ اب مدح کہاں تک یہ کئے جاؤ گے

بہتر آں ہست کہ از بہر دعا دست برآ
بہتر اب یہ ہے کرو ختم دعا پر مضموں

گشت منظور کنوں وسعت تعمیر مکاں
اور منظور ہوئی وسعت تعمیر مکاں

مستند گشت ہم اسناد بفضل یزداں
مستند ہو گئے اسناد بھی ۔ شکر یزداں

انتہا ہست فرح بخش کہ شد بدو چناں
کیوں نہ انجام بھلا ہو جو ہو اتنا احساں

لطف پنہانی خود ساختہ بر خلق عیاں
کر دیئے خلق پہ وہ اپنے سب الطاف عیاں

آنکہ خاک کف پا سرمہ چشم انساں
ان کی ہے خاک قدم سرمہ چشم انساں

ہمہ استاد ثنا خواں و ثنا گو ارکاں
طالب علم ہوں یا مدرسہ کے اور ارکاں

گشت منظور نظر ہائے حبیب الرحماں
کیونکہ ہیں اُس پہ نظرہائے حبیب الرحماں

چو کمالات و ہنرہاش ندارد پایاں
خوبیاں ان کی تو اس دہر میں ہیں بے پایاں

سایہ اش تا بابد باد بفرق مایاں
ان کے سایہ سے نہ ہو حشر تک آزاد جہاں

باد مشمول عنایات خدای ہمیشہ
جب ترے ان پہ عنایات رہیں اے خالق

ناظم کار مذاہب بود آں صدر صدور
منتظم کار مذاہب کے ہیں اور صدر صدور

عالم سرّ حدیث ست و رموز قرآں
جانتے ہیں وہ حدیث اور رموزِ قرآں

معدن جملہ ہنر مرکز کل افضال
معدن جملہ ہنر مرکز افضال ہیں وہ

محور دائرۂ علم و محیط عرفاں
محور دائرہ علم و محیط عرفاں

مستتر در دل صافی ست ہمی خواہی ملک
خیرخواہی وہ کریں ملک کی دل میں ہے یہی

در ضمیر ست نہاں فائدہ ہائے انساں
ان کا مقصد ہے کہ ہوں نفع رسانِ انساں

سینہ گنجینہ انواع علوم ست مگر
سینہ اُن کا ہے ہزاروں ہی ہنر کا مخزن

قلب ہم واقف اسرار ہویدا و نہاں
ان پہ روشن ہیں سب اسرار ہویدا و نہاں

الغرض حاوی معقول و سنا و منقول
عقل اور نقل سے جتنے ہیں علوم انکے ہیں

ہم روا ہست بگوئیم فلاطون زماں
ان کو زیبا ہے کہیں ہم جو فلاطون زماں

کرد در عرصہ محدود چنیں اصلاحات
تھوڑے عرصہ میں جو کر گزرے ہیں وہ اصلاحات

نیست ممکن ز کسے گرچہ بود طول زماں
نہیں ممکن وہ کسی اور سے با طول زماں

امر نافذ شدہ در عظمت دین اسلام
عظمت دین نبی کا ہوا فرماں نافذ

حکم جاری شدہ در حرمت ماہ رمضاں
ہوگیا حکم۔ کرو حرمتِ ماہ رمضاں

منبع وصف نکو مرجع اخلاق حسن
منبع وصف نکو مرجع اخلاق حسن

طالب مرضی و جویائے رضائے رحماں
طالب مرضی و جویائے رضائے رحماں

زیں سبب داد نظامیہ عنان خود را
مدرسہ وہ جو نظامیہ کہا جاتا ہے

در کف قدرت صاحب نظر والاشاں
دست قدرت میں انہیں کے ہے اب اسکی بھی عناں

مورد لطف و کرم گشت نظامیہ کنوں
مدرسہ مورد الطاف و کرم ہے ان کا

مکتب دیں شدہ ممنون حبیب الرحماں
مکتب دیں بھی ہے ممنون حبیب الرحماں

غیرت باغ ارم کوچہ و برزن گشتہ — مرد و زن جملہ شدہ روکش حور و غلماں
اب دکن کے ہیں گلی کوچے بھی رشک فردوس — مرد و زن کیوں نہ بنیں غیرت حور و غلماں

قوتِ نامیہ شد عظمت دین اسلام — میدمد در شجر مردہ صبا ہر دم جاں
عظمت دین نبی کو ہے نمو کی قوت — شجر مردہ میں گویا کہ پھر آئی ہے جاں

بر گلستان جہاں باب کرامت وا شد — خطۂ ارض شدہ مورد فضل رحماں
باغ امکان کے درہائے کرامت ہیں کھلے — خطہ ارض بنا مورد فضل رحماں

بذلہ سنج است گہے بلبل بیدل بر گل — بر سر سرو بود فاختہ ہم زمزمہ خواں
بذلہ سنج آج نہ کیوں گل پہ ہو بلبل کی زباں — فاختہ سرو پہ کیوں آج نہ ہو زمزمہ خواں

شاخ ہم سر بسجود است از افراط ثمر — وحش و طائر ہمہ مصروف بذکر سبحاں
کثرت بار سے ہر شاخِ شجر سر بسجود — وحش و طائر بھی ہیں مصروف بذکر سبحاں

چوں نباشند ہمہ خلق و رعایا شاداں — الغرض گشت دکن مصدر فیض یزداں
آج کیوں پھولے سمائے یہ رعایائے دکن — آج کے دن ہے دکن مصدر فیض یزداں

ناظم جملہ امورات مذاہب گشتہ — معدن فضل و کمالات حبیب الرحماں
اُس کے ناظم ہیں مذاہب کی ہیں جتنی باتیں — کون وہ معدن الطاف حبیب الرحماں

انتخاب شہِ والا بصدارت موزوں — چشم شاہی شدہ از بہر ہنر ہا میزاں
انتخاب ان کا صدارت کے لئے موزوں ہے — چشم سلطان ہے گویا کہ ہنر کی میزاں

شاہ ما بر محل خویش کند وضع الشیٔ — کار مذہب بسپردہ بہ حبیب الرحماں
چیز سلطاں نے ٹھکانے پہ رکھی ہے اپنے — یعنی ہیں کارگزار اس پہ حبیب الرحماں

گشت اکنوں ز کمالات حبیب الرحماں — حیدرآباد دکن روکش شہر شرواں
حیدرآباد میں جب آئے وطن سے وہ یہاں — تو دکن ہو گیا صد غیرت شہر شرواں

کمال دولت و اقبال روز افزوں باد
کمال دولت و اقبال روز افزوں ہو

عروج سلطنتش از قیاس بیروں باد
عروج سلطنت ان کا گماں سے بیروں ہو

مراد و مقصد شہ ہرچہ در دلش باشد
جو آرزوے دل شاہ خوش خصائل ہو

بفضل داور دادار حاصلش باشد
بفضل داور دادار اُس کو حاصل ہو

تو ہم حبیب بشاہِ دکن عزیز شوی
رہو جو مورد الطافہائے شاہانہ

بشرط آنکہ تو یار حمید نیز شوی
حمید کو نہ سمجھ لینا ایک بیگانہ

بہ نزد شاہ ترا باد قدر و عزتُ جاہ
رہے دکن میں تمہاری مدام عزت و جاہ

مدام بر سر تو باد ظل ۔ ظل اللہ
تمہارے سر پہ ہمیشہ ہو ظل ظل اللہ

قصیدہ

در تہنیت قدوم میمنتُ لزوم عالیجناب معلی القاب مولنا مولوی حبیب الرحمان خانصاحب شروانی میر مجلس مدرسہ نظامیہ و صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی

حبذا موسم گل آمدہ در باغ جہاں
موسم گل کا جہاں میں ہے بلند آج نشاں

گشت گنجینۂ شادی دل ہر پیر و جواں
اک خزانہ ہے خوشی کا دل ہر پیر و جواں

شد نصیب ہمہ کس فرحت بیحدُ حساب
آج ہر شخص کو کس درجہ ہے فرحت حاصل

موجزن بحر مسرت شدہ بے شطّ و کراں
آج دریائے مسرت میں ہے کتنا طوفاں

غیرت جنت ماویٰ شدہ امروز دکن
غیرت جنت ماویٰ ہے دکن آج کے دن

مضطرب چوں نشود از پے دیدن رضواں
جس کے دیدار کا مشتاق ہے چشم رضواں

یہ اسمہائے مبارک ہیں ان کے نام کا جزو
بخال خطاب زشاہان ہند میدارد
خطاب خان کا شاہان ہند سے پایا

جہاں پناہ فلک بارگاہ ظل اللہ
جہاں پناہ! فلک بارگاہ ظل اللہ

بعہد سلطنتش گرگ و میش ہمرازند
انہیں کے عہد میں ہمراز گرگ و میش ہوئے

نمیکنند بعشاق ظلم معشوقاں
نہیں تفیدہ دلوں پر جفائے معشوقاں

خلوص او بحضور شہ معظم ما
خلوص شاہِ معظم سے ان کو ہے ایسا

بعہد جدّ شہنشاہ را وفادارست
ہے ان کے جد کے زمانہ سے یہ وفاداری

خدائے ذوالمنن اورا دہاد عمر دراز
خدا نصیب کرے ان کو عمر ہائے دراز

کسیکہ حاسد و بدخواہ دولتش باشد
جو اِن کی دولت و اقبال کا رہے بدخواہ

بچشم بد چو بہ بیند کسی جلالش را
جو اُن کے چہرۂ اقبال کو لگائے نظر

ہر اک بحیثیت اپنی صفت کے کام کا جزو
تفوقی کہ بخوانان ہند می دارد
اِسی لئے ہے بڑا ان کا ہند میں پایا

برخ چو ماہ بسر کجکلاہ آصف جاہ
دکن میں ہے وہ شہِ کجکلاہ آصف جاہ

بدور مملکتش بلبلاں بہ گل نازند
مثال بلبل و گل گرگ و میش خویش ہوئے

بحسن عشق چناں ربط شد بدورش حال
کہ حسن و عشق میں اب ہو گیا ہے ربط نہاں

شدست وظاہر و باہر چو آفتاب بسما
کہ آفتاب ہے روشن زمین پر جیسا

بملک و مال و سپاہ خودش مددگارست
سپاہ و مال سے کرتے ہیں وہ مددگاری

بتاج و تخت دکن باد دائماً ممتاز
وہ تخت و تاج دکن سے سدا رہیں ممتاز

بقعر نار جہنم سکونتش باشد
تو اس کو قعر جہنم میں ڈالدے اللہ

زمانہ کور کند چشم بدسگالش را
تو پھر کبھی نہ زمانے میں اس کو آئے نظر

مگر بجاے دو ہفتہ دو ماہ شد ای یار
بجائے ہفتہ دو ہفتہ کے دو مہینے ہوئے

کہ بس ہنوز تو واپس نیامدی بدیار
کہ واپس اپنے وطن کو نہ آج تک آئے

ولے کہ وعدۂ تو یک نشد وفا گاہے
تمہارا ایک بھی وعدہ نہیں ہوا پورا

بلے کہ منزل خوباں ہمیں نہد راہے
بتاؤ تو سہی مجھ کو یہی ہے شرط وفا

بیا بیا وکنوں ہم بیا بہانہ مکن
اگر ہے تم کو محبت تو اب بھی آ جاؤ

تو وعدہ زود وفا کن بغیر ہیچ سخن
کیا تھا تم نے جو وعدہ اُسے تمام کرو

وگرنہ از دل نالاں برآورم فریاد
وگرنہ یاد رکھو وہ مچاؤنگا فریاد

بسوی آنکہ دہد درمیان ما و تو داد
کہ بخشنے سنتے ہی سبحانہ تعالی داد

بہ آنکہ چوں من بیمار را دوا بخشد
ادھر مرے دل بیمار کو دوا مل جائے

بہ آنکہ چوں تو دل آزار را ہدا بخشد
اُدھر بھی یار دل آزار کو ہدیٰ مل جائے

بہارِ باغ وچمن تاجدار ملک دکن
بہار باغ وچمن تاجدار ملک دکن

پناہ وپشتِ غریباں وشہریار زمن
پناہ پشت غریباں وشہریار زمن

خدیو سلطنت آصفی حضور نظام
خدیو سلطنت آصفی حضور نظام

شہِ علوے مکاں خسرو بلند مقام
شہِ علوئے مکاں خسرو بلند مقام

محی ملتُ دیں نائب رسول امیں
محی ملت دیں نائب رسول امیں

ضیار شرع مبیں سایۂ خدا بزمیں
ضیاء شرع مبیں سایۂ خدا بزمیں

بفضل و بخشش و احسان خلیفۂ صدیق
ہیں فضل و بخشش و احسان میں نائب صدیق

بعدل نائب فاروق ہست بالتحقیق
عمر کا عدل ہے ان کے لئے رفیق شفیق

بحلم ثانی عثماں بفر و زور علی
حلیم ایسے ہیں جیسے کہ حضرت عثمان

ازیں دو اسم مسمی شد او بشان جلی
علی کی ان کو میسر ہے قوت و سلطان

کدام بنت عنب گشتہ محرم رازش
وہ کون دختر رز یار کی ہے محرم راز

کدام ساقی مہوش شدہ ہم آوازش
وہ کون ساقی مہ وش ہے اس کا ہم آواز

کدام مطرب مستانہ شد انیس ورا
ہے کون مطرب مستانہ آج اس کا انیس

کہ گشت ہم دم خوش شاہد نفیس ورا
کہ ہمکنار ہے اب کونسا نگار نفیس

تو اے نسیم چو پیچی بہ زلف مشکینش
نسیم تیری رسائی جو یار تک ہو جائے

سلام شوق رساں از حمید مسکینش
سلام شوق حمید فگار سے پہنچائے

پیام مایس ازاں بیوفا بگوش گذار
یہ بات کر صنم بے وفا کے گوش گزار

کہ بیتو حال دل زار ماست زار و نزار
کہ ہے بغیر ترے حال اسکا زار و نزار

فراق روی تو جانم بقید غم افگند
ترے فراق نے اس درجہ اس کو رنج دیا

الا کہ نیست مرا سودمند وعظ و پند
کہ سودمند نہیں اب کسی کا کچھ کہنا

تو محو دید گل وبلبل و بہار چمن
نظارۂ گل وبلبل میں تم رہو مصروف

مرا رسید کنوں بیتو دست تا دامن
مرے یہ ہاتھ گریباں دری سے ہیں مالوف

تو در حریم دکن بزم عیش آرائی
دکن میں تم تو کرو جا کے بزم آرائی

مرا خیال جمال تو کرد صحرائی
تمہاری یاد میں بن بن پھروں میں صحرائی

ترا خوش ست تماشای شمع و پروانہ
تمہیں تو بھائے تماشائے شمع و پروانہ

مرا بس ست خرابات و دشت و ویرانہ
مجھے پسند خرابات و دشت و ویرانہ

دراں زماں کہ تو کردی سفر بسوی دکن
کیا تھا تم نے مہربان جب دکن کا رخ

بیاد آر جواب سوال دعوت من
مرے سوال کا تم نے دیا تھا کیا پاسخ

نہ گفتہ کہ من آیم پس دو ہفتہ ضرور
نہیں کہا تھا کہ دو ہفتہ بعد آتا ہوں

پس آں زماں بکنم دعوت ترا منظور
کھلاؤ تم جو مجھے جان و دل سے کھاتا ہوں

بآں خدا کہ نہ آغاز دارد و انجام
خدا وہ جس کی نہ کچھ انتہا نہ کچھ آغاز
قدیم و قائم و حی ست و لایموت بنام
ازل سے ہے تو ابد تک رہے وہ بندہ نواز

قدیر و قادر و خلاق جملہ عالم اوست
تمام جن و بشر کا وہی تو ہے خالق
حکیم و حاکم و رزاق جملہ عالم اوست
حکیم و حاکم و ہر جاندار کا رازق

بآں خدا کہ حبیب دل ست و راحت جاں
خدا وہ راحت دل اور راحت ہر جاں
جمیل نور جمالش نظر فریب جہاں
جمال نور فریب نگاہِ دانایاں

جمال بخش حسینان اہل عالم را
اُسی کا نور ہے خوبان اہل عالم میں
وصال بخش دل طالبان پر غم را
ہے راحت اہل نظر کو اُسی کر اک غم میں

بہ لطف خاص عنایت بدوستاں دارد
جو اس کے دوست ہیں اُن کے وہ دلمیں آتا ہے
چو دوست دُور شود باز پس ہمی آرد
جو اس سے دُور ہٹے اس کو کھینچ لاتا ہے

حبیب اوست محمد رسول خیر انام
ہیں اس کے دوست محمد رسول خیر انام
خدائے پاک فرستد برو صلوٰۃ وسلام
خدائے پاک کی اُن پر ہو رحمت اور سلام

پس ثنای خدا و پس صلوٰۃ رسول
پس ثنائے خدا و پس صلوٰۃ رسول
دعای نامہ من سوی دوست باد قبول
مری طرف سے دعا نامہ دوست کو ہو قبول

تو ای نسیم سحر در دکن اگر گذری
نسیم صبح دکن میں جو ہو گزر تیرا
اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری
تو میرے دوست سے کہدینا درد دل میرا

بہ بیں کہ آں بکدامیں چمن خراماں ست
یہ دیکھنا کہ وہ کس باغ میں خراماں ہے
کدام غنچہ و گل یار را بداماں ست
وہ کیسے غنچہ و گل ہیں کہ گل بداماں ہے

کدام بلبل خوش لہجہ نغمہ خوان ویست
ہے کون بلبل خوش لہجہ نغمہ خواں اس کا
کدام طوطی گویا شکر فشان ویست
ہے کون طوطی گویا شکر فشاں اس کا

مصرع سال وقارش خوش لسان الغیب بود
ان کو جو عزت ملی تاریخ اسکی یوں کہی
کرسی اعزاز اینک یافت از شاہِ دکن
کرسی اعزاز اینک یافت از شاہ دکن

بصدر بزم شریعت بہ لطف سلطانی
بصدر بزم شریعت بہ لطف سلطانی
الٰہی باد بصد احترام شروانی
رہے الٰہی بصد احترام شروانی

بصدق مظہر صدیق باکمال صفا
بشکل مظہر صدیق ہو بفرط صفا
بحلم جود معین المہام عثمانی
وقار حلم معین المہام عثمانی

چہ حاجت ست بمدح وثنای خلق ترا
تمہیں کسی کی ستائش کی کیا ضرورت ہے
بہ حسن فاتّبعونی حبیب رحمانی
بہ حسن فاتبعونی حبیب رحمانی

۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء — از مولوی علی احمد خاں صاحب عربی پروفیسر سنٹ جانس کالج (آگرہ)

از نتائج فکر

سخنور شیریں مقال ستودہ سیر حمیدہ خصال جناب چودھری عبد الحمید خاں صاحب انصاری
رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

(نامۂ منظوم من الحمید الی الحبیب)

نخست میکنم آغاز نامۂ منظوم
شروع کرتا ہوں اپنا میں نامۂ منظوم
بنام پاک خداوند واحد و قیوم
بنام پاک خداوند واحد و قیوم

گزرانیدہ

حافظ احمد حسین نقشبندی مجددی امروہوی

۱۷ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

ایں نوید طرفہ تر آورد گردون کہن
آج خوشخبری سُناتا ہے یہ گردون کہن

راستی سرو کرد آزادش از قید چمن
سرو اب آزاد ہے اس پہ نہیں قید چمن

رفت یعنی آں امیر ذی حشم سوی دکن
یعنی وہ جن کو حبیب حق کہا کرتے ہیں لوگ

نام او نام حبیب حق شدہ ہم پیرہن
وہ وطن سے اب روانہ ہو گئے سوئے دکن

دُرِ وصفش از زبان کلک در سلک بیاں
وصف ان کے ہیں گہر رشتہ زبان کلک ہے

امر دیں را گشت ناظم جامع کل علم و فن
وہ ہیں ناظم دین کے اور جامع کل علم و فن

ای بلوح عارضش خط صراط المستقیم
ان کے عارض پر ہے جو خط صراط مستقیم

اھدنا در دل بخواند گر بہ بیند برہمن
اہدنا پڑھنے لگے گر دیکھ پائے برہمن

صدق صدیقی ترا و عدل فاروقی ترا
عدل ہے فاروق کا اور صدق ہے صدیق کا

کرد غنانت غنی اینست فضل ذوالمنن
ہے غنا عثمان کی یہ سب ہے فضل ذوالمنن

رفتنت سوی دکن در بلدۂ عالیمقام
تم یہاں سے جاتے ہو ملک دکن میں اسطرح

بے تکلف آنچناں باشد کہ جاں اندر بدن
بے تکلف جس طرح ہو جان کا حامل بدن

منصب عالی کہ داری ہست ذاتت فخر داد
فخر ہے صدر الصدوری کو تمہاری ذات سے

ورنہ منصب موجب عزت بود بیشک وطن
منصب عالی کو عزت تم سے ہے بے شک وطن

انت طیب لیس مثلک فی مہمات النظام
کون تم سا صاحب ہوش و خرد ہے ملک میں

انت مفضول وحید فی امورات الزمن
کون ہے تم سا وحید الدہر و یکتائے زمن

كُنْتُ فِيهِ رَهِيْنَ تَدْرِيسِ
مرے تفویض اگرچہ ہے وہاں تدریس کی خدمت

خَاوِيَ الْبَطْنِ خَاوِيَ الْكِيسِ
مگر بھوکا ہوں خالی ہاتھ ہوں یہ ہے مری حالت

اِنْقَضَتْ لِي ثَمَانَ عَشْرَ حِجَجٌ
اسی حالت میں میرے آج اٹھارہ برس گزرے

حَيْثُ لَمْ تَبْقَ لِي رَجَاءُ فَرَجٍ
مگر فرخندہ حالی کے مرے ارماں نہیں نکلے

لَوْ رَأَيْتُمْ اِلَى مَعَا مَلَتِي
اگر اس کس مپرسی کو مرے اے مہرباں دیکھو

اِعْتَبَرْتُمْ ضِيَاعَ مَا صِلَتِي
تو جانو گے میرے احسان کے برباد ہونے کو

قَلَّ مَالٌ عَلَيْهِ كُثْرُ عِيَالٍ
زیادہ ہیں جو گھر والے بہت ہی کم ہے مال وزر

عِيلَ صَبْرِي بِهٰذِهِ الْاَهْوَالِ
مصائب اس قدر ہیں صبر اب دشوار ہے مجھ پر

اِضْطِرَارِي وَسُوْءُ نِقْمَتِهٖ
عوض ملتا ہے مجھ کو کم یہاں میں سخت مضطر ہوں

لَا يُجِيْزُ اِنَّنِي اُقِيْمُ بِهٖ
کہو حالت ہو جب ایسی تو پھر کیونکر یہاں ٹھیروں

فِي يَدَيْكُمْ هُنَا اُمُوْرُ الدِّيْنِ
امور مذہبی ہے اب تمہارے زیر نگرانی

خِدْمَةٌ لِي يَسِيْرَةٌ تُغْنِيْنِ
مجھے اس چشمہ شیریں سے دیدو گھونٹ بھر پانی

لَوْ تَوَجَّهْتُمُوْا اِلَيَّ بِمَا
توجہ آپ کی میری طرف تھوڑی سی ہو جائے

مَادَنِي - اَوْ - اَفَازَنِي مُنْيَ
کہ جس سے میرے جینے کی کوئی صورت نکل آئے

رَبُّ خَيْرِ الْجَزَاءِ يَجْزِيكُمْ
تو روز حشر دیگا اس کا بدلہ خالق سبحان

لِمُهِمَّاتِكُمْ لَيَكْفِيكُمْ
تمہاری مشکلوں کو بھی کریگا ذو المنن آسان

دُمْتُمُوْ حَيْثُ دَامَتِ الْاَيَّامُ
ہدایت پر خدا قائم رکھے تم کو زمانے میں

بِالْهُدٰى - وَالسَّلَامُ خَيْرُ خِتَامٍ
خدا کی خیر و برکت تم پہ نازل ہو زمانے میں

عَيْنَ اَعْيَانِ نَوْعِ اِنْسَانٍ
وہ سرداروں کے ہیں سردار ہیں اشرف تریں انساں

حِبّ قَوْمٍ حَبِيْبِ رَحْمَانٍ
ہیں اپنی قوم کے مخلص حبیب حضرت رحماں

شَاخِصَاتُ الْعُلٰى مَقَاعِدُهُ
نگاہیں انکی مجلس پر ہیں سب کی قدر دانی کی

شَامِخَاتُ الذُّرٰى مَصَاعِدُهُ
انہوں نے اپنے مقصد کی بلندی پر چڑھائی کی

يَامُعِزَّ الْخِطَابِ وَاللَّقَبِ
خدا رکھے تمہیں اے مستحق عزت و اقبال

ذَا الْمَقَامِ السَّنِيِّ وَالرُّتَبِ
تمہیں ہو مرتبہ تم ہو خدا کے مورد افضال

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ مَعَالِيْكُمْ
تمہارے مرتبہ میں کچھ سوا اللہ برکت دے

جَعَلَ الْمَجْدَ فِيْ مَوَالِيْكُمْ
تمہاری عزت و اقبال کو لوگوں میں عزت دے

فَاعْمَلُوْا شُكْرَ وَاهِبِ النِّعَمِ
تمہیں اب چاہیئے کرنا ادا شکر خداوندی

بِعُمُوْمِ الْعَطَاءِ وَالْكَرَمِ
تمہارے فیض احساں سے رہے سب کو برومندی

سَدِّدُوْا بَابَ حَاجَةِ الْفُقَرَا
جو حاجتمند ہیں تم حاجتیں اُن کی روا کر دو

خَلِّصُوْا مِنْ مَحَابِسِ الْبُرَحَا
مصیبت کے جو قیدی ہیں انہیں لِلّٰہ رہا کر دو

اَنَا اَيْضًا اِلَيْهِ مُفْتَقِرٌ
تمہاری بارگاہِ فیض کا محتاج ہوں میں بھی

وَسُؤَالِيْ لَدَيْكُمْ حَقِرٌ
میری خواہش مرا مقصد حقیقت میں ہے معمولی

فَرُّخ آبَادُ هٰهُنَا بَلَدٌ
فرخ آباد میں رہتا ہوں لیکن بے سر و ساماں

سَبَدٌ فِيْهِ لِيْ وَلَا لَبَدٌ
پہننے کی نہ کچھ صورت گزارے کا نہ اطمیناں

اُفْتِي النَّاسَ حِيْنَ يَسْتَفْتُوْنَ
جو مجھ سے پوچھتے ہیں دین کی باتیں تو کہتا ہوں

فِيْ مَسَائِلِهِمْ وَيَسْتَمِدُّوْنَ
بتاتا ہوں مسائل رہبری کا شغل رکھتا ہوں

مَعَ ذَا فِيْهِ هَائِ اِسْكُوْلَ
بڑا مکتب کہا جاتا ہے میں جسکا مدرس ہوں

اِنَّ مِثْلِيْ لَفِيْهِ مَخْذُوْلٌ
مگر اس مدرسہ میں کس مپرسی کا میں مونس ہوں

اِنْ شِئْتَ فِیْهَا لِلْاُمُوْرِ مُسَاعِدًا
حامیِ مدرسہ معاون کار

فَیَکُنْ خَبِیْرًا فِی الْاُمُوْرِ مُجَرَّبُ
چاہیئے اک مشیر اگر ہشیار

کَالشَّیْخِ رُکْنُ الدِّیْنِ حَیَّ صَبَاحُہٗ
تو وہ ہیں صرف شیخ رکن الدین

شَیْخٌ فَقِیْہٌ بِالْعُلُوْمِ مُھَذَّبُ
عالم باعمل ہیں مرد متین

وَالْعَفْوُ مَطْلُوْبٌ وَتَرْجُوْ عَوْدَۃً
اب یہ ہے آرزو کہ کے جائیں

فَاَنَا الْغَرِیْبُ اِلٰی مَتٰی نَتَغَرَّبُ
یعنی پردیس سے وطن میں آئیں

اَرْجُوْ خَلَاصًا مِنْ ھُنَا لِبِلَادِنَا
کردے آزاد اب ہمیں جو وکن

وَنَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَزَمْزَمَ نَشْرَبُ
تو بنے بلدۃ الحرام وطن

ریختۂ کلک

حکیم ابوالبرکات محمد عبدالرشید ظہور الاسلام سہسوانی قادری نقشبندی

که از فرخ آباد فرستادند

اَحْمَدُ اللّٰہَ اَحْسَنَ التَّحْمِیْدِ
خدا کی حمد کرتا ہوں یہی تحمید احسن ہے

اِنَّہٗ فِی الْعَطَاءِ نِعْمَ وَحِیْدِ
وہی بخشش میں یکتا ہے وہی عالم کا امن ہے

فَاُصَلِّیْ عَلٰی شَفِیْعِ النَّاسِ
زباں پر پھر میں لاتا ہوں نبی کے نام نامی کو

دَائِمَاتٍ اِلٰی قِیَامِ الْبَاسِ
قیامت تک درود اور رحمت غفار نازل ہو

بَعْدَ ذَا اَلتَّجِیْ بِخُدَّامٍ مَنْ
پھر اس کے بعد میری التجا خدمتمیں ہے انکے

فَازَ فَوْزًا مَفَاوِزَاتِ زَمَنْ
کہ حاصل ہے جنہیں اعزاز بڑھکر سارے عالم سے

دَامَ عُلَاهُ دَامَ ظِلُّ مَلِيكِنَا
اُن پہ سایہ ہو سایۂ رب کا

اَبْقَاهُ رَبِّي لِمِثْلِ ذَا يَسْتَنْخِبُ
اُن کو سلطان نے انتخاب کیا

اَهْلًا بِهٖ اَهْلًا وَسَهْلًا مَرْحَبًا
ان کو ہم سب خوش آمدید کہیں

يَا قَوْمَنَا قُومُوا اِلَيْهِ وَرَحِّبُوا
اُن کے آنے سے شاد شاد رہیں

قُولُوا سَمِعْنَا طَائِعِينَ لِاَمْرِهٖ
ان کی ہر بات جان و دل سے سنیں

فِي كُلِّ مَا يَتَلَفَّظُ اَوْ يَكْتُبُ
وہ جو فرمائیں ہم قبول کریں

صَدْرُ الصُّدُورِ دِرَايَةً وَاِصَابَةً
اُن کی ہر ایک رائے صائب ہے

فِيمَا يَرَاهُ مِنَ الْاُمُورِ وَيَحْسَبُ
ان کی ہر بات حق بجانب ہے

يَلْقَاكَ بِالتَّرْحِيبِ اِنْ لَاقَيْتَهٗ
ان کو تم پاؤ گے کشادہ دل

فَهُوَ الْحَبِيبُ وَفِي الْفُؤَادِ مُحَبَّبُ
ان کے قبضہ میں ہے ہر اک کا دل

يَحْمِيهِ حَزْمٌ وَانْتِبَاهٌ يَقْظَةٌ
ہیں وہ بیدار مغز اہل نظر

فِي كُلِّ مَا يُمْضِيهِ اَوْ يَتَرَقَّبُ
بات ان کی ہے فکر کی خوگر

لَيْسَ يُرٰى شِبْهٌ لَهٗ فِي اَرْضِنَا
وہ دکن میں ہیں بے نظیر انساں

يَا اَيُّهَا الْحُسَّادُ مَهْ لَا تَكْذِبُوا
جھوٹ کہتی ہے حاسدوں کی زباں

لَوْ كَانَ حَقًّا مَا تَقُولُونَ بِهٖ
حق اگر ہے بیان حاسد کا

اَوْ كَانَ فِيهِ مَا يُلَامُ وَيُعْتَبُ
اور ہے یہ ملامت اس کی بجا

اِنْ كَانَ مَا رَحَلَ الْبَرِيدُ لِاَجْلِهٖ
تار برقی سے کیوں بلائے گئے

فِي الْبَرْقِ تَعْظِيمًا مِرَارًا يَذْهَبُ
اتنی عزت سے کیوں وہ لائے گئے

هٰذَا النِّظَامِيَّةُ يَا بُشْرٰى لَهَا
ہے نظامیہ کو یہ خوشخبری

سَيَزُولُ عَنْهَا مَا يَشُقُّ وَيَصْعُبُ
آفتیں دور ہو گئیں اس کی

فِيْهِ النِّظَامِيَّةَ اِن لَا زَمْتَهَا
سَتَشُوفُ فِيْهَا مَا يَسُرُّ وَيُعْجِبُ

جس کو کہتے ہیں سب نظامیہ
ہے وہاں علم وفضل کا جلوہ

لَا غَرْوَ اَنْ يَاتِيْهَا مُنْتَزِحٌ
عَرَبِيٌّ هِنْدِيٌّ مُشْتَرِقٌ وَمُغْرِبٌ

عربی ہو کہ ہو کوئی ہندی
پاؤ اس جا تو کیا تعجب ہے
مشرقی ہو کہ مغربی کوئی
یہ نظامیہ بے تعصب ہے

تَجْرِي التَّلَامِذَةُ الْكِرَامُ بِهَا عَلٰى
اَثَرِ الشُّيُوخِ فَكُلُّهُمْ مُتَدَرِّبٌ

بے رو صاحبان علم ہیں سب
سیکھنے والے سیکھتے ہیں ادب

حَسُنَتْ بِاَنْوَارٍ وَيُدْعٰى فَضِيْلَةً
صَارَ بِهٖ فِي الْعَالَمِيْنَ يُلَقَّبُ

بانئ مدرسہ جو تھے مشہور
جن کو کہتے ہیں سب خدا کا نور

لٰكِنَّهُ الْمَوْلٰى دَعَاهُ مُكَرَّمًا
بِجِنَانِ عَدْنٍ فِيْ عُلَاهَا يُرَحَّبُ

جا ملے وہ تو حق تعالے سے
اب ہیں جنّات عدن میں رہتے

اِنْ غَرَبَتْ شَمْسٌ فَهٰذِهٖ عَادَةٌ
مِنْ بَعْدِهَا الْبَدْرُ اِذًا لَا يَغْرُبُ

چاند بھی نور ہی تو ہے رب کا
شمس ڈوبا قمر نکل آیا

اَعْنِيْ بِهٰذَا الْبَدْرِ صَدْرَ صُدُوْرِنَا
مَنْ بِالْاُمُوْرِ الْمَذْهَبِيَّةِ يَلْزَبُ

جن کو صدر الصدور کہتے ہیں
فکر مذہب میں ڈوبے رہتے ہیں

وَهُوَ الَّذِيْ فَاقَ عَلٰى اَقْرَانِهٖ
مَنْ كَانَ فِيْ ذُرَى الْمَحَامِدِ يَخْطُبُ

ہمسروں پر انہیں ہے فوقیت
ان پہ شیدا ہے مذہب و ملت

اَشْرَقَ فِيْ هٰذَا الْبِلَادِ مَجِيْئُهٗ
حَتّٰى اسْتَارَبِهٖ وَضَاءَ الْغَيْهَبُ

چاند خورشید کی جگہ چمکا
روشنی سے بدل گئی ساری
اس پہ ہے آفتاب کا دھوکا
شمس کے ڈوبنے کی تاریخی

تاریخ ورود مولانا شروانی مدظلہ

از فدا علی صاحب طالب

کہ از آیۃ شریفہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن استخراج نمود

هٰذِهِ الابیات نظمها یحییٰ بن محمّد الیافعی ترحیبًا بقدوم مولٰنا حَبِیْبُ الرحمٰن الشروانی المخاطب بصدر الصدور الی المدارس النظامیۃ بحیدرآباد دکن

اَلْعِلْمُ اَشْرَفُ مَا یُرَامُ وَیُطْلَبُ
علم اک بہترین مقصد ہے

وَاَعَزُّ شَیْءٍ فِی الْمَعَالِیْ یُکْسَبُ
اس سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی شے

فَعَلَیْکَ بِالْعِلْمِ یُرِیْدُکَ رِفْعَۃً
کرلو تحصیل علم کی دولت

فِی الدِّیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ حِیْنَ تَقَرُّبُ
تاکہ حاصل خدا کی ہو قربت

کَمْ مِنْ اُنَاسٍ سَائِحِیْنَ لِاَجْلِہٖ
ہوکے لوگوں نے صابر و شاکر

تَرَکُوا الْبِلَادَ لِکَسْبِہٖ وَتَغَرَّبُوْا
دیس چھوڑا ہے علم کی خاطر

اِنْ رُمْتَ بَحْرًا جَامِعًا لِعُیُوْنِہٖ
چاہتے ہو کہ بحر علم ملے

یُرْوِی الوُرُوْدَ بِصَفْوِہٖ اِذْ یَشْرَبُوْا
جس سے سیراب ہوتے ہیں پیاسے

فَاقْصِدْ اِلٰی حَیْدَرْ آبَادْ فَاِنَّہٗ
حیدرآباد کی طرف آؤ

بَلَدٌ بِہٖ فِیْ کُلِّ عِلْمٍ مَکْتَبٌ
تاکہ اس مدرسہ کو دیکھ سکو

کردی تو بجان منزلت علم وہنر
تجھ سے روشن ہے علم وحکمت کا نام

شد قدر شناس تو بہ دل شاہ دکن
ہے نام ترا شاہِ دکن سے روشن

گزرانیدہ محمد فدا علی صاحب طالب مدد گار پرفیسر دار العلوم

چوں ز حکم شاہِ والا جاہ سلطان دکن
حکم سے شاہِ دکن کے تم دکن میں آ گئے

آمدہ اینجا فقیہ وعالم روشن ضمیر
کون تم وہ تم جنہیں کہتے ہیں ہم روشن ضمیر

در امور مذہبی ہر فرد و ہر فرد حساب
ہاں امور مذہبی کے فرد کامل ہو تمہیں

از ضیار نور ختم المرسلیں شد مستنیر
ہاں ضیار نور آنحضرت سے ہو تم مستنیر

ہاتفم گفتہ مرا کز بہر تاریخ ورود
کہہ دی ایہ روح القدس نے مجھ سی تاریخ ورود

آیت رحمت بخواں از مصحف رب قدیر
آیت رحمت پڑھو کہتا ہے جو رب قدیر

دافع اسقام وعلت در د نامش آمدہ
نام کا ان کے وظیفہ دافع امراض ہے

وا ے را بگذار و در اعداد آنہا را نگیر
دور کرکے "وا ے" کو کرلو شمار بے نظیر

مورد رحمت ز رحمن ہست چوں ذات حبیب
مورد رحمت ہے جب رحمان کی ذات حبیب

از سر نامش بکن تکمیل نظم دلپذیر
ہو حروف نام سے تکمیل نظم دلپذیر

دعای شاه بگفتم صفات ذات توہم
دعا ملک کے لئے اور کی تمہارے لئے

نمانده است مگر اینکه گویمت اکنوں
بیان اب مجھے کرنا ہے اک یہی مضمون

شوی ز قدر مزل بآں زماں آگاه
کہ تم کو اپنے مزل کی قدر جب ہوگی

کہ شاد ماں برود زیں سرائے بوقلموں
کہ چل بسے وہ زمانے سے اور ہو مامون

یوم عید الفطر، پنجشنبہ ۳۶ئہ - ۱۱ر جولائی ۱۹۱۸ء

رباعیات از مخدوم عالم صاحب آثر

اے منصب فضل را تو شایا نستی
رب کے فضل وکرم کے شایاں ہو تم

سرمایۂ افتخار دوراں نستی
سرمایۂ افتخار دوراں ہو تم

چوں از دل وجاں دوست نداریم ترا؟
کیوں جان و دل سے ہم نہ چاہیں تم کو

اے نام خدا حبیب رحمانستی
ہاں نام خدا حبیب رحماں ہو تم

دیگر

قدر گوہر، بہ تاج شاہانِ زمن
گوہر کی ضیا، تاج کُلہ کو معلوم

قدر اختر، بہ بزم چرخ روشن
تاروں کی چمک چرخ سیہ کو معلوم

تو قدر شناس جوہر علم شدی
معلوم ہے تم کو علم و حکمت کی قدر

شد قدر شناس تو بدل شاہِ دکن
لیکن ہے تمہاری قدر شہ کو معلوم

دیگر

سلطان افزود قیمت لعل یمن
شاہنشہوں سے ہے قیمت لعل یمن

عطار نمود وقعت مشک ختن
عطاروں سے ہے وقعت مشک ختن

بروئے تو ہمہ خرّم فضائی بھیکم پور
تمہارے ہونے سے آباد تھا جو بھیکم پور

بغیر دوست وطن بدترست از ہاموں
تو ہے تمہارے نہ ہونے سے بدتر از ہاموں

عنان صبر ز دستم رہا شدست و دگر
قرار و صبر مرے اختیار میں کب ہے

ہزار موعظہ بے حاصل ست و صد مضموں
نتیجہ کچھ نہیں رکھتا ہے وعظ صبر و سکوں

چہ حاصل است کہ گویم ہزار شعر بلیغ
ہزار شعر محبت بھی میں کہوں تو کیا

چہ حاصل است کہ گوئی تو عذر گوناگوں
کرو ہزار بھی تم عذر ہائے گوناگوں

غم فراق نداند مصالح ملکی
غم فراق کو پروا ہے کب سیاست کی

سر وصال نداند قواعد و قانوں
سر وصال کو ہے بے نیازی قانوں

دوای درد دل ما اگر بخاطر تست
علاج درد دل ریش ہو اگر منظور

بیا و زود بیا، بے چرا و چون و چگوں
تو میں بتاؤں، تم آجاؤ بے چرا و چگوں

ز بارگاہِ فلک پایگاہ شاہِ دکن
دکن کے پادشہ وقت کی ہے تم پہ نظر

تفقد ست بحال تو از شمار فزوں
کہ تم پہ لطف و کرم ہے شمار سے افزوں

ز پیشگاہ شہنشاہ ذوالجلال و منن
اسی طرح شہ کونین ذوالجلال کا لطف

بحال شاہ بود فضل از قیاس بروں
دکن کے شاہ پہ حدِ قیاس سے ہے فزوں

محیّ ملت و دیں، ماحی ضلالت و ظلم
وہ ظلم و گمرہیوں کے ہیں مٹنے والے

ہمیشہ حامی او باد قادر بیچوں
سدا ہو ان کی حمایت پہ قادر بیچوں

بجان و مال و عزیزاں و خیل و سلطنتش
ہمیشہ جان و عزیزان و ملک و دولت پر

بود عنایت پروردگار روز افزوں
رہے عنایت پروردگار روز افزوں

بر التماس تو شد احترام ماہِ صیام
تمہاری رائے تھی فرمان احترام صیام

وقار شہ بفزاید بامر کن فیکوں
ہے قدردانی سلطان برنگ کن فیکوں

به بوستان سخن طوطی شکر خائی — مرا به آئینه افسانهاست پُرافسوں
سخن کے باغ میں تم طوطی شکرخا ہو — مجھے ہے آئینہ سے گفتگوئے پُرافسوں

به رغم انف عزیزاں خدائے را مپسند — زجوشِ آتشِ ہجراں بسینہا کانوں
خدا کے واسطے کیجیے نہ دوستوں پہ ستم — کہ ان کے سینے ہیں نارِ فراق سے کانوں

سوار پیادہ و دہقاں و اہلکار قدیم — ہمہ بغیر تو بے صبر و بیقرار و سکوں
سوار پیادہ و دہقاں و اہلکار قدیم — سبھی بغیر تمہارے ہیں بے قرار و سکوں

مرا کہ شغل مہمات بیش از بیش است — نہ بیتو لطف ریاست نہ ذوق علم و فنوں
مجھے زیادہ ہے اشغال و کاروبار کی فکر — رہو نہ تم تو ملے خاک ذوق علم و فنوں

نہ شوق صید و شکار و نہ سیر باغ و بہار — نہ مشورت نہ صلاح و نہ شرح راز دروں
شکار کا نہ مزا ہے نہ سیر باغ کا لطف — کریں تو کس سے کریں ظاہر اپنا راز دروں

نہ اہتمام امور و نہ انصرام مہام — نہ حلّ عقدۂ لاینحل از بُن ناخوں
نہ اہتمام امور و نہ انصرام امُور — کھُلیں تو کس سے کھلیں عقدہائے گوناگوں

نہ اعتدال مزاج و نہ رغبتے بہ مزاح — نہ بزم ذکر ارسطو و شیخ و افلاطوں
مزاج کی نہ خوشی ہے نہ خوش مزاجی ہے — نہ لطف ذکر ارسطو و شیخ و افلاطوں

کدام کس کہ کند شکوہ از شکر رنجی — کدام کس کہ کند از تلافیش ممنوں
بگاڑ کا کریں شکوہ تو اب کریں کس سے — وہ کون ہے جو تلافی سے اب کرے ممنوں

عزیز و قوّت بازو کہیں برادر من — الا کہ بے تو دل من غمیں و حال زبوں
تمہیں ہو بھائیوں اور دوستوں کی قوت دل — تمہیں نہ پاکے مرا حال ہوگیا ہے زبوں

ز سیل اشک من اندر فراق روئے خوشت — بہ نیم رود تلاطم فتادہ چوں جیحوں
تمہاری یاد میں دل اشکبار ہے اتنا — کہ ایک نالہ ہے طوفاں میں صورت جیحوں

به تمکین و جلال دیں زمیں بر آسماں گردد
کہ جس کے عہد برکت میں زمیں بھی آسماں میں ہے

بتائید سعید او بگو حال مسلماناں ہند
مسلمانوں کا حال زار اب کہدے سعید ان سے

بداں ماند زلطف حق کہ از پیری جواں گردد
عجب کیا ہے تجھے طاقت ملے وہ جو جواں میں ہے

نامہ منظوم من الحبیب الی الحبیب عفی اللہ عنہما

ریختہ کلک جواہر رقم فارس مضمار سخنوری آنریبل خان بہادر نواب محمد مزمل اللہ خاں
رئیس بھیکم پور

صبا رساں بہ حبیبم تحیۂ مسنوں
صبا حبیب کو پہنچا دے تحفۂ مسنوں

بداں طریق کہ باشد مناسب موزوں
طریق ہو ترے پہنچانے کا مگر موزوں

بہ بار عام مجال سخن اگر یابی
اگر کلام ترا بار یاب ہوتا ہے

بعز عرض رساں اشتیاق ایں محزوں
تو کہ ضرور مرا شوق خاطر محزوں

بآنکہ در دکن او شمع بزم اقبال ست
وہی جو آج دکن میں ہیں شمع عزت کی

زمن بگو کہ چو پروانہ ام ترا مفتوں
تمہارے فضل پہ پروانہ وار ہوں مفتوں

توئی بہ گلشن علم و ادب گل خنداں
کہ باغ علم و ادب میں ہو تم گل خنداں

منم چو بلبل شیدات والہ و مجنوں
تمہارے فضل پر بلبل صفت ہوں میں مفتوں

حبیب رحمت رحماں فدایت جسم و جاں گردد
حبیب اللہ ہو الفت تمہاری جسم و جاں میں ہے

بافضال علوم و فضل و جود بے گراں ہر آں
تمہارے علم و فضل و جود کا ثانی نہیں کوئی

بہر صورت خرامی روئے تو اندر ور جہاں گردد
تمہاری شکل و صورت کا بھی کب کوئی جہاں میں ہے

سلیماں میتواں شد مورچہ مسکیں بہ بذل تو
تمہارے بذل و احساں سے ہو چیونٹی کو سلیمانی

خوشا بذل و خوشا فضلت کہ جمعت این آں گردد
تمہارے فضل کا شہرہ تمام ہندوستاں میں ہے

خوشا ملک دکن وے راچو میر عثمان علی شاہے
دکن کی ہے یہ خوش بختی کہ ہے عثمان علی والی
ولیِ حامی دین متیں اندر جہاں گردد
ولیِ حامی دین محمد وہ جہاں میں ہے

سریر آرائے ملک دین شہ پُر عظمت و تمکیں
دکن کا ہے وہ سلطاں وہ شہ پُر شان و شوکت ہے

کجا چوں آصف سابع کسے صاحبقراں گردد
جو خوبی ان میں ہے وہ کب کسی صاحبقراں میں ہے

بعہد او توی صدر صدور ے آنکہ از نظمش
اُسی کے عہد میں صدر الصدوری تم نے پائی ہے

روز افزوں ہو آپ کا اقبال
بندہ بھی مستحق احساں ہے

اے عالم با عمل حبیب رحماں
ہے روشنی دین دکن میں پھیلی
ہو منتخب اقدس اعلیٰ حضرت
حاکم ہو امور مذہبی کے ایسے
دی شاہ نے مسند شریعت تم کو
اس عہد کے حاتم ہو سخاوت میں تم
ئیں آپ کے اوصاف حمیدہ سُنکر
ہے فکر معیشت عیال و اطفال
بیکار ہوں باکار بنا دو مجھکو
ملجائے مجھے نوکری دفتر میں کوئی
از بہر رسول حق مدد ہو میری

تم چرخ فضیلت کے ہو مہر رخشاں
جس سے ہے تمام شہر رخشاں تاباں
ہے صدر صدور تم کو ہونا شایاں
گویا کہ ہے ایماں کے تن پاک کی جاں
کہتا ہے یہ خوش ہو کے ہر اک با ایماں
کیونکر نہ کہوں تم کو سخی دوراں
آیا در دولت پہ ہوں اُفتاں خیزاں
تکلیف مصیبت سے بہت ہوں حیراں
ہے مطلب دل یہی یہی ہے ارماں
اب ہاتھ ہمارا ہے تمہارا داماں
صادر ہو ملازمت کا میری فرماں

مطلب ترا نکلیگا ضرور اس جا پر
کر ختم فہیم اب بیاں کا عنواں

قصیدہ در تہنیت قدوم

گزرانیدہٗ ابوالمحامد سید احمد سعید صاحب نقشبندی رضوی بخاری مدنی

الا اے در ثنا و فضل کے ہمتائے تاں گردد
تمہارے مثل کب اہل کرم کوئی جہاں میں ہے

نامۂ تہنیت

گزرانیدۂ محمد فہیم صاحب سہسوانی مقیم حال حیدرآباد دکن چادر گھاٹ

ہے فہیم اپنے بخت پر نازاں
مدح سنج حبیب رحماں ہے

یہ وہ فیاض ہیں کہ وقت سخا
دست و دل انکا بحر و کاں ہے

پانی پانی ہے ابر خجلت سے
نام بخشش کا ان کی باراں ہے

نطق کا انکے نکتہ اک تالیف
خط کی اک سطر ان کی دیواں ہے

ان کا ہر حکم حکم شرع مبیں
ملک و دولت پہ انکا احساں ہے

مرجع خاص و عام ان کا در
اسی در کا توفیض درباں ہے

عدل شرعی کا انکے دور ہے یہ
گربہ کنجشک سے ہراساں ہے

خوف ہے باز کو کبوتر کا
شیر آہو کا اک نگہباں ہے

ہے مطیع خدا، مطاع خلق
یہ پرستار حق پرستاں ہے

یہ فہیم الم گرفتہ بھی
ان کا مداح ہے ثناخواں ہے

وضعداری ہے مانع مقصد
میری خودداری کاوش جاں ہے

بے زری آجکل ہے میری رفیق
مفلسی میرے گھر میں مہماں ہے

خواب میں دیکھتا نہیں آرام
ایسی خاطر میری پریشاں ہے

قابل فخر ہے یہ ناداری
بندہ اس میں مزید دوراں ہے

اب فقط بخت آزمانے کو
آپ کی بندگی کا ارماں ہے

آپ پر منحصر ہے زیست مری
ورنہ تکلیف کاہش جاں ہے

باغ بھی اپنی بہاروں پہ ہے نازاں نازاں
میکدے بلدہ کے سب بند نظر آتے ہیں
مسجدیں ہوگئیں آباد تو مندر ویراں
اس کا باعث ہے یہی شہ کے طلب کرنے سے
حیدر آباد میں آئے ہیں حبیب الرحماں
فیضیاب آپ کے ہو فیض سے مخلوق تمام
صد و سی سال خدا رکھے جہاں میں شاداں
آٹھ الفاس کی ہے پرورشی دامنگیر
اِسی باعث سے دعا گو ہے نہایت حیراں

قطعہ تاریخ درتہنیت

ازمولوی ابوالغیور عبدالغفور صاحب متخلص بہ فدا طالب علم حیدرآبادی

زندہ دار ملت اسلام شیخ المسلمیں
ہیں امور مذہبی کے حکم فرماذی شعور

حادی جملہ علوم دبیر دِ شرع رسولؐ
برگزیدہ فاضل یکتا، ہے شہرت دُور دُور

پرتوِ نور محمدؐ ہے جبیں سے آشکار
ذات اقدس ہی فنا ہے ظلمت فسق و فجور

سال ہجری خیر مقدم کا یہ لکھدی اے فدا
قطب عالم عارف والا حسب صدالصدور
۱۳۰ ۳۶ ۱۳۰۰ھ

نظام الملک آصفجاہ کا ہو
تمہیں یہ یاد فرمانا مبارک

ہوئے صدر الصدور مذہبی آپ
یہ لطف و حکم شاہانہ مبارک

مبارک مولوی صاحب یہ منصب
اور اس منصب کا پروانہ مبارک

مبارک اے دکن والو مبارک
یہ افسر تمکو فرزانہ مبارک

دعا دو رات دن شاہِ دکن کو
دیا حاکم تمہیں دانا مبارک

دعا ہر ایک ہو بندی کی مقبول
نہ ہرگز ہو خدا یا نا مبارک

دکن میں مولویصاحب کو یارب
یہ عز و مرتبہ پانا مبارک

حبیب الملک کا اعزاز پائیں
کہے ہر شخص مولنا مبارک

مدارج انکے ہوں ہر روز افزوں
کہوں میں آکے روزانہ مبارک

تہنیت از حاجی عبداللہ بن ابراہیم الیمنی
نزیل حیدرآباد دکن

آج ہے ملک دکن رشک وہ باغ جناں
آج سب فرط مسرت سے ہیں شاداں شاداں

آج کچھ ایسی مسرت کی بہار آئی ہے
صحن گلزار میں ہر غنچہ ہے خنداں خنداں

آج کیا رنگ ہے گلزار کا آہا آہا

پہلی میں اعلیحضرت مدظلہٗ کو مخاطب کیا گیا ہے اور دوسری میں عالیجناب صدر الصدور صاحب امور مذہبی سرکار عالی مدظلہٗ کو

بہ فضل خدا و رسول کرام
دکن کی ریاست جو مشہور ہے
معین المہام اور صدر الصدور
وُہی جو کہ ہیں علم کے آفتاب
وہی عالموں میں جو مشہور ہیں
علی گڈھ کے کالج کے جو رکن ہیں
بڑے مولوی ہیں، بڑے متقی
کیا خوب شاہِ دکن! انتخب
ہیں بے انتہا اس تقرر سے شاد
جبیب الرّیاست نہ ہو کیوں وہ ذات

بہ الطاف عثمان علیہ السلام
وہیں حال میں یہ ہوا انتظام
ہوئے شیروانی بہ حکم نظام
وُہی جن سے واقف ہی عالم تمام
وُہی علم میں جن کا روشن ہے نام
فدائی جو ندوہ کے ہیں لا کلام
کرینگے ریاست کے بے لَوث کام
یہ عالم یہ فاضل معین نیکنام
دکن کے تمامی خواص و عوام
زمانہ میں اخلاق ہوں جس کے عام

مبارک ہو شاہِ دکن آپ کو
یہ صدر الصدور اور معین المہام

۲

مولٰنا شروانی صاحب کی خدمت میں مبارکباد

دکن کو آپ کا جانا مبارک
سفر بلدے کا مولٰنا مبارک

ذیل کی نظم سید غلام بھیک صاحب بی اے، وکیل چیف کورٹ (پنجاب) نے ۱۳ اگست ۱۸ء کو مبارک باد کے ایک مختصر نوٹ کے ساتھ لکھ کر بھیجی

چہ موزوں اختیار ستے چہ زیبا انتخابستے
تمہارا انتخاب اس کام پر کس درجہ موزوں تھا
کہ تو مامور کار خدمت خیر الملل باشی
کہ ہو مامور کار خدمت خیر الملل پر تم

مبارک باشدت ایں منصب عالی بصدر رفعت
مبارک ہو یہ عہدہ رفعت و عزت کے سایہ میں
صدوسی سال زیب مسند علم وعمل باشی
صدوسی سال بیٹھو مسند علم وعمل پر تم

تو آں باشی کہ دلہای عزیزاں آرزو دارد
عزیزان دفا پرور کی یہ دل سے تمنا ہے
کہ تا باشی بہ عالم در اماں از ہر خلل باشی
رہو حق کی اماں میں ہر مصیبت ہر خلل پر تم

حبیب حضرت رحمان و محبوب دل مسلم
حبیب حضرت رحمان و محبوب دل مسلم
بہ حسن سیرت و صورت تہ گردوں مثل باشی
کہ حسن خلق میں حاکم رہو ضرب المثل پر تم

مبارک باد

بحضور اقدس اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ دوام دولتہ

ذیل کی دو نظمیں جناب شاہ لطیف احمد صاحب متولی درگاہ حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی حسن رسن تاب سہروردی بدایونی و حضرت بدر الدین صاحب ولایت ابوبکر موی تاب سہروردی بدایونی قدس اسرارھم نے چھپوا کر ارسال فرمائی

ب بنا اس کا نہ ہرگز کوئی ہمسر
ا ادھر احقاق حق میں ہی جو مشغوف
ل لگاتار اسکا کام انعام واحسان
ر رعایت حق کی بذل وعدل و انصاف
ح حضور آصف سابع نے الحق
م مناسب انتخاب ازبس ضروری
ا ازل رازیکہ اندر پردہ بسپرد
ن نہیں وہ منتخب بے مثل مامور
خ خدایا حفظ دینت پیشہ اش باد
ا الٰہی ہو وہ قوم خفتہ بیدار
ن نمایاں بڑھتی جائے دولت دیں
بہ اصرار محبان خوش اطوار
تو فرمائش ہوئی اسکی کہ فی الحال
گیا دل بے ادب کا سن کے یہ غل

ل لیاقت اس کی تسلیم و مقرر
ج جناب حق کی طاعت میں بھی مصروف
ل لیالی اور ایام اسس کو یکساں
ی یہ وصف اسکا ہی اعلیٰ بین الاوصاف
ل لیا یہ حظ وافر فیض مطلق
ن نبودش درخور صدر الصدری
ع عزیمت پیش طبع نکتہ رس بود
م مگر شروانی معروف و مشہور
ا ازامر معدلت اندیشہ اش باد
ن نہیں جز نوم غفلت اسکے آثار
ی یہ سن میری دعا آمین آمیں
لکھے جب میں نے یہ انیس[19] اشعار
اسی کے ساتھ ہوا اک مصرع سال
صدارت منصب شایاں ہے بالکل
۱۳۔ ۳۶

گزرانیدہ

محمد عبدالجلیل نعمانی

سلطان پورہ

یہ نظم عبدالجلیل صاحب نعمانی نے چھپوا کر پیش کی، اور احباب میں تقسیم فرمائی۔ (حمید)

قطعہ تاریخ تقرر بر عہدہ صدرالصدور

شروانی ذیشاں بہ دکن روی نہادی	حالی بعزیزانِ وطن باد بشارت
حقا کہ ز اکثر کہ ومہ نیز شنیدم	حق دانی وحق بینی وحق گوئی بکارت
آں منتخب عصر بہ تحسین سزاوار	کاوردہ بہ گلشن سروسامان نضارت

نعمانی آزادہ بتاریخ تقرر
گفتم زازل یافتی انداز صدارت
۱۳۳۶ھ

عہدۂ والای صدر الصدوری بحیدرآباد دکن مبارک
۱۳۳۶ھ

ایضاً متضمن بر صنعت توشیح

م مبارک ہو وہ وقت ای صاحب دل	م میسّر جس میں ہو سامان منزل
و وہ اچھی اور نہایت خوب ساعت	ح حکومت بھی ہو ساتھ ہی اسکی طاعت
ل لے اپنے سر پہ انساں طاعت شاہ	م مگر حاصل ہو اُسپر طاعت اللہ
و ورلئے بندگان خاص ممتاز	د دگر راکے سزد ایں گونہ اعزاز
ی یقیناً ہے یہ کار عزمِ محکم	ع علاجِ نفس بر اسلوب اسلم
ح حساب اجرای عہد خوش انجام	ب برون ست از قیاس فہم وافہام
ب بہت ہی سخت ہی یہ راہ پُرخار	د دل آگاہ ہے اس سے خبردار
ی یہ تقدیر ایک ہی کی تھی ازل سے	ا اُسے حصّہ تھا رب لم یزل سے

تاریخ تشریف آوری ذی المراتب والمعالی مولنا مولوی حبیب الرحمن خاں بہادر شروانی متع اللہ المسلمین

بطول بقائہ

زہے عہد سلطان عثمان علیخاں
ہے احقاق حق اور ابطال باطل
یہ نوشیروانی و شروانی نو
وہ صدر الصدورِ دکن آج آئے

یقیناً ہمایوں ہمانا مبارک
ہمیں اُس کا سُننا سنانا مبارک
ملا وقت خُرّم سُہانا مبارک
الٰہی تو کر ان کا آنا مبارک

زباں سے خود اسلام یوں کہہ رہا ہی
سنو سال "تشریف لانا" مبارک
۱۳۳۶

بارک اللہ تعالیٰ قدومک فی الحیدرآباد ابداً ابداً
۱۳ ۳۶ھ

هنیئاً لك حبیب الرحمان
لعندك بعدالةٍ وعطاء
لقد ظفرت لعمرك امرا

نصرت قومك نصر خیر
غیر کعین وعین کغیر
لما ظفر به احد غیری

فارخ لقدومك النعمانی
انك جئت بكل خیر
۱۳۳۶

(۱۰)

عجب نام محبوب ممدوح کا ہے — حبیب اور رحمٰں سے ملکر بنا ہے
یہ برہان ساطع ہے مقبولیت کی — کہ گرویدہ سارا جہاں ہو رہا ہے
وہ کہتے ہیں جو بات حق پر ہے مبنی — وہ کرتے ہیں جس میں رضائے خدا ہے
نظر میں ہے یکساں امیری فقیری — یہاں ایک ہی رنگِ شاہ و گدا ہے
ہراک قول میں نفع دارین مضمر — ہراک بات اکسیر ہے کیمیا ہے
اثر ہے یہ قلب مُصفّا کا سارا — کہ جو ہے عمل پاک ہے بے ریا ہے
نظارہ سے ہوتا ہے ایمان تازہ — یہ رُخ ہے کہ آئینۂ حق نما ہے

رہو تم زمانہ میں محسود ہو کر
جو آئے گھڑی آئے مسعود ہو کر

(۱۱)

الٰہی ہو کونین میں بول بالا — رہے شمع دولت سے گھر گھر اُجالا
تجلی بڑھے اور مہر حشم کی — ترقی کرے اَور اقبال والا
بڑھے عمر و دولت بڑھے شان و شوکت — قمر تم ہو ساری خدائی ہو ہالا
یہ دَور آفتاب فلک کا ہے جبتک — مئے عیش سے ہو نہ خالی پیالا
رہے دونوں عالم میں تم پر ہمیشہ — نبیؐ کا کرم ۔ رحمتِ حق تعالٰی
مدد آل و اصحاب کی تم کو ہر دم — مراتب ہوں اعلٰی ۔ مناصب دوبالا
زمانہ ہو یا بخت ہو یا فلک ہو — ہراک ہو تمہارا ہی دم بھرنیوالا

رہو شاد آباد تم تا قیامت
چمکتا رہے **اختر** دین و دولت

از جناب مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی ناظم و معتمد امور مذہبی سرکار عالی

(۸)

مبارک تمہیں اے سرِ قوم مسلم — یہ اوجِ مراتب یہ شانِ مکارم
بڑے فخر کی بات یہ ہے کہ تم ہو — نبیؐ کے فدائی شریعت کے خادم
خدائی پہ رہتے ہیں احساں تمہارے — رہیں کیوں نہ تم پر خدا کے مراحم
ملے تم کو علم و عمل ساتھ دونوں — وہ کس کام کا بے عمل ہے جو عالم
کرے جس قدر شکرِ حق وہ بجا ہے — ملے جس کو تم سا خدا ترس حاکم
ہمیشہ رضائے الٰہی پہ راضی — ہمیشہ اصولِ شریعت پہ قائم
کیا صاف اسلام کا تم نے رستہ — مٹائے جہالت کے سارے مراسم

تم اس عہد میں یادگارِ سلف ہو
تم اس قوم کے حق میں عز و شرف ہو

(۹)

بہت قوم کے ہم نے دیکھے ہیں رہبر — کہ اصلاحِ قومی میں سرگرم ہو کر
ہوئے منہمک کارِ دنیا میں ایسے — کہ عقبیٰ کو وہ بھول بیٹھے سراسر
نمازیں بھی متروک روزے بھی غائب — نہ تقویٰ نہ طاعت نہ اللہ کا ڈر
اگر نفعِ دُنیا ہوا اُن سے حاصل — تو نقصانِ دیں سے پڑا داغ دل پر
تمہیں ایک ہو ہادیِ قوم ایسے — کہ چلتے ہو دین اور دنیا کو لیکر
اِدھر عزتِ دنیوی کی ہے کوشش — اُدھر دل سے ہے اتباعِ پیمبر
غرض یہ کہ دارین میں سُرخرو ہو — یہاں بھی معزز وہاں بھی مُوقّر

یہاں ساری اقوام میں سربلندی
وہاں فضلِ خالق سے ہو ارجمندی

چمن بند رنگ صداقت یہی ہیں
گُل باغ اخلاق کہئے انہیں کو
صدا آرہی ہے یہ ارض و سما سے
مداوائے آزار و کبر و جہالت
علی گڈھ کا کالج ہوا جس سے روشن
ہوا جن سے ممتاز ندوہ جہاں میں
دکن میں بڑھی مذہبی شان جن سے

(۶)

گہر سنج فہم و فراست یہی ہیں
مہ آسمان شرافت یہی ہیں
کہ شایان شان صدارت یہی ہیں
مسیحائے بیمار غفلت یہی ہیں
وہ جہر ذکا در حقیقت یہی ہیں
وہ عالی ہمم ذی وجاہت یہی ہیں
وہ دلدادۂ دین و ملت یہی ہیں

یہی ہیں شریعت پناہ زمانہ
یہی ہیں تقدس مآب زمانہ

یونیورسٹی کی بنا سے دکن میں
ضیا بارئ علم و فن کی بدولت
سحاب کرم نے جو کی آبیاری
عجب خوشنما رنگ ہے ان گلوں کا
کہاں اِس لطافت کا لعل بدخشاں
کہاں ہے شمیم دلاویز ایسی
ترقی یہ تعلیم نو کی جو دیکھی

(۷)

بہار آئی گلشن میں جان آئی تن میں
ہوئے آپ ہی شمع اس انجمن میں
شگوفے کھلے کیسے کیسے چمن میں
کہاں ہے یہ رنگت عقیق یمن میں
کہاں آب و تاب ایسی دُر عدن میں
گُل و لالۂ و سنبل و نسترن میں
لگی رشک سے آگ چرخ کہن میں

رہے سبز و خُرم یہ گلشن ہمیشہ
رہے پُر ز گوہر یہ معدن ہمیشہ

(۴)

کبھی وعظ میں دُر فشاں ہو رہے ہیں
کبھی سرِ وحدت بیاں ہو رہے ہیں
فلک گرمیِ بزم سے پوچھتا ہے
یہ پُر نور جلسے کہاں ہو رہے ہیں
اشاعت میں ملت کی فاروق اعظمؓ
ہدایت میں خضر جہاں ہو رہے ہیں
زہے فیض جاری کہ ہر علم و فن کے
یہاں آج دریا رواں ہو رہے ہیں
ہزاروں شناور ہیں بحرِ ادب کے
جو توصیف میں تر زباں ہو رہے ہیں
زباں ہے کہ مفتاح گنجِ معانی
نہاں تھے جو نکتے عیاں ہو رہے ہیں
کئے ہیں جو آئینِ تعلیم قائم
مدارس کے روح رواں ہو رہے ہیں

رفاہِ خلائق جو مدِّ نظر ہے
تو بہبود کی فکر آٹھوں پہر ہے

(۵)

جنہیں کہتے ہیں صدر دَوراں یہی ہیں
جنہیں کہتے ہیں فخر اخواں یہی ہیں
جو مشہور ہیں آج تاج الافاضل
یہی ہیں یہی ہیں وہ ہاں ہاں یہی ہیں
گہُر ریز طبع رواں ہے انھیں کی
فضیلت کے دریائے عمّاں یہی ہیں
جواہر ہیں سینہ میں حکمت کے کیا کیا
حقیقت میں گنج فراواں یہی ہیں
کھُلے درس و تدریس کے گُل ہزاروں
بہار ریاض دبستاں یہی ہیں
ہوئیں جس سے سیراب تعلیم گاہیں
وہ سرچشمۂ جود و احساں یہی ہیں
مہ و مہر سے شان جنکی ہے اونچی
وہ سرحلقۂ باکمالاں یہی ہیں

یہی ہیں ترا زندۂ نقشِ وحدت
یہی ہیں فرا زندہ چترِ ملت

(۲)

زہے عز و شانِ حبیبِ زمانہ — زبانوں پہ رہتا ہے جن کا فسانہ
سخی وہ کہ رُکتا نہیں دستِ ہمت — غنی وہ کہ معمور اُن کا خزانہ
اسیرِ کمندِ مدارا ہے کوئی — کوئی ناوکِ لطف کا ہے نشانہ
امیروں میں ممتاز ہے نامِ نامی — غریبوں سے برتاؤ ہے دوستانہ
جلیسوں سے، احباب سے، مخلصوں سے — وُہی خُلق ہے حاضر و غائبانہ
قدیمی کمالات میں فردِ کامل — علومِ جدیدہ میں بھی ہیں یگانہ
رہِ راست پر جو نہ ہو اسکے حق میں — ہر اک بات ہے آپ کی تازیانہ

یہی جانشینِ کمالِ علیؓ ہیں
یہی وارثِ علمِ دینِ نبیؐ ہیں

(۳)

وہ پاکیزہ سیرت کہ قدرت خدا کی — وہ مقبول صورت کہ آیت خدا کی
شب و روز کوشاں خدا کی رضا میں — رہے آپ پر کیوں نہ رحمت خدا کی
یہ دو کام ہیں حاصلِ دین و دُنیا — اطاعت پیمبر کی طاعت خدا کی
جو کرتے ہیں بندوں کی حاجت روائی — یہ اعلیٰ تریں ہے عبادت خدا کی
کِہ و مہ سے اخلاق ہیں جو مساوی — اسی سے ہے گرویدہ خلقت خدا کی
کسی حال میں کب ہی ممکن کہ لب پر — بجز شکر آئے شکایت خدا کی
جچے آنکھ میں کیا کسی کی بڑائی — نگاہوں میں ہر دم ہے عظمت خدا کی

شریعت کے حامی ہیں رکنِ رکیں بھی
ملے آپ کو حق سے دُنیا و دیں بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ علی رسولہ الکریم

در مدح عالیجناب صدر الصدور صاحب شروانی مد فیوضہم

زہے عالم دیں خوش نکتہ پرور
حبیب قلوب و ادیب زمانہ
خلیق و شفیق و رفیق و مُخیّر
غریبوں کے محسن یتیموں کے وارث
گہر بار دیندار و غمخوار عالم
شہیر جہاں افتخار افاضل
عدالت میں کسریٰ سخاوت میں حاتم

مطیع خدا جاں نثار پیمبر
بہ حکمت فلاطوں بہ ہمت سکندر
رحیم و حلیم و کلیم و ہنرور
مروّت کے شیدا عطوفت کے خوگر
معظم مفخم موقر مفخّر
سپہر کرامت کے ماہِ منوّر
محیطِ شرافت کے تابندہ گوہر

جو فخر جہاں ہیں جو فخر زمن ہیں
وُہی آج صدر الصدورِ دکن ہیں

مایۂ فخر ہوں یہ ملک کے، ملت کیلئے
ہوں یہ سرگرم عمل، دین کی نصرت کیلئے

اور کمر بستہ رہیں قوم کی خدمت کیلئے
سرفروشاں رہِ حق کی حمایت کیلئے

ہے یہ نوشابۂ محزون، دعاگو، یارب
حشر تک ان کا چمن پھولا پھلا ہو، یارب

راحت روح، گل گلشن اقبال مُراد
رہیں، سر سبز، سدا، دہر میں اے ربّ عباد

یعنی فرزند حبیب دل و جاں نیک نہاد
خیر خواہان عقیدت رہیں دنیا میں شاد

بخت اسکندر و جمشید کا اجلال ملے
خضر کی عمر، سلیمان کا اقبال ملے

دولت و جاہ میں، عزت میں فراوانی ہو
صرف عرفان خدا، قوت ایمانی ہو

ساتھ ہو رحمت حق سایۂ یزدانی ہو
مشغلہ "خیر" ہو ہمدردیٔ انسانی ہو

دانش افروز جہاں، طرۂ دستار علوم
رہیں یارب یہ ضیار افگن انوار علوم

مدح طراز

خاکسار آگین نوشابہ خاتون قریشی غفر اللہ لہا

درد مندی کی عیاں شان ہے تحریروں میں
یہ ہی آیا ہے، احادیث میں تفسیروں میں

عقدہ حل تم نے ہی فرمایا ہے تقریروں میں
ٹھیس کھانیکی نہیں تاب قواریروں میں

حوصلہ، اور کرم، موجب صد تحسیں ہے
آفریں ہمت عالی کا یہی آئیں ہے

تازگی بخش جہاں، نزہت بستاں جبتک
ضوفشاں دہر میں ہو مہر درخشاں جبتک

ہے یہی سلسلۂ گردش دوراں جبتک
زینت عالم ہستی ہے گلستاں جبتک

عمر و اقبال و حشم میں رہے روز افزونی
دولت و رفعت و عظمت ہو خدایا دونی

رہیں سرسبز صدا، بیگم حسرت یارب
رہیں مصروف خوشی، محو مسرت یارب

حشر تک ان کے چمن میں رہے نزہت یارب
عمر میں جاہ میں دولت میں ہو برکت یارب

رہے دُردانہ سدا، مورد لطف سبحاں
حشر تک اِس پہ رہے ظل عطائے رحماں

رہیں فرزند نکو، زینت گیتی یارب
سعی سے انکی مٹے نکبت گیتی یارب

ان کے حصہ میں رہے عظمت گیتی یارب
قوم کو پھر وہ ملے رفعت گیتی یارب

دور ہو قوم سے ناداری و عسرت، یارب
اپنی گم کردہ ہو حاصل ہمیں دولت یارب

سینۂ صاف کو، گر گنجِ معانی کہیئے
جودتِ طبع کو دریا کی روانی کہیئے

ہے زباں کاشفِ اسرارِ نہانی کہیئے
وعظ یا معجزۂ سحر بیانی کہیئے

کہیں اسرارِ حقیقت کے بیاں ہوتے ہیں
جوہرِ صدقِ طبیعت کے عیاں ہوتے ہیں

رشکِ ازہر نہ ہو کیوں جامعۂ عثمانی
شعبۂ دین کے بانی ہوئے ہیں شروانی

ساتھ سائنس کے ہے فلسفۂ ایمانی
درس گہ پہ نہ ہو کیوں مرحمتِ ربانی

ساتھ دنیا کے ہوا، دین کا بھی استحکام
حبذا، ہوگئی مضبوط، اساسِ اسلام

صد دسی سال رہے سایۂ دامانِ کرم
تاکہ بنیادِ اصولِ شرعی ہو محکم

حیدرآباد رہے، بہرہ ور فیضِ اتم
پھر وہ ہم کو ملے، حقِّ لقب خیرِ امم

عظمتِ دورِ گزشتہ ہو وہی آنکھوں میں
رفعتِ دین کا نقشہ ہو وہی آنکھوں میں

صنفِ مظلوم پہ ہیں آپ کے لطف و احساں
مرضِ جہل کا تجویز کیا ہے درماں

حامیِ فرقۂ بے بس ہیں حبیب الرحماں
عورتوں کے لئے بھی فرض کی علم و عرفاں

خوب ثابت کئے قرآں سے حقوقِ نسواں
مرد کی طرح ہی ہیں عورتیں بھی اک انساں

جس طرف رُخ کیا، قسمت کا ستارا چمکا
شرک و بدعت مٹے، وحدت کا ستارا چمکا

ابر ظلمت چھٹا، عظمت کا ستارا چمکا
نور عرفان حقیقت کا ستارا چمکا

پرتو مہر جہانتاب سے ظلمت کافور
نور فیضان ہدایت سے دکن ہے معمور

ادب حرمت رمضاں کا ہی ممنون دکن
رونق ہند بنا، بلدۂ میمون دکن

صُحفِ پاک کی تحریم کا مرہون دکن
چشم بد اور فتن سے رہے مصؤن دکن

جمع اختین کے ابطال کا قانون بنا
ورنہ تھا امر ذمیمہ یہی مسنون بنا

جرم عصیاں سے بچایا ہے مسلمانوں کو
تم نے شاداب کیا، اجڑی گلستانوں کو

خواب غفلت سے جگایا ہی نگہبانوں کو
آشنائے رہ عرفاں کیا نادانوں کو

رشک غرناطہ، دبغداد ہوا حیدرآباد
بندش جہل سے آزاد ہوا حیدرآباد

معترف خدمت تلی کے ہیں سب اہل دکن
دل ہیں لبریز عقیدت، ہی زبانئِ یہ سخن

ہیں رہینِ کرمِ فیض وہدیٰ اہل زمن
"خیر مقدم ہے مبارک ترا، اہلاً سہلاً"

تذکرہ شان مدارات کا آفاق میں ہے
جلوۂ حلم نبی، آپ کے اخلاق میں ہے

عالم دین ہیں، رہبر ملت ہو تم
مخزن حلم و کرم، چشمۂ عظمت ہو تم

منبع جود و سخا، بحر عطوفت ہو تم
ملک و ملت کے لئے آیۂ رحمت ہو تم

کیوں نہ ہو، مورد الطاف و عطائے رحمٰں
طاعت حق میں ہو مصروف رضائے رحمٰں

علم کے ساتھ، عمل بھی ہے سعادت یہ ہی
کام بہبودیٔ مخلوق ہے، ہمت یہ ہی

قول بھی فعل بھی یکساں ہی حقیقت یہ ہی
عام ہے خلق و کرم، خوبیٔ سیرت یہ ہی

امرا اور غربا دونوں نظر میں یکساں
شان تعلیم مساوات یہاں پر ہی عیاں

مونس غمزدگاں، پیکر شفقت تم ہو
زور الحاد گھٹا، جس کی بدولت تم ہو

بینواؤں کیلئے مایۂ رافت تم ہو
راہ گم کردہ کو، ہاں شمع ہدایت تم ہو

سعی اصلاح مفاسد نے سعادت بخشی
مردہ دل قوم میں احساس کی قوت بخشی

حسن سیرت کا، محامد کا، ثنا خواں ہی جہاں
نیّر برج کرم، چشمۂ جود و احساں

لطف و اخلاق و عنایات کرم ورد زباں
مصدر لطف و عطا، مخزن علم عرفاں

خودنمائی کا نہیں شائبہ بھی طینت میں
بے ریائی و خلوص آپکی ہے عادت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در مدح فضیلت پناہ تقدس مآب عالی مرتبت جناب مولنا مولوی حبیب الرحمن صاحب حضرت صدر الصدور سرکار عثمانیہ متع المسلمین بطول بقاءہم ودامت برکاتہم العالیہ

آمد آمد ہے یہاں رحمت یزدانی کی
شوکت و شان بڑھے بزم مسلمانی کی
صدر دیں، فخر عجم، حضرت شروانی کی
انتہا فرط مسرت سے ہے شادانی کی

حبذا! مظہر الطاف فدائے یزداں!
مرحبا! چشمۂ احسان! حبیب الرحماں!

چرخ عظمت کے درخشاں و منور اختر
شاعر و عالم دیں، المعی و دانشور
بحر اقبال و شرافت کے چمکتے گوہر
عادل و منصف و غمخوارِ غریب و مضطر

اے شفیق اور مخیر اے رفیق اخواں
اے عزیز زمن و ملک حبیب رحماں

اے خوشا بخت دکن، اہل دکن ہیں مسرور
للہ الحمد ہوئے سارے مفاسد کافور
بیک رحمت کا ہوا بلدۂ ہیموں ہیں ظہور
تم نے اعجاز مسیحائی کیا، صدر صدور

رونق و زینت و تزئین صدارت تم سے
کسبِ ضو کرنے لگے انجم ملت تم سے

حیدرآباد میں صدر الصدوری امور مذہبی کے عہدۂ جلیلہ کو ہاتھ میں لے کر مولٰنا نے جو زرین خدمات قوم اور مذہب کے انجام دیئے ہیں اُن کا ذکر محتاج تفصیل نہیں ہے ۔ مجھے امید ہے کہ مولٰنا کے وہ اعزہ اور احباب جن کے نظر سے یہ تہنیت نامے اب تک نہیں گزرے ہیں اس مجموعہ سے جس کو میں **آئینۂ محاسن** کے نام سے پیش کرتی ہوں محظوظ اور مسرت اندوز ہونگے ۔

نفیس دُلہن

۲۴۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۰ھ
حیدرآباد دکن

آپ کی توجہ مائل ہوئی اور عربی مدارس کے لئے آپ نے روپیہ فراہم کر کے انہیں تقویت پہنچائی ۔ عید الضحیٰ اور دیگر تقاریب کے موقعہ پر اپنے خاندان اور اعزہ کے وسیع حلقہ اثر میں خالصاً للہ کام کیا اور جو کچھ حاصل ہوا اسے علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کرنے والوں کے نذر کر دیا۔ جب آپ طالب علمی کا دَور ختم کر کے نکلے تو بہ حیثیت ایک اولڈ بوائے کے اپنے چھوٹوں کے لئے ایک کتاب تصنیف کی جس میں اخلاق انسانی کا ایسا صحیح اور سچا نقشہ کھینچا کہ وہ کتاب آج مسلم یونیورسٹی کے اسکول کے دینی نصاب میں شامل ہے ۔

ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد جن مضبوط ہاتھوں نے رکھا ہے انمیں یہ زبردست بازو بھی شریک ہے ۔

مولٰنا کی مہتم بالشان تصنیف "علمائے سلف" سے کون واقف نہیں ہے ۔ موجودہ دَور اضطراب میں ان علمائے ربانی کے برگزیدہ خصائل اور محاسن آئینہ بنا کر پیش کر دیئے جن کا وجود اسلام کے رفیع الشان قصر کا سقف و در رہ چکا ہے ۔ اور جن کے نقش قدم سے دور ہو کر آج ہم قعر مذلت میں گر رہے ہیں ۔

علی گڑھ کالج کے ٹرسٹی ہو کر آپ نے اُردو کی سرپرستی فرمائی اور اس موہوم وجود کو اس قابل بنا دیا کہ آج ہم جناب مولوی عبدالحق صاحب بی ۔ اے (علیگ) کی نگرانی میں انجمن ترقی اُردو کو پھلتے پھولتے دیکھتے ہیں ۔

شائع کیا جاتا ہے۔

یہ مجموعہ جناب ممدوح کی دکن تشریف آوری کے تین سال بعد شائع ہو رہا ہے۔ اس توقف کی وجہ صرف مولانا کی خلقی کسرِ نفسی اور فروتنی ہے جس نے میرے مساعی کو عرصہ تک سرسبز نہ ہونے دیا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ بالآخر مجھے اس خوشگوار فرض کے ادا کرنیکا موقعہ مل گیا۔ جسے میں اپنی زندگی کا ایک تابناک کارنامہ تصور کروں تو بیجا نہ ہوگا۔

نظموں کے اِس مجموعہ کو پیش کرتے ہوئے مجھے اِس امر کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ میں اسماً تفصیلی بحث کی ابتداء کروں۔ کیونکہ اسکو اس خیال سے پیش نہیں کیا جا رہا ہے کہ یہ محاسن کلام کا کوئی خاص نمونہ یا پہلو نمایاں کرتا ہے یا اس سے کسی مادّی مفاد کی توقع کی جاسکتی ہے۔ بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ان خیالات اور جذبات کا ایک مرقع تیار ہو جائے جو مولانا کے اعزہ اور احباب کے لئے مایۂ صد نازش ہے اور جن کی تمنا ہے کہ ان کی دلبستگی اور عقیدت گزاری کے ساتھ یہ تہنیت بقائے دوام حاصل کرے۔

جو لوگ مولانا سے واقف ہیں، اور خدا کے فضل سے اُن کی تعداد کافی ہے، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مولانا کی ذات میری تعریف اور تعارف سے مستغنی ہے۔ اگر انسانی زندگی کے ابتدائی مدارج اُس کی آئندہ زندگی کے متعلق صحیح نتیجہ اخذ کرنے میں مدد دے سکتے ہیں تو میں نہایت وثوق کے ساتھ یہ عرض کرونگی کہ مولانا کی زندگی عہدِ طفولیت سے آج تک خالص اسلامی زندگی کا نمونہ رہی ہے۔ سن تمیز پر پہنچتے ہی سب سے پہلے اسلامی تعلیم گاہوں کی زیارت پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اعلیحضرت خسروِ دکن خلد اللہ ملکہ کی جوہر شناس نظر نے جب ممالکِ محروسۂ سرکارِ عالی کی صدر الصدوری کے لئے جناب مولٰنا شرانی صاحب کا انتخاب فرمایا اور مولٰنا اس عہدۂ جلیلہ کو منظور فرما کر حیدر آباد تشریف لائے تو اعیانِ ہند اور اسلامی پریس نے یکزبان ہو کر اس حسنِ انتخاب پر صدائے تحسین بلند کی اور اس کو ریاست حیدر آباد کی اخلاقی ترقی کے لئے فالِ نیک تصور کیا' اِس موقعہ پر مولٰنا کے احباب اور دیگر علم دوست اصحاب نے اپنے جذبۂ مسرت کو نظم کا جامہ پہنا کر تبریک و تہنیت کی ۔ مقامی سخن سنج اصحاب نے اپنا اپنا کلام نفیس چوکھٹوں میں مزین کر کے پیش کیا اور بیرونی حضرات نے خطوط کے ذریعہ سے بھیج کر اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔ اس طور پر ان تہنیت ناموں کی ایک خاصی تعداد جمع ہو گئی ۔جن کو ایک مجموعہ کی شکل میں اِس وقت

اِس حال میں کلام بالا کی اشاعت گویا اپنی ہیچمیرزی کی تشہیر ہوتی - کیونکہ جو صفات موجود نہ ہوں ان پر فخر اس کی دلیل ہے کہ خوش ہونے والا نہ صرف اوصاف سے مُعرا ہے بلکہ معمولی فہم وعقل سے بھی بے مایہ - مگر ایک ہستی جسکے دل کو میری بے اصل تعریف بھی محوِ مسرت اور وقفِ تفاخر کرنے کے لئے کافی ہے اس پر آمادہ ہو ہی گئی کہ یہ کلام مرتب ہوکر شائع ہو جائے - کچھ پاس خاطر کچھ اہل کلام کے شکریہ کا پہلو میں بھی تن بہ تقدیر رضامند ہو گیا - بالآخر نفس بشری کا ساتھ ہے -

ہر کس را عقل خود بکمال نماید

اہل نظر کلام کی خوبیوں پر نظر فرمائیں اس طرح ممدوح کی بے مایگی مستور اور مادحین کا کرم اور نوازش منظور نظر رہیگی - وھو غایتہ المقصود -

وہی پاس خاطر ان سطور کی تحریر کا باعث ہے ورنہ کون اپنا عیب ظاہر کرتا اور کم مایگی کو سر بازار مشتہر کرنے پر آمادہ ہوتا ہے -

آخر میں اپنے کرم فرماؤں کی نوازش کا دل سے معترف ہوں - خداوند تعالےٰ سب کو جزائے خیر سے مالامال فرمائے - اور ان کے حسن ظن کو میرے لئے حسن صفت بنائے -

حبیب الرحمٰن خاں شروانی

حیدرآباد دکن
۲۱ ربیع الاول سنہ ۳۹

اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلامُ علیٰ رسولہٖ محمدٍ الامین وآلہٖ
واصحابہٖ اجمعین

۲ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ کو حسب الحکم اعلیٰحضرت حضور نظام فرمانروائے دکن اطال اللہ ملکہ وسلطنتہ میں صدارت العالیہ کی خدمت انجام دینے کے لئے حیدآباد پہنچا تو بزرگان سخن سنج نے ازراہِ کرم میرے قدوم و اعزاز کے متعلق متعدد قصائد وقطعات لکھے۔ میں اِس نوازش کا جس قدر دل سے منت پذیر اور سپاس گزار ہوا اُسی قدر اپنی تعریف پڑھ پڑھ کر دل شرمندہ و نادم ہوتا تھا۔ قول مشہور ہے۔ ؎

طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق
تحسیں کنند و او خجل از پائے زشت خویش

یہاں یہ عالم ہے کہ نقش و نگار مفقود اور سراپا خجالت کا رنگ جلوہ افگن۔

Nafis Dulhan

۷۸۶

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

الحمد للہ کہ

مجموعۂ قصائد و رباعیات و قطعات شعرائے ہند و دکن

Majmu'ah-yi qasa'id o ruba'iyat o qit'at Shu'ara'e Hind va Dakkan

آئینۂ محاسن

فضیلت پناہ شریعت دستگاہ حقائق آگاہ عالم باعمل
فاضل بے بدل ممدوح ذی شان جناب والا مولنا مولوی
حبیب الرحمان خان صاحب شروانی ادام اللہ فیوضہ العوالی

بہ ترتیب و تالیف

علیا جناب نفیس دلہن صاحبہ آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس

باہتمام

ممنون توجہات گرامی خاکسار محمد عبد الوہاب عندلیب

حیدرآبادی

در مطبع اعظم جاہی حیدرآباد دکن طبع شد

نمبر طبع ۱۱۴/۳۱ف